اعلام یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہل سنت

خلاصہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثومؑ

از رشحات قلم افادت شیم جناب محقق مدقق

سرکار حذاقت مدار مولوی حکیم سید علی اظہر

علامۃ الزمن جناب مولوی سید حسن زادت افاداتہ

رئیس کجوہ بازار بندی ضلع سارن

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی

واقع لکھنؤ کٹرہ ابوتراب خان ۱۳۱۰ھ

غرض مصنف لا ثر یہ ہے کہ اجمالاً مومنین خصوصاً سادات اس رسالہ عجالہ کو دین اور اہل آخرۃ ہی کا
جملہ مطالب متعلق اصل تحقیق عقد حضرت ام کلثوم میں کوئی امر زاید از مطلب ہے نہ خارج از بحث جہاں تک ہو سکے اس کی اشاعت
میں کوشاں ہوں گا تاکہ سور قلوب مومنین کے لئے مرہم اعجاز ہے۔ والسلام۔

فہرست مطالب کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم علیہا السلام

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما كنتم تعملون

الحمد لله الملك الوهاب که درین ایام سعادت انتساب کتاب مستطاب عدیم النظیر ولاجواب متعلق بمبحث عقد حضرت ام کلثوم دختر جناب ولایت مآب صلوات الله وسلامه علیهما افحاما للاعداء العترة الاطیاب وارغاما للاناف المعرضین عن جادة الصواب الموسوم

بالكنز المكتوم في حل عقد ام كلثوم

من مصنفات غرة محاسن الایام عمدة الافاضل الكرام النحرير المدقق الحبر المحقق حاوي المقامات السنية الفائز بالمدارج العلية قاطع اعناق الجاحدين قامع اساس الضالين المتعب نفسه في حماية الدين ذي الشرف الازهر الحكيم المولوي السيد علي اظهر دامت بركاته وزادت افاداته

در مطبع بستان مرتضوی [illegible] طبع گشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد بندہ احقر مولف ذو الفقار حیدر علی اظہر بن المولی المومن السید حسن دام ظلہ العالی بخدمت برادران ایمانی عرض پرداز ہے کہ گو مدت مدیدہ سے یہ مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام درمیان علمای فریقین دایر وسایر ہے مگر نہ علمای اہلسنت نے اس مسئلہ کو باستقلال تصنیف کر کے پیش کیا نہ علمای شیعہ ایدہم اللہ نے توجہ کامل فرمائی بلکہ جسطرح مخالفین نے ضمناً وتطفلاً اسکا تذکرہ کیا علمای اہل حق نے بھی اوسیطرح رد وابطال اسکا فرمایا خواہ تحقیقاً بہ انکار کلی خواہ الزاماً بہ تسلیم فرضی اسلیے کہ یہ امر بفرض وقوع بھی کسیطرح نہ مفید مخالفین ہے نہ مضر اہل حق لیکن چونکہ تا ایں حال کوئی کتاب بالاستقلال اس مادہ مین علمای فریقین سے نہین لکھی گئی تو کچھ عرصہ سے جب اہلسنت ہر مسئلہ مین عاجز آ گئے تو بعض مسایل فرعیہ مین گفتگو شروع کی بے سرو پا رسایل چھاپنے لگے بالخصوص اس مسئلہ مین زیادہ تر شور وغل مچایا اور عوام فریبی کا دام بچھایا علمای اعلام

ایدہم اللہ کی بے اعتنائی اور عدم توجہی سنے اور بھی انہین سر چڑہایا یہانتک
اہلسنت خود علماے مذہب حق شیعہ اثنا عشریکو اس مسئلہ مین بالکل لاجواب
اور مغلوب ٹھرایا حتی کہ صاحب آیات بینات جنکی تحقیقات پر عوام اہلسنت
بہت نازان ہین فرماتے ہین کہ شیعہ کسی مسئلہ مین ایسے زچ اور دق نہین ہوئے جیسا
اس مسئلہ مین دق اور زچ ہوے افسوس مقولہ صرف انہین بزرگ کا نہین ہے
جنکی لیاقت وجہالت سے سارا عالم واقف ہے بلکہ خود مولوی حیدر علی فیض آبادی
جنکو اپنی قابلیت وہمہ دانی پر وہ ناز تہا کہ بمقابلہ اپنے اساتذہ کے کوس
لمن الملکی بجاتے تھے اور سوا اپنے سبکو نا فہم بتاتے تھے اور اس زمانہ کے اہلسنت تو
اونکو اپنا امام ہی تصور کرتے ہین وہ حضرت بھی ازالۃ الغین مین ایسا ہی دعوی کیا
فرماتے ہین پہر بیچارے جاہلون کا کیا قصور بہرکیف جب غوغاے بیجا انحضرات
اس اہتمام مین بڑہا اور قابل تحمل وا عراض الحق نہ رہا ناچار کمترین نے بنا بر
امر بعض اعاظم دین ایدہم اللہ اسطرف توجہ کی اور بہت قلیل عرصہ مین
تفصیلی تحقیق اس مسئلہ کی کرکے ساتوین جلد ذوالفقار حیدری کی خاص اسی
باب مین قرار دی چونکہ اوسمین ہر روایت پر اہلسنت کی بحث کی گئی ہے اور
اختلافات اوسکے دکہائے گئے اور موضوع ہونا اون روایات کا اور کاذب اور
خائن ودجال ہونا اونکے راویونکا ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکے الحق کیطرف
سے جملہ اعتراضات بیجا و توہمات واہیہ مخالفین کا جواب شافی ہی دیا گیا ہے اور
جو کچھ اغلاط و تحریفات سے تھے کہولے گئے ہین اور روایات فریقین سے بحث
کامل کی گئی ہے لہذا حجم اوس کتاب کا بیجا اس سا ٹھ جز سے زیادہ ہو گیا اور پوری

ایک جلد کامل اوسکی مرتب ہوئی چونکہ بوجہ ضخامت کتابت وکثرت مصارف طبع ہونا اوسکا باعتبار استطاعت نحیف فی الحال ناممکن تھا اور بنظر زبان بندی مخالفین واطمینان خاطر مومنین اشاعت اوسکی حد وجوب وفرض سے بھی تجاوز معلوم ہوتی تھی لہذا بعض احباب اطیاب سلمہم اللہ نے بکمال الحاح واصرار فرمایا کہ اجمالاً لب لباب اوس کتاب کا مع اصل جواب جو تحقیقات مفصلہ سے ثابت ہو شایع کرنا چاہیئے اور اوس بحر زخار کو کسطرح کوزہ مین بند کرنا چاہیے لااقل بطور فہرست ہی سہی کہ شاید ان مضامین خوش آئین وتحقیقات حق آگین کے مطالعہ سے مومنین ذوالاقتدار کے دلونمین شوق پیدا ہو اور جوش مین آکر اصل کتاب کو جلد چھپوائین الغرض مین نے بھی اپنے احباب کی اس فرمائش کو بدل قبول کیا اور بخیال بے اعتباری حیات ناپائیدار زیادہ تر مستعد ہوا کہ شاید اجل موعود آجائے تو دل کی حسرت دل ہی مین رہجائے اور یہ جواہر تحقیقات گرانمایہ نادر الوجود معرض شہود مین نہ آئین اور مومنین اس سے کچھ بہرہ مند نہون مخالفین کی زبانین بند نہون ازین قبیل اور چند مصلحتون سے بکمال تعجیل یہ رسالہ بطور فہرست کنز مکنوم پیشکش ارباب علوم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ الحی القیوم امید کہ جو حضرات اس رسالہ سے مستفیض ہون مولف کو دعای خیر سے فراموش نکرین

تمہید مفید جو لوگ اسلام کے دائرہ مین داخل اور لااقل توحید ورسالت ومعاد کے قایل ہین حسب حکم خدا ووصیت رسول اونپر واجب وفرض ہے کہ تعظیم ومودت واحترام اہلبیت رسول انام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور اونکے اعزاز واکرام کے جملہ مراتب کو ملحوظ رکھین

میرا مطلب یہان یہ نہین ہے کہ اہلسنت خواہی نخواہی اونکی خلافت ہی کو مان لین کیونکہ جو ظلم ہونا تہا ہو چکا جسکو جو کچھ ملنا تہا مل چکا حریفان بادہا خوردند و رفتند بلکہ لا اقل اتنا ہی لحاظ رکھین کہ کسی قسم کی اہانت و ذلت حضرات کی نسبت گوارا نکرین اور اپنی زبان کو اونکی توہین و تحقیر سے بچاتے رہین اس سے یہ بھی میرا منشا نہین ہے کہ کسی صحیح واقعہ کا بلا سبب انکار کیا جائے اور کسی امر واقعے کا اخفا کر دیا جاے فان اللہ لا یستحیی من الحق بلکہ صرف اسقدر چاہتا ہون کہ جو واقعات انحضرات کے راست راست ہون اونہین کو ظاہر کرین اور بلا تحقیق کامل کوئی امر خلاف شان اونکی طرف منسوب نہ کرین نہ میری یہہ فرمائش ہے کہ جیسے خلفا[١] و صحابہ کے معائب و الزامات مٹانیکے لئے یقینیات و متواترات و احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہین وہی سلوک یہان بھی کیا جاے اور اسکی بھی امید نہین کر سکتا کہ جو کچھ فرضی و وہمی دختر حضرت خلیفہ اول کی تعظیم کیجاتی ہے بضعہ رسول کے حق مین اوسکی مراعات ہو جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے و ابو المطرف فتوی کرد بتادیب شدید در حق کسیکہ راضی نشید کہ زنے را سوگند در شب دہد و بآن زن گفت اگر تو دختر ابو بکر باشی ترا در روز سوگند خواہم داد و فتوی بتادیب آنشخص بواسطہ آن داد کہ بے ادبی کردہ درین نوع قضیہ نام دختر ابو بکر بردہ بود و ہا ئی یہ آرزو بھی نہین کر سکتا کہ اپنے خلیفہ[٢] ہارون رشید کی خواہر عباسہ کے برابر ہی اہلبیت رسول کی قدردانی کرین کیونکہ اقتدار دنیوی انکو کہان حاصل ہوا جو دنیا پرست لوگ انکو طرفدار ہون بلکہ مین فقط اسقدر چاہتا ہون کہ اس مسئلہ عقد دختر بضعۃ الرسول حضرت ام کلثوم

١ کیفیت ان امور کی جنکا بعد اسکے ذکر ہوگا ١٢ منہ

ص ٥٦ ورق قلمی ترجمہ صواعق محرقہ

٢ تفصیل اسکی بعد مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ ١٢

علیہا السلام کے بارہمین صرف تعصب جنبہ داری سے ہی دست بردار ہوکر
انصافانہ تحقیق کرین کہ آیا واقعی یہ عقد خلیفہ دوم کے ساتھ ہوا یا نہین ہوا
مجادلہ مکابرہ ہٹ دھرمی کو دخل نہ دین پھر دیکھین کہ عقلاً و نقلاً کسطرح یہ امر
ممکن الوقوع ہی یا نہین کیونکہ مقصود راقم یہان صرف تحقیق امر واقعی ہی نہ اظہار مناقب
و مطاعن خلیفہ دوم یا اونکے اسلام و نفاق سے گفتگو کرنا اور حضرات اہل سنت
سے بھی ملتمس ہون کہ بالفرض اگر اہلبیتؑ کو مستحق خلافت نہین جانتے اور نصوص
صریحہ وراثت و امامت کو انکے بارہمین نہین مانتے کسی خیال سے ہو تو خیر نہ سہی
ابتو نہ طمع مال ہے نہ امید حصول سلطنت فکر نجات آخرت البتہ لاحق ہی پھر کیون
کردار آبائی کے نباہ کے لیئے انصاف و ایمان کے پہلو کو چھوڑ دین اور ترک مودت
ذوالقربے سے اجر رسالت فخر المرسلین کو رائگان کرین بنظر افزائش قدر و جنبہ داری
صحابہ (جنسے فلاح اخروی کا حصول محال ہی) اہل قرابت کی پایہ منزلت کو جو
عقلاً و نقلاً بعد رسول سب سے اعلیٰ اور سب پر مقدم ہی ناحق بغرض اعلاء مراتب
خلیفہ ثانی بلاتحقیق و بلاضرورت گھٹا ئین (کیونکہ یہ امر نہ مثبت حقیت خلافت ہی
نہ مفید ایمان و فضیلت نہ دافع الزام و معائب) خواہی نخواہی تہمت لگائی
جائین اور خدا اور رسول سے بھی نہ شرمائین نہ عقل و نقل سے کام لین نہ تحقیق امر واقعی
فرمائین یہ نری نا فہمی ہی اونلوگونکی جو اس مسئلہ کو موجب ندامت و عاجزی
مذہب شیعہ جانتے ہین جس سے بڑھ کر کوئی غلط فہمی نہو گی کیونکہ اولاً تو قیر
و تعظیم اہلبیت طاہرین تو تمامی اہل اسلام پر عموماً فرض ہی سنی ہو خواہ شیعہ ثانیاً
درصورت تخصیص شیعونکی بھی اہلبیت طاہرین کے ساتھ اس مسئلہ مین کوئی الزام نہین ہے

اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین یا عقد نہین ہوا یا ہوا پہلی صورت یعنی
درصورت عدم وقوع عقد تو کوئی بات ہی نہین ہے جیسا کہ فی الواقع یہی ہے
نہ عقد ہوا نہ خطبہ نہ دوسرا کوئی امر چنانچہ بہت سے اکابر اہلحق اس قصہ کے بالمرہ
منکر ہین خود جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اوستاد جناب سید مرتضی علم الہدے
اعلی اللہ مقامہما جنسے جناب سیدہ نساء العالمین نے اپنی اولاد کی تعلیم کی فرمائش
کی اور جناب امیر نے بخلعت فاخرہ انت شیخی و معتمدی مخلع فرمایا اور
دیگر حضرات باوصف قرب عہد ائمہ معصومین علیہم السلام اس واقعہ سے بالکلیہ
انکار کرتے ہین چنانچہ کلام اونکا بعد اسکے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی سنئے کہ
خود علمائے اہلسنت بھی اس انکار کے مقر ہین گو اوسپر معترض بھی ہون چنانچہ
ترجمہ صواعق محرقہ ص ١٥٩ مین ہے زیادہ شد تعجب من از اہلبیت زمان ما کہ انکار تزویج
عمر با ام کلثوم میکنند ولیکن عجبی نیست از ایشان چرا کہ اینجماعت با علماء اختلاط
نکردہ اند و معذلک جہل روافض بر عقول ایشان استیلا یافتہ و در رفض ایشان را
مقلد خود ساختہ در خاطر شان در آوردہ اند کہ حکایت این تزویج دروغ است
بلکہ خود مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین ص ٩٥٩ مین فرماتے ہین نور الدین حسینی میگوید کہ عجب دارم
از روافض خذلہم اللہ کہ روایات اہلبیت و افادات شان کہ عقل و نقل از امور یست
و قرآن و حدیث تاسیس آن میکند ہرگز بگوش جا نمیدہند و نقد دین و ایمان
خود را بر روایات چندے از ابا لسہ و دجاجلہ کہ بعض این احادیث را
حوالہ میکنند الخ ان عبارات کا جواب شافی بلکہ بدیہی ہونا انکا اس کلام
اصل کتاب ذوالفقار حیدری جلد ہفتم مین بخوبی مذکور ہے پس اس سے بخوبی ثابت

کہ شیعون کو اس حکایت سے بالمرہ انکار ہے اہلبیت رسول ہی بالمرہ منکر ہین اور
روایات اہلبیت طاہرین مین نقیض ان روایات اہلسنت کی یقینا موجود ہین خواہ مولویعنا حسب
اون رواۃ کو ابلیس فرمائین یا دجال بتائین اسکا اونکو اختیار ہے مگر اصل مطلب
ہمارا یعنی انکار اہلحق اس واقعہ سے بلکہ انکار اہلبیت رسول ورروایات اہلبیت
رسولؐ کا مناقض روایات اہلسنت وارد ہونا بخوبی ثابت ہوا باقی رہا امر وا وقعے
کا دریافت کہ نکاح ہوا یا نہین پس انشاء اللہ تحقیقات اسکی مابعد اسکے
کیجائے گی لیکن یہان سے لغوبیانی اون علماے اہلسنت کی بخوبی ظاہر ہوئی
جو اسکے مدعی ہین کہ کل علماے شیعہ وقوع عقد کے مقر ہین بہر کیف بلالحاظ
دیگر ادلہ قویہ کی جو مابعد مذکور ہونگے خود اہلبیت رسول ورا کابر اہلحق کا انکار
کرنا اس واقعہ سے اور اوسکو دروغ جاننا بنفسہ دلیل بطلان واقعہ مذکورہ
ہے چہ جائیکہ اور دلیلین بھی ہون کیونکہ شیعہ منکر ہین ورا نکار کے لیئے حاجت
دلیل نہین اور اہلسنت مدعی والبنیۃ علے المدعی پس بار ثبوت اونپر ہے اور شیعہ
مانع ہین مانع کے بارمین خود اہلسنت کا قول ہے مانع کو ضرورت دلیل نہین معہذالک
شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین بر عاقل پوشیدہ نیست کہ اقوال وافعال
شخص بر فرزندان وبرادران واقارب وعشایر اوقسمیکہ مکشوف میباشد
بر دیگر یکہ گاہ گاہ بصحبت او رسد چرا خواہد بود پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا اور اصلیت
اوسکی ہوتی تو اہلبیت طاہرین کیون انکار کرتے اور روایات اونکی نقیض
روایات اہلسنت کیون وارد ہوتی جنکا خود اہلسنت بھی اقرار کرتے ہین
پس بقول شاہصاحب ان اہلبیت رسول پر جو اقارب عشایر ہی تھے

ف انشاء اللہ ... ابلیس ودجال ... [illegible]

ف انکار علماے شیعہ دلیل بطلان واقعہ

اور بدانست اہلسنت محب شیخین سے تہے یہہ حال کیونکر مخفی ہوا اور کیونکر روایات
اونکی نقیض روایات اہلسنت واقع ہوے پس نکار اہلبیت ظاہر ہے نہ دلیل قطعے
بطلان واقعہ مذکورہ ہے علاوہ اسکے جو جس مذہب کا ہوتا ہے باقرار فاضل
رشیدہ وہ شخص اپنے یہانکے واقعات کو خوب جانتا ہے جیسا کہ انتساب جواز متعہ
مین طرف امام مالک کے جو اقوال علماے اعلام حنفیہ سے بخوبی ثابت ہے
یہی عذر پیش کیا کہ اہل البیت ابصر بما فی البیت قول مالکیہ نقل مذہب امام مالک مین
بہ نسبت نقل حنفیہ زیادہ قابل قبول ہے بلکہ برخلاف اوسکے نسبت کرنا صاحب
ستم بر جان انصاف ہے انتہی ملخصاً اور خاتم علماے فرنگی محل مولوی عبد الحی
لکھنوی اپنی سعی مشکور مین کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ اصحاب مذہب جسقدر اپنے
مذہب سے واقف ہوتے ہین دوسرے مذہب سے واقفیت نہین رکھتے پس مالکیہ
کا اور اونکے کتب کا انکار امر مذکور سے مقدم کیا جاویگا اور نسبت کرنا ابن تیمیہ
یا ابن عبد الہادی وغیرہ کا امام مالک کیطرف کب مسموع ہوگا انتہی اور خود مولوی
حیدر علی فرماتے ہین وقوع ظلم بر اہلبیت بقصد احراق خانہ ایشان بجناب
فاروق نسبت کردن حالانکہ اہل حق از ان انکار می نمایند چنانکہ دانستی عنقریب
خواہی دانست انشاء اللہ از غرائب فادات و دعوی قصد احراق از اکثر کتب
اہلسنت از عجائب ترہات جس سے معلوم ہوا کہ صاحب مذہب کا قول اپنے
مذہبی امور مین بہ نسبت دوسرون کے زیادہ معتمد ہے اور باوصف اوسکے
انکار کی نسبت کرنا ستم بر جان انصاف اور غرائب فادات سے ہے گو وہ امور
اعاظم علما کے اقوال اور روایات متکاثرہ سے ثابت ہون پس یہی تقریر شیعونکی

طرفسے دربارہ دروغ ہونے حکایت عقد کے بوجہ انکار کرنے علماے کبار
شیعہ کے کیونکر مقبول ہوگی جنکے ناقل بھی خود یہی حضرات ہین کہ بذریعہ روایات
اہلبیت طاہرین شیعہ اور اہلبیت اس واقعہ کو دروغ جانتے ہین حالانکہ خود
اسکے بھی معترف ہین کہ شیعہ مذہب علی سے زیادہ واقف ہین جیسا کہ علامہ تفتازانی
وغیرہ نے تصریح کی اور شاہ عبدالعزیز نے بھی شیعون کی محب اہلبیت طاہرین
ہونیکا اقرار کیا بلکہ مولوی عبدالحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبدالحی لکھنوی
فرنگی محلی نے تو اس اقرار متابعت و ولاے شیعہ کے ساتھ بیچارہ و ناچار حقیت
مذہب شیعہ کا بھی اظہار کیا چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقاید مین
جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیت مذہب اشاعرہ اور بطلان سایر مذہب کا
دعوی کیا اور تمثیل مین کہا ہے مثل شیعہ کے کہ جو تمسک کرتے ہین اوس چیز سے
جو مروی ہے اونکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انہین شیعون کے عصمت کو انہین ائمہ علیہم
فرماتے ہین قولہ ہذا اختلاج الخ یعنی اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود
دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اسوجہ سے کرتے ہین
کہ اون ائمہ کو مجددین دین (یعنی بنا دین بنانے والے) جانتے ہین اور اونکو
ناقلین دین (یعنی ختم المرسلین صلعم کا ناقل) نہین جانتے تو ایسا دعوی شیعون پر
محض افترا و بہتان ہے اور اگر مقصود اوسکا یہ ہے کہ شیعہ اسوجہ سے ائمہ اہلبیت
کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب صلعم سے احکام دین کے
ناقل ہین اور عادل ترین امت ہین یہانتک کہ اونکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعون پر
طعن یا اس بنیاد پر ہے معاذ اللہ کہ ائمہ اہلبیت عادل نہین ہین اور راونکی

صـ ۲۰ حل المعاقد فی شرح العقاید مطبوعہ مطبع علوی ۱۲۷۰ھ

ف حقیت مذہب شیعہ کا اقرار مولوی عبدالحلیم صاحب

عدالت اور عصمت کا دعوی غلط ہے پس ایسا دعوی کرنا موجب نزول بلا ہے

یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہلبیت کی متابعت جایز نہین ہے گو وہ

لوگ عدول امت سے ہون پس ایسا دعوی محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ

اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسیوجہ سے کہ اونکو عادل و

ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے

انتہی کلامہ جزاہ اللہ خیرا پس اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت

ائمہ ہدی علیہم الصلوۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی بہت کیفیت

بتصریحات شاہ صاحب و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و مولوی عبد الحی

اہلبیت طاہرین اور شیعونکا انکار کرنا وقوع عقد مذکور سے باقرار اہلسنت

مقدم کیا جاویگا اور ان اہلسنت کا افترا و بہتان کب مسموع ہوگا حالانکہ

شاہ ولی اللہ صاحب تو اون روایات کو جو بطور اہلسنت اہلبیت طاہرین ع

سے منقول ہین صرف اسوجہ سے کہ شیعہ اہلبیت اونکو نہین مانتے یا نہین پہچانتے

غلط بتاتے ہین جیسا کہ قرۃ العینین صفحہ میں فرماتے ہین پس اگر از حضرت مرتضی ع

و ذریت او این معانی منقول میبود لا اقل امامیہ و زیدیہ میشناختند و بہ آن

قایل میبودند ولیس فلیس پس جب شیعہ و زیدیہ کی نہ مانتے اور نہ قایل ہوئے

شاہ صاحب بعض مسائل تصوف کو باطل کرتے ہین حالانکہ روایات اہلسنت

مین وہ معانی اہلبیت کیطرف منسوب ہین تو روایات عقد باوصف انکار اہلبیت

و شیعہ ورد و روایات مخالفہ روایات سنیہ کیونکر مردود و باطل نہوگی چہ

جائیکہ خود روایات اہلسنت سے بھی عدم وقوع اس عقد کا ثابت ہوا اور

ثبوت حقیت مذہب شیعہ

صفحہ ۲۰۲ قرۃ العینین

جلہ روایات عقداونہین کے قواعد واصول کے مطابق موضوع وغلط قرار
پاتین جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالے باقی رہی دوسرے
صورت کہ عقد ہوا کسیطرح ہو بہیں بنابر اصول اہلسنت اسقدر محالات اور
عناذات والزامات عاید ہوتے ہین کہ دفعیہ اونکا ممکن نہین بجز انکار از وقوع
عقد کوئی چارہ نہین بخلاف شیعون کے کہ بنابر اونکے اصول کے درصورت
تسلیم وقوع عقد بہی کوئی امر قابل الزام نہین کیونکہ بظاہر مفید اہلسنت و
مضر شیعہ اس عقد مین یہی باتین ظاہر کیجاتی ہین کہ خلیفہ دوم اور جناب امیرؑ
مین اتحاد واتفاق اسدرجہ تہا کہ ایسی مواصلت ہوئی تو دعوی شیعہ دربارہ
عداوت غلط ہوا دوسرے یہ کہ خلیفہ دوم کا ایمان اور فضیلت ثابت ہوئی
کہ ایسے نہوتے تو یہ عقد کیونکر ہوتا پس دعوی شیعہ دربارہ کفر ونفاق انکے
غلط ہوا اور ظاہرا انہین اغراض سے اہلسنت نے اس غلط قصہ کو مشتہر کیا ہے
اسلئے ان دونون امرونکو دیکھنا چاہیئے کہ کہانتک اسکی اصلیت ہے اور اصول
شیعہ کے بنا پر یہ الزام عاید ہوتا ہے یا نہین افسوس کہ اس بحث کو مین
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین جہان صاحب آیات بینات کی تمامی تقریر کا جواب لکہا
بڑی بسط سے لکہ چکا ہون یہان پر اوسکا تذکرہ بخوف طوالت ممکن نہین مگر کچہہ مختصر طور پر گذارش کرتا ہون امر اول
یعنی اسکا دلیل اتحاد وموافقت وعدم عداوت ہونا اوسیوقت راست
ہو سکتا ہے کہ جب فرقہ شیعہ اسکا قایل ہو کہ کسیطرح نکاح بدون اتحاد کلی
وموافقت ممکن نہین حالانکہ کسیکا یہ مقولہ نہین ہے نہ کسی عاقل ہی کا قول ہے
کہ کسیطرح نکاح ہو جبرًا یا قہرًا صرف نکاح سے اتحاد واتفاق ثابت ہوجاے

بلکہ خود اہلسنت بھی عام طور پر یہ دعوی نہین کر سکتے کیونکہ جن لوگون سے
جناب رسولخدا ص کی بیٹیان (حسب بیان اہلسنت) بیاہی گئین نہ عموماً
اونکے ایمان کے قایل ہین نہ اتحاد نہ اتفاق کے مقر بلکہ صاف صاف
طور پر اونکو کافر کہتے ہین مثل عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب شوہر سابق حضرت
رقیہ و ام کلثوم و ابو العاص شوہر حضرت زینب جنکے بارہ مین منقبض جناب
سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کے لیئے حدیث خیر بناتی زینب
یعنی بہترین دخترون سے میری زینب ہی روایت کرتے ہین پس جب ایسی
مناکحت و مواصلت ہین جو بلا جبر و اکراہ تھا باانیہمہ قرابت قریبہ فریقین نہ قایل
اتحاد و اتفاق ہین نہ مدعی ایمان و فضیلت (حالانکہ اثبات فضیلت خلیفہ
ثالث کے لیے مثل کلیۃ الصحابۃ کلہم عدول بھی کلیہ بنایا کہ داماد نبی ہیشہ مگر کسیکہ
عاقبت او محمود شود کما فی ازالۃ الخفا باانیہمہ جن لوگون کو داماد نبی بیان کرتی ہین
اونہین کافر بھی کہتے ہین) تو پھر اس صورت خاص مین کہ حسب روایات خود
اہلسنت اگر ہوا تو جبرا ہوا کیونکر ان امور کا اثبات ہو سکتا ہے حضرت نوح
اور حضرت لوط پیغمبر کے ازواج جنکا کفر قرآن سے ثابت ہی جیسا کہ خود خدا نے
سورہ تحریم مین بغرض تمثیل بی بی عایشہ و حفصہ کے فرمایا ضرب اللہ مثلا
للذین کفروا امرءۃ نوح وامراۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا
صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار
مع الداخلین و ضرب اللہ مثلا للذین امنوا امراۃ فرعون اذ قالت
رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین

یعنی خدا نے مثال دی اونکی جو کافر ہو گئی زن نوح اور زن لوط کی کہ تھے
دو نیک بندون کی بی بیان تھین اون دونون نے خیانت کی پس پیغمبر
نزدیکی سے اونکو کچھ نفع نہ ملا اور حکم دیا گیا کہ جاؤ جہنم مین جانیوالون کے ساتھ
اور ایمان لانیوالون کی مثال دی خدا نے زن فرعون سے جبکہ دعا کی کہ الٰہی
گھر بنا میرے لئے اپنے پاس بہشت مین اور نجات دے مجکو فرعون سے اور
اوسکے عمل سے اور نجات دے مجھے قوم ظالمین سے الایہ پس ان دونو
انبیاء کرام اور اونکی دونو بیبیو مین کہان اتحاد و نفاق تھا اور کہان اس
مواصلت و مناکحت سے ایمان پایا گیا نہین حضرت لوط نے اون کفار سے
جو بطلب ملائکہ آئے تھے کہا ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم ان کنتم فاعلین کہ یہ میری
بیٹیان پاکیزہ ہین تمھارے لیئے اگر ہو کرنیوالے یعنی انسے نکاح کر لیں پس
کیا حضرت لوط مین اور اون کفار مین اتحاد و اتفاق تھا یا وہ مومن تھے
جو یہ فرمائش کیگئی حضرت آسیہ جو حسب روایات اہلسنت پھوپھی حضرت
موسی کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے تھین زوجیت فرعون مین آئین
پس کہان اتحاد و اتفاق و ایمان پایا گیا کذلک بہت سی مثالین ہین جنکا
احصا نہین ہو سکتا پس جب ان مواصلت و مناکحت سے نہ اتحاد حاصل ہوا
نہ اتفاق جیسا کہ دونون صورتون کا فیصلہ خود احکم الحاکمین نے کر دیا تو
اس مسئلہ خاص مین کیونکر صرف نکاح ہو جانے سے اتحاد و اتفاق و ایمان کا
ثبوت ہوگا خصوصًا درصورتیکہ روایات اہلسنت سے ثابت و متحقق ہے کہ یہ نکاح
اگر ہوا ہے تو ایکطرف سے نہایت جبر و تشدد کے ساتھ اور دوسری طرف سے

نہایت مجبوری کے ساتھہ کہ کسی عذر کیے گئے تمامی خاندان نے ناراضی
ظاہر کی ہیں با اینہمہ کون عاقل کہہ سکتا ہی کہ ایسا نکاح دلیل کمال اتحاد
واتفاق ہے یہہ امر تو نہایت درجہ بدیہی ہے کہ جو لڑکی وس خاندان
عالیشان سے ہو جسکے برابر کوی خاندان شریف دنیا مین نہو اور اوسکی نسبت
حسب حکم رسول اپنی حقیقی چچا کی بیٹی سی بچپن سے مقرر ہو جو ہمسن اور ہمعمر اور ہمسر
اور اوس خاندان مین یہ رسم بہی نہایت مضبوطی کے ساتھہ بحکم رسول مقبول
جاری ہو کہ اپنے ہی کنبہ مین بیٹی بیاہی جائے اور تمامی خاندان از جدتا
پدر و از عم تا برادر یہی چاہتا ہو کہ یہ رشتہ اسیطرح قایم ہو اور نہایت صغر السن
بہی ہو کہ کسیطرح قابل شادی نہو کیونکہ ابہی بالکل تین چار برس کی بیان
کیجاتی ہے با اینہمہ وہ لڑکی ایسی کارہ و متنفر ہو کہ آنکھہ ناک توڑنے پر
مستعد ہو پس ایسی شریف لڑکی سے اگر وہ بادشاہ جابر عقد کرنا چاہی
جسنے اوس لڑکی کے تمامی خاندان پر انتہا کے ظلم او رستم کئے ہون اور
اور ساٹھہ پیسیٹہہ برسکا اوسکا سن ہو جو اوس لڑکی کے نانا کا ہمسر ہو
اور نہایت ذلیل اور ذلیل خاندان سے ہو اور ایسا بدخلق و بدخو ہو کہ اوسکی
جلیس وانیس لوگ اوس سے کارہ رہین وہ لڑکیان جو ہمسر کے بادشاہ
بیٹی ہو جنکے مان باپ بہن کی تعظیم و توقیر یہ بادشاہ سب سے زیادہ کرے
اور صلہ و انعام مین کوی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اوس سے کارہ ہون
بلکہ وہ لڑکیان بہی اوس بادشاہ سے متنفر ہون جو اوس بادشاہ کی رعایا
سے ہون اور اوس بادشاہ کے احباب و وزرا و اراکین دولت جتی

حتی کہ رہا یا ہی معترض ہون پس با اینہمہ اگر بفرض محال خلاف عقل و نقل
نکاح ہو جائے تو کسی عاقل کے نزدیک ایسی مواصلت و مناکحت کسیطرح
دلیل اتحاد و اتفاق ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین دان کل امرون کا
ثبوت خود اہلسنت کی روایات مین موجود ہے جو اصل کتاب مین
بشرح تمام مذکور ہے ہم بہرکیف امر اول غلط ہوا اور دعوے اتحاد و اتفاق
کا بخوبی بطلان ہوا حالانکہ یہ امر یعنی بغض و عداوت خلیفہ دوم جناب امیر
علیہ السلام کے ساتھ اون دلائل قطعیہ و براہین یقینیہ سے ثابت ہی کہ اگر اسکی
خلاف کا کوئی دعوے کرے تو خود مذہب اوسکا اور ساری کتابین
جنکی صحت قرآن کے برابر یا زیادہ سمجھی گئی ہی باطل ہوتے ہین حتے کہ
خود خلیفہ دوم نے جیسا اپنے منافق اور کافر ہونیکا اقرار کیا بلکہ اپنے
نفاق پر قسم کھائی ویسا ہی جناب امیر کے اولے و احق ہونیکا بخلافت
اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کیا جیسا کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام
مین محاضرات امام راغب اصفہانی و موفقیات زبیر بن بکار و نظم درر السمطین
محمد بن یوسف زرندی سے منقول ہی ہان اگر اہلسنت کوئی ایسی روایت
وضع کرتے کہ اولاد جناب امیر علیہ السلام اور اولاد خلیفہ دوم مین باہم با
وصل و پیوند ہوا اور بخوشی جناب امیر علیہ السلام نے ایسی مواصلت جائز رکھی
تو البتہ کسیطرح اتحاد و اتفاق کا دعوے کرنا ممکن ہوتا اس صورت
خاص کو کہ چار پانچ برس کی لڑکی ساٹھ پینسٹھ برس کے بڈھے سے
بایں اصرار و اجبار بیاہی جائے کوئی عاقل دلیل اتحاد و اتفاق

ص ۱۵۲ ورق تلی جلد اول میزان الاعتدال علامہ ذہبی ذکر زید بن وہب

استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۶۱۹ لغایت ص ۶۲۶

ص ۲۴۷
ازالۃ الخفا
مقصد ۲

نہین کہ سکتا ازینجاست کہ شاہ ولی اللہ نے دعوی اتحاد واتفاق سے صاف صاف فاش غلطی دیدی کہ ازالۃ الخفا صفحہ ... مین فرماتے ہین گویہ صحابہ ابو قران وہمسران خلیفہ سے تھے ببرکت صحبت نبوی برخلاف عادت مستمرہ بنی آدم ایذا وفک خلافت مین مرتکب کسی امر محرم کی نہوئی معہذا از انقباض خاطر خالی نبودند دربسیاری از احادیث خواہی گذشت برانچہ دلالت میکند بر انقباض خواطر وعدم اہتمام نصرت انتہی مختصر اًپس با وصفیکہ اس انقباض خاطر کے مقر ہین معہذا اس نکاح جبری سے اثبات اتفاق واتحاد سراسر حیرت خیز بلکہ سفاحت امیز باقی رہا **امر دوم** یعنی ثبوت ایمان وفضیلت صرف اس مناکحت سے پس یہ امر بھی امر اول مین ثابت ہوچکا کہ صرف مناکحت یا فرزندیت سے ایمان کا اثبات نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو پھر کسی کافر کو کافر نہین کہہ سکتے کیونکہ سب حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد سے ہین انکے سوا نہ معلوم کتنی پشتین انبیا اوصیا کی گذری ہین اور جب خاتم المرسلین اپنی پیاری دختر نیک اختر جناب سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہا سے فرماتین کہ تم اسکا بھروسا نہ کرنا کہ میری بیٹی ہو عمل نیک کرو تب رستگاری ہوگی پھر کس منہ سے کوئی ایسا غلط دعوی کرسکتا ہے بوجہ کمال شہرت ان امور کے ہمنے اس مختصر تقریر پر قناعت کی ورنہ ہزارون دلیلین کتب کلامیہ مین مرقوم ہین بہرکیف اصول شیعہ پر بھی دو اعتراض وارد کیے جاتے ہین جنکی رد نہایت آسانی سے ہوتی ہے کوئی محنت مشقت ہی نہین کرنی پڑتی ہے باعث یا ہوا کہ بعض علماے شیعہ نے بعد انکار یا بلا انکار اس نکاح کو مانکر جواب یا اور

اور بطور فرض محال تسلیم کرکے اون نتائج کو باطل کر دیا کہ اب علمائے
اہلسنت اونہین اقوال وروایات کو جو بطور فرض وتسلیم تھے نہ بر بنیاد تحقیق
وواقعیت ہمارے سامنے پیش کرکے وقوع عقد کا اثبات چاہتے ہین
حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ تمامی عقلا اس طریقہ کے پابند ہین کہ تقریر مخالف کو
قبول کرکے پھر نتیجہ غلط ٹھہراتے ہین اور کوئی اس امر تسلیمی کو امر تحقیقی نہین جانتا
خود خداوند عالم اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے کہ اگر آسمان و زمین مین متعدد
خدا ہون تو دونون فاسد ہوجاوینگے پس تعدد الٰہ کو قبول کرکے نتیجہ برعکس
مخالف نکالا کیونکہ مخالفین متعدد خدا کے ضرورت نظام عالم کے لیے
بیان کرتے تھے اسیطرح علمائے اعلام شیعہ نے بعد تسلیم جواب دیا کہ اگر
یہ نکاح ہوا تو اور بھی عداوت و نفاق خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و
ایمان پس اگر مشرکین آیہ قرآنی سے دو خدا کا وجود ثابت کرسکین تو اہلسنت
بھی ان اقوال سے وقوع نکاح ثابت کرسکتے ہین ودونہ خرط القتاد
دیکھیے شاہ عبد العزیز صاحب اس قول کے بارہ مین کہ جب رسول خدا نے
قریب وفات لشکر اسامہ کے جانیکا حکم دیا اور خلفائے ثلثہ وغیرہ کو
نامزد کیا نہ جانے والون کی بہ نسبت لعن اللہ من تخلف عنہا فرمایا
تحفہ مین فرماتے ہین از انجملہ مرکز در کتب اہلسنت والجماعت نیست جناب
علامہ مفتی محمد قلیخان مرحوم نے جواب اسکے تشیید المطاعن مین فرمایا کہ یہ جملہ
ملل ونحل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف مین بنقل آمدی موجود ہے اور ابوبکر
جوہری نے اسکی روایت کی اور ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نے بھی

وجہ جواب تسلیمی

جواب تسلیمی کا غرض مفید ہے امر تحقیقی نہین

ص ۶۹ تشیید المطاعن

رسالہ عقائد مین تصریح کی ہے بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ مولوی

ص ۳۲۷ ازالۃ الغین

حیدر علی نے ازالۃ الغین مین اولا نقل کلام علامہ مین یہ تحریف کی کہ

اصل کلام (وملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نیز در رسالہ عقاید تصریح

بورود لعن بر تخلف از جیش اسامہ نمودہ) کو یون لکھا و در رسالہ عقاید

ص ۳۲۸ ازالۃ الغین مطبوعہ ثمر ہندی

ملا یعقوب بنابر سبیل تسلیم الخ بعد اسکے کہتے ہین دوم آنکہ چون باعتراف

کنتوری کلام ملا یعقوب بر سبیل تسلیم است پس صحت واقعی جملہ معلوم کہ کلام

در آنست کجا لازم آید یا در کلام صاحب تحفہ جواب تسلیمی مذکور نیست جس سے

معلوم ہوا کہ جواب تسلیمی سے صحت کسی واقعہ کی یا اوس جواب کا تحقیقی ہونا

نہین لازم آتا پس علمای اہل حق شیعہ کے جواب تسلیمی سے کیونکر وقوع عقد حقیقۃ

ثابت ہو سکتا ہے اور از انجاکہ مولویصاحب نے اس معرکہ مین جہان

اس امر کو ثابت کرنا چاہا کہ صاحب ملل ونحل نے تصریح کی کہ یہہ جملہ لعن

موضوع ہے حالانکہ نسخہ قلمی وچھاپہ مین انکا وجود نہین ہے خواجہ

نصر اللہ کابلی ونصیر الدین وفرزند خواجہ کابلی وشاہ عبد العزیز کو ذکر کیا جو

متاخرین سے ہین لہذا ہم بھی یہان اونہین متاخرین کا نام لیتے ہین جنہون نے

بعد انکار بطور فرض وتسلیم جواب دیا پس منجملہ اونکے ہین علامہ دہلوی صاحب

نزہہ کہ فرماتے ہین وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت ومحفوظ بودن آن

انچہ الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے صحت روایت کا انکار کیا بعد اوسکے

ص ۸۳ تشیید المبانی

بطور تسلیم جواب دیا صاحب تشیید المبانی فرماتے ہین وانتساب تزوج حضرت

ام کلثوم بہ ابن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ پھر کہا و بر تقدیر تسلیم زاید بر تزویج حضرت

رسالت پناہ با کفار نیست الخ یہ اقوال علماے متاخرین ہین جنہون نے بعد انکار
واقعی بر سبیل فرض و تسلیم جواب دیا اور سابقا انکار علماے امامیہ
اصل واقعہ سے بنحو دبا قرار ابن حجر و نور الدین و حیدر علی ثابت کر چکا ہون اور
تقریر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو متقدمین اہلحق سے ہین بعد اسکے مذکور
ہو گی پس معلوم ہوا کہ اولا علماے امامیہ بنا بر تحقیق منکر اصلیت واقعہ ہین
ثانیا بعد تسلیم اہلسنت کے اعتراضونکا جواب دیتے ہین خواہ اوسکے ساتھ
تصریح بالانکار و التسلیم کرین یا نہ کرین پس اس جواب تسلیمی سے صحت واقعے
اوسکی ہنین لازم آتی جیسا کہ مولویصاحب نے بھی تصریح کی منتہی الکلام مین ص ۸۱ منتہی الکلام
روایت احراق خانہ جناب سیدہ کے بارہ مین لکھتے ہین انیہمہ کہ شنیدی
مبنی بر آن بود کہ روایت احراق سالم عن المعارض باشد وهو في حيز المنع
واز مجرد توجیہ و ذکر آن صحت و اعتبار آن لازم نمی آید پس جب یہ روایات
احراق ایسی قطعی و یقینی ہین کہ جہالت ونکی تشیید المطاعن مین قابل
ملاحظہ ہے مولویصاحب کے نزدیک باوصف ذکر توجیہ مستلزم صحت
و اعتبار نہون تو علماے شیعہ کے فرض و تسلیم کرنے سے اور اوسکی توجیہات بیان
کرنیسے صحت و اعتبار واقعی قضیہ عقد کیونکر سمجھا سکتا ہے سبحان اللہ فاضل رشید
بجواب اس عبارت کے کہ صاحب بارقہ ضیغمیہ نے علامہ قوشجی و علامہ
تفتازانی کے کلام سے نقل کیا کہ عمر نے بالاے منبر چڑھکر کہا ایہا الناس
تین امر عہد رسول مین تھے جس سے ہم منع کرتے ہین اور ہم اونکو حرام کرتے ہین
اور جو مرتکب ہوگا عقاب کرینگے ایک متعۃ النساء دوسرے متعۃ الحج

صـ ۳۵ شوکت عمریہ قلمی

تیسرے حی علی خیر العمل شوکت عمریہ صـ میں فرماتے ہیں آرے در شرح تجرید علامہ قوشجی موجودست باین طریق کہ محقق طوسی جائیکہ در مطاعن حضرت عمر گفتہ ومنہا انہ منع المتعتین علامہ مذکور در شرح آن فرمودہ فانہ صعد المنبر وقال الخ و ازین کلام علامہ قوشجی لازم نمی آید کہ این روایت بجمیع الفاظہا در کتب اہلسنت بطریقی مرویست کہ احتجاج بآن بر اہلسنت بوقوع نسخ متعہ از طرف حضرت عمر نہ از جانب خدا و رسول صحیح باشد کما لا یخفے جس سے معلوم ہوا کہ باوصفیکہ علامہ قوشجی نے بطور حتم و جزم بیان کیا کہ عمر نے بالائے منبر جاکر متعہ کو حرام کیا اور اوس سے لوگونکو منع کیا مگر فاضل رشید اوسکو قابل احتجاج نہین جانتے اور اوسکے بجمیع الفاظہا کے منقول ہونے کو کتب اہلسنت مین منع کرتے ہین پس علمائے اہلحق کا قول جو بطور فرض تسلیم قول مخالف ہے کہ اگر نکاح ہوا تو اوس سے خلیفہ کو کیا نفع ہوا یا اگر نکاح کیا تو بمجبوری کیا وغیرہ وغیرہ جو اقوال علما مین مذکور ہے کیونکر معرض استدلال و احتجاج مین لایا جا سکتا ہے اس سے بھی بازہ

صـ ۱۶ ورق قلمی شوکت عمریہ

اعجب یہ ہے کہ صاحب بارقہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی و مسند احمد بن حنبل و علامہ زمخشری و قاضی بیضاوی و صاحب مدارک و امام زاہدی و علامہ سیوطی و ثعلبی و حاکم وغیرہ سے ناقل ہین کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن دربارہ متعہ نازل ہوا فاضل رشید بجواب اسکے صـ فرماتے ہین کہ این اقوال مرجوح و شاذ و قول اقل بمقابلہ اکثر اندو اقوالیکہ چنین باشند باعتراف علمائے فریقین صلاحیت استدلال مخالف و لیاقت انجاہ اعتراض

باآن ہمہ صاحب مذہب ندار ند جس سے معلوم ہوا کہ فاضل رشید نے
ان اقوال کو جو مستند بروایات صحابہ وتابعین ہین اور اضعاف مضاعف
انکی مویدات سے موجود چنانچہ ضربت حیدریہ مین مختصرا منقول ہو بالہمہ
بمقابلہ اپنے مذہب حرمت متعہ کی اسکو قول شاذ و مرجوح قرار دیکر
صلاحیت استدلال واحتجاج سے ساقط کرتے ہین پس اقوال علمای شیعہ
جو محض بطور فرض وتسلیم قول مخالف ہے زیادہ تر صلاحیت استدلال
سے خارج ہونگے اور اوس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ جہان صاحب
تشئید المبانی نے معارج النبوۃ میر ملا معین سے یہ روایت نقل کی کہ
جناب سیدہ کو جناب امیر سے چند اولاد خدا نے کرامت فرمائی حسنؑ
حسینؑ زینبؑ وام کلثومؑ رقیہؑ محسن جنکا اسقاط ہوا اور ایسی مرض سے
اوس معصومہ نے چھ مہینے بعد وفات رسول انتقال کیا اور قبر اونکی فی الحقیقت
معلوم نہین مولوی حیدر علی بجواب اسکی ازالۃ الغین مین لکھتے ہین
کہ کتاب ملا معین ہرگاہ خلاف تصریحات جہابذہ محدثین افتد ومضاد
تحقیقات ثقات ومعتمدین گردد چگونہ مورد اعتبار تواند بود پس اسیطرح
بالفرض اگر کسی نے علماے امامیہ سے وقوع نکاح کو تسلیم کیا تو باوجود
مخالفت اکابر اعاظم کے وہ قول کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے **تنبیہ**
واضح ہو کہ واضعین روایات عقد نے بڑی کیادی وشیطنت وتزویر سے
کام لیا ہے جو بطور میراث مادری مصداق ان کیدکن عظیم وقائلین
ان شیطانا ذریت مقالۃ العین سے انکو حاصل ہے کیونکہ ان لوگون نے فریقین کو

فریب دینا چاہا اسلئے کہ جب اہلسنت ان روایات کو دیکھینگے جس سے بدانستہ ونکی فضیلت
خلیفہ دوم ثابت ہوتی ہے تو بسروچشم قبول کر لینگے اور کیسطرح کا عذر
نہ کرینگے کیونکہ بہ تن ہمت آن لوگون سے اسمین مصروف ہو کہ کیسطرح
فضیلت خلفاے ثلثہ زیادہ تر فضیلت خلیفہ دوم اور محبت وولا انکا
اہلبیت طاہرین کے ساتھ ثابت کرین یہانتک کہ اسیکے واسطے کتاب
الموافقہ تصنیف ہوئی اور کیا کیا افترا نہ کیئے گئے پس ایسے امر کو بلا غور
وتامل قبول کر لینگے اور ذرا بھی چون وچرا نہ کرینگے چنانچہ یہ فریب انپر
بخوبی کارگر ہوگیا کہ کیسطرح ان روایات سے فسادات بلکہ لزوم محالات
ومخالفت واقعات غلطی رواۃ وضعیت روایات مین متنبہ بھی نہین ہوتے
حالانکہ اس سے ادنے ادنے خرابی وفساد کی بدولت اپنی روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ کو باطل کردیتے ہین مگر اس بارہ مین کیسطرح عقل رزین
سے کام ہی نہین لیتے ناحق کی ہواخواہی خلیفہ پر جان دیتے ہین
حالانکہ خود خداوند عالم نے ایسی قرابتون کو بشرط وقوع غیر موثر قرار دیا
رسول مقبول نے متعدد احادیث مین پکار پکار کر سنا دیا کہ محض قرابت سے
کچھ نفع نہین جبتک ایمان وصلاح رشد او نہو خود خلیفہ دوم نے اسی
عالم بشارت من قال لا الہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ کے بدولت ابوہریرہ کو مار کر گرا دیا
جو بیچارہ حسب الحکم نبوی حکم سنایا چاہتا تھا اور آنحضرت صلعم کی نعلین مبارک اپنی تصدیق کیلئے
رکھتا تھا پس کیا خلیفہ دوم کو اتنی عقل نہ تھی کہ اگر ارشاد آنحضرت صلعم کہ ہر سبب ونسب دامادی
بروز قیامت منقطع ہوگی الا میری دامادی وسبب ونسب بطور عام ہو تو اس سے نجات

دونون جنت کفار و مشرکین لازم آتی ہے کیونکہ نسب آنحضرت مین ہزارون
کفار شریک تھے سبب مین بھی مثل شیخین کے اور بہت سے سسری تھے
جو یقینی کافر ہے اسیطرح داماد ی رسول خود اہلبیت کی روایات کے
مطابق عتبہ عتیبہ و ابوالعاص کافرونکو حاصل تھی پس اگر وہ بشارت
نبوی عام ہے تو انکا جنتی و ناجی ہونا لازم آتا ہے اور اگر خاص ہے
کسی شرط کے ساتھہ تو وہ امور حاصل کرنا چاہیئے بہرکیف اہلسنت کو
تو اس پردہ مین ثبوت موافقت وحصول ایمان کے فریب دیا جو ایسی
روایات وضعیہ کو انہوں نے بسر وچشم قبول کرلیا اور فسادات و تنازعات
پر اوسکے مطلقاً غور نہ کیا باقی رہے شیعہ پس انکے لیے سبسے زیادہ اسباب
مکر و تزویر کو ان روایات مین مہیا کیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اولاً شیعہ
عداوت و بغض وحسد و ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو بخوبی ثابت کرتے ہین
اور جو روایتین اہلسنت کی اسناد مین ملتی ہین اونکے سامنے پیش کرتے ہین
لہذا اون واضعین کاذبین نے روایات عقد مین بھی وہنین مضامین
ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو درج کیا تاکہ شیعہ فریب مین آکر اسکو قبول کرلین
اور ردبرے اہلسنت پیش کرین کہ دیکھو خود انہین روایات عقد سے ظلم و
تشدد خلیفہ دوم بخوبی ثابت ہے ثانیاً چونکہ شیعہ مطلق قرابت و رشتہ داری
مفید نہین سمجھتے ہین جبتک شرائط ایمان و اعمال صالحہ نہون لہذا اوسی قرابت
و رشتہ داری کے مفید ہونیکو اس روایت مین بھی درج کیا کہ خلیفہ نے اسی بنا پر
عقد کا قصد کیا تاکہ شیعہ اوسکے تردید مین مشغول ہون اصل روایت کیطرف

التفات نکرین وہ مسلم ہو جائے اور عوام الناس کے اغوا اور تضلیل کا آلہ ہاتھ لگے کہ دیکھو صاحبو وقوع عقد کو مانتے ہین اور پھر بھی خلیفہ کو مومن نہین جانتے اور رافضی انکے کفر و نفاق کے قایل ہین بھلا اگر خلیفہ دوم مومن عارف کامل الایمان نہوتے تو جناب امیرؑ ام کلثوم کا نکاح انکے ساتھہ کسی حالت مین نہوتے دیتے جیسا کہ تقریر صاحب آیات بینات سے ظاہر ہے بہرکیف اس شطرنجی چال سے مکر و تزویر کا جال بچھایا اور اس قصہ کو وضع کیا کہ خواہی نخواہی لوگ انکے فریب مین آجائین ادہر ظلم و تشدد خلیفہ دوم اپنی روایتون سے ثابت کرنے لگین ادہر قرابت کے غیر مفید ہونین اونہین اصل روایت مین چون و چرا نہو مسلم ہو جائے ازینجاست کہ زیادہ چھیڑ چھاڑ اسکی نہ کی موقع پر چھیڑ کر خاموش ہو گئے کہ جب پورے طور سے علماے شیعہ اسکو تسلیم کرلین تب اسکی چھیڑ نکالیجائے کیونکہ بخوبی جانتے تھے شیعہ جسقدر مطاعن خلفا مین گفتگو کرتے ہین اہلسنت ہی کی مستند کتابون سے اوسی بنیاد پر اسماد ہ مین بھی اہلسنت کے کتابون سے بحث کرینگے اور عداوت خلیفہ دوم اور قرابت کے غیر موثر ہونیکو انہین کتب سے ثابت کرینگے پس روایت مسلم ہو جائیگی چنانچہ یہ ودایع مستودعہ و وصایاے محفوظہ زبیر بن بکار ناصبی وضاع سے شروع ہوئی اور مولوی حیدر علی پر ختم ہوئی دیگر حضرات اب انہین موضوعات پر زاد نغمۃً علے الطنبور کے مطابق بفحواے ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت مضامین جدیدہ اسپر اضافہ کرنے لگے مگر الحمد للہ کہ بفحواے لن یجعل اللہ للکافرین علے المومنین سبیلا یہ تدبیر پر تزویر اونکے الحق پر کچھہ موثر نہوئی

انھون نے او سے عاقلانہ طریقہ انکار و تسلیم سے کام لیا گا ہے انکار کلی کیا
اور موضوعیت روایات ثابت کی جسکی تصدیق خود علماے اہلسنت
کی زبانی ہمنے ثابت کی ور ما بعد اسکے بھی بعض اقوال مذکور ہونگے
گا ہے بطور تسلیم و فرض محال اون مقاصد کو باطل کیا ہے جنکے لیے
یہ موضوعات بنائے گئے تھے اگرچہ تحقیق کامل اسکا حصہ مین اس قاصر کے پڑے
وکم ترک الاوائل للاواخر جتنے کہ بعض اکابر نے اس قاصر کے حق مین شعر پڑھا
انی وان کنت الاخیر زمانہ لآت بما لم تستطعہ الاوائل سلمہ کہ مشتی از خروار اند کے
زبسیار بھی بحالہ میری تصدیق کرا ہی چونکہ نواب محمد علیخان بہادر نے آیات
بینات مین تمامتر ایسے ہی اقوال و روایات شیعہ کو جو بطور فرض و تسلیم
ہین ثبوت واقع ہین پیش کیا ہے اور عوام الناس کے کانون مین
پھونک دیا کہ علماے شیعہ کو تو اس کلام سے اقرار ہے لہذا کچھ فہمائش انکی
اذہنین کے مذاق مین ضرور ہے (افسوس کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد
جہان اس بحث کی آیات بینات کی تردید کی ہے بکمال شرح و بسط
ان مطالب کو لکھا ہے اور بخوبی انکے ہر ہر ثبوت کی تردید کی ہے
دیکھیے پروردگار عالم کب اوسکے چھپنے کا سامان کرتا ہے اللھم عجل
بحق محمد و آلہ الامجاد بس وہی تھا مطلب میرا زیادہ تر انہین کیطرف ہے اگر اور مرید لوگ
انکی سماعت اسکی کرین تو خیر ورنہ اونکے لیے قول مولوی حیدر علی
کافی ہے جو سابقا مذکور ہوا باقی رہے نواب صاحب پس اونکے لیے
کلام جناب سید احمد خان بہادر بالقابہ کافی ہے جو اپنی تفسیر مین بیان کی ذیل

ص ۱۴۵ تفسیر سید احمد مطبوعہ علیگدھ

ان سب سی زیادہ ایک اور امر ہے جسپر شارح مواقف اور صاحب
مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہین کیا اور وہ کلام غیر مقصود سے
مثلا ایک شخص یہ بات کہی کہ جب آفتاب مغرب سے نکلیگا اونٹ سوئی کے
ناکے مین سے نکلجاوے تب یہ امر واقع ہوگا اور مخاطب اوسکو یہ جواب دے
کہ آفتاب کے مغرب سی نکلنے اور اونٹ کے سوئی کے ناکے مین سے
نکلجانے پر بھی یہ امر واقع نہوگا اس کلام مین آفتاب کا مغرب سے
نکلنا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے نکل جانا کلام مقصود نہین ہے
بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قایل مدعی تھا مقصود ہے اور
اس کلام سے تسلیم اوس بات کی کہ درحقیقت کبھی آفتاب مغرب سے
نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاویگا لازم نہین آتی پس
دلیل نقلی مین اس بات کا علم ہی کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے از ضروریات
مین سے ہے اور بغیر اسکی کوئی نقلی دلیل مفید یقین نہین ہوسکتی قرآن مجید
مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سی ہے مشرکین اور اہل کتاب کے
عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی ہین جنکا دراصل کچھ وجود نہ تھا یا وجود
تھا مگر اسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھے ہوے تھے دراصل وہ نہ تھی یا وہ بات ظاہر مین دکھائی
دیتی تھی اور بطور غلط العام یا باعتبار مشاہدہ اوسکو وہی سمجھے تھے حالانکہ حقیقت اور اصلیت
برخلاف اوسکی تھی اور قرآن مجید کو اوس سے بحث مقصود نہ تھی اسلئے اوسکو اوسیطرح بیان کیا۔
جسطرح مشرکین اور اہل کتاب خیال کرتے تھے اور کبھی اسی کو بطور حجت الزامی کلام مقصود کی بنا
قایم کی اور کبھی بلحاظ مشاہدہ ظاہری کے اوسکو بیان کیا اور کلام مقصود سمجھا گیا پس کلام مقصود کے سوا جسقدر کلام ہے وہ سب

کلام غیر مقصود ہے اور اوس سے کوئی ثبوت کسی امر کا واقعیت کا حاصل
نہین ہوتا اور نہ وہ کسی امر کے لئے مفید یقین ہوتا ہے اور اس سے
دلیل نقلی کے مفید بالیقین ہونیکو قطع نظر ان تمام باتون کے جو شارح
مواقف اور صاحب مواقف نے بیان کی ہون اس بات کا علم کردہ
کلام غیر مقصود نہین ہے واجب و ضرور ہے یہ امر جو ہمنے بیان کیا اسکو
کچھ کلام اللہ ہی سے خصوصیت نہین ہے بلکہ علم کلام کا اور خود ہمارے
روزمرہ گفتگو کا بلکہ تمام دنیا اور تمام قومون کی باہمی گفتگو و کلام کا یہی
طریقہ ہے کہ جو امر بحث سے اور مقصود سے خارج ہے اوسکے صحیح یا غیر
صحیح ہونے سے قطع نظر کر کے کہین بطور حکایت اور کبھی بطور تسلیم فرضی
اور کبھی بغیر کسی خیال کے اسکا ذکر اور بیان آجاتا ہے اور اوس سے یہ سمجھنا
کہ اسکے بعد کا کلام مقصود بیان کیا جاویگا اور کچھ مقصد نہین ہوتا
یہی سبب ہے کہ بعض اشخاص غلطی سے سمجھتے ہین کہ قرآن مین بعض ایسی باتین
بیان ہوئی ہین جو حقائق موجودہ کے برخلاف ہین اور بعض اس سے زیادہ
غلطی یہ کرتے ہین کہ اسکو کلام مقصود سمجھکر اوس بات پر اصرار کرتے ہین کہ
وہی دراصل حقایق موجودہ ہین اور دراصل دونو غلطی پر ہین اسیطرح
بقدر الحاجۃ اقول انہین اشخاص سے جنکو ایسی غلطیون پر اصرار ہے صاحب
آیات بینات اور اونکے پیشوا اور تابعین ہین کہ کلام مقصود و غیر مقصود
مین تمیز نہین کرتے اور اپنے غلط خیال پر اڑے رہتے ہین کیونکہ کلام مقصود
اہلسنت اثبات ایمان و حقیت و فضیلت خلیفہ دوم ہے جسکے منجملہ دلایل

دلایل سے اس نکاح موہوم کو بھی دلیل قرار دیتے ہین شیعونکا کلام
مقصود اثبات نفاق و عدم حقیت خلیفہ دوم وغیرہ سے نہ وقوع نکاح
پس جہان کل دلایل اہلسنت کو بذریعہ انکار و تسلیم باطل کرتے ہین وہان
اس دلیل کو بھی اوسی طریقہ سے باطل کرتے ہین اور بعد فرض و تسلیم ثابت
کر دیتے ہین کہ اگر یہ نکاح ہوا بھی تو خلیفہ دوم کا نہ ایمان ثابت ہوا نہ کوئی
فضیلت نکلی جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل اتحاد و موافقت باخود ہا
قایم کیا شیعون نے خود اس نکاح کو دلیل عداوت و بغض و جور و تشدد
خلیفہ ثابت کر دیا پس کلام مقصود ثبوت عدم اتحاد و موافقت ہوا نہ واقعیت
نکاح اور جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل ایمان و فضیلت خلیفہ قرار دیا
شیعون نے اس نکاح کے دلیل ایمان ہونیکو باطل کر کے فرعون عتبہ عتیبہ
ابو العاص زوجہ حضرت نوح و حضرت لوط و عایشہ و حفصہ کو نظیر مین
پیش کیا اب ایسے کلام غیر مقصود کو جو بطور فرض و تسلیم یا حجت الزامی یا
بر بنیاد غلط العام یا غلط واقعات مشہورہ پر ہے دلیل تحقیقی اور کلام مقصود
سمجھنا اور دلایل تحقیقی مفید علم و یقین مین پیش کرنا موجب تشفی ہے نہ لایق
توجہ دانشمند اب مین صاحب آیات بینات سے بکمال ادب ملتجی
ہون کہ اپنے کل ثبوتون پر غور فرمائین کہ وہ کل روایات و اقوال و حکایات
ایسی ہے فرضی و تسلیمی و الزامی ہین یا نہین بعد او سکے اگر کچھ حوصلہ ہو
تو بسم اللہ ہمین چوگان ہمین میدان اور اگر حضرات اہلسنت اس سید بزرگ کا
قول نہ مانین تو اپنے مولوی حیدر علی صاحب کی تحریر دیکھین کہ اسی عبارت

ص ۹۰۹
ازالۃ الغین

ذوالنورین کے مطلب کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہین و بسابت کے علما بعضے از
جمیع یاراپر اعتقاد رکہتے ہین بالذات ہی آرند بر سے مزید فواید جس سے معلوم ہوا کہ
کلام غیر مقصود سوا استدلال درست نہین ہی بہرکیف چونکہ نہایت متانت و استحکام سے
اصل کتاب ذوالفقار حیدری مین انکی تقریر و نکا جواب لکہ چکا ہون لہذا
یہان اسے کلام مختصر پر ایک امر اور متعلق اس جواب تسلیمی کے
باقی ہے اوسکو لکہکر اصل تحقیق پر رجوع کرتا ہون انشاء اللہ تعالے
ہان اس تقریر پر کہ مومنات کا عقد کفار کے ساتھ اور کافرہ کا عقد مومن
کے ساتھ پہلے ہی ہوا ہے خدا کے رسولون نے بھی کیا ہے اہلسنت
یہ عذر کرتے ہین کہ انبیاے سابقین نے یا آنحضرت نے جو اپنی بیٹیان کفار
سے بیاہین تو اوسوقت نکاح با مشرکین جایز تھا آیہ لا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا
یعنی مشرکین سے مت بیاہو جب تک ایمان نہ لائین اوسوقت تک
نازل نہین ہوا تہا پس فعل آنحضرت قبل از تحریم ہے اور فعل جناب امیر بعد از
تحریم پس گویہ تقریر خارج از بحث ہی کیونکہ منشاء بحث یہان اسیقدر ہے
کہ مطلق وقوع نکاح سے اتحاد و اتفاق و ایمان ثابت ہوتا ہے
یا نہین جسکو خود آیات قرآنی سے مینے ثابت کر دیا کہ نہین ہوتا مگر بہر کیف
پہلے جواب اسکا یہی ہے کہ خلیفہ دوم کا مشرک ہونا تصریحات صریحہ
علماے شیعہ سے ثابت کر لو تب یہ تقریر پیش کرو کیونکہ قرآن مین ممانعت
نکاح از مشرکین مذکور ہے نہ ممانعت نکاح از منافقین جو حسب شرع
حکم مسلم مین داخل ہین دوسرے عموماً جواز نکاح مومنات با مشرکین

بحث نکاح بعد از نزول آیہ تحریم
متعلق جواب تسلیمی

گو شرایع سابقہ مین ہو بنا بر اصول خود اہلسنت غیر ثابت ہے اسلئے کہ حضرت
لوط کے اوس کلام مین جو کفار سے کہا یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین تمہارے
لیے اہلسنت بھی تاویل کرتے ہین کہ مقصود حضرت لوط یہ تھا
کہ بشرط قبول اسلام عقد کرلو جس سے معلوم ہوا کہ عموماً
کفار کے ساتھ نکاح نہین جایز تھا تسلیم
ہمنے مانلیا عموماً نکاح اوسوقت کفار کے ساتھ جایز تھا اور بنا بر اوسی
جواز کے نکاح حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم عتبہ و عتیبہ و ابو العاص
کے ساتھ ہوا مگر بعد تحریم بھی تو باوصف تفریق اسلام حضرت رسول دونو
کو جدا نہ کر سکے جیسا کہ تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفۃ
الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی نے ام المومنین بی بی عایشہ سے ناقل ہین
کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب اور ابو العاص کے
مگر رسولخدا اوسپر قادر نہوے کہ دونون مین جدائی کر دین کیونکہ وہ حضرت
مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام نہ کر سکتے تھے پس جب بسول مقبول کا انہین قوت و شوکت ہوئی
کہ خود لشکر اسلام نے اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور حضرت نے رہائی
فرمایا مگر اس تفریق پر قادر نہوے (جیسا کہ خوف قوم بی بی عایشہ
جو حضرت کے وقت وفات تک قریب العہد بکفر و جاہلیت تھے
کسطرح انحضرتؐ تعمیر خانہ کعبہ پر قادر نہوے) خواہ وہ تفریق و تعمیر
از رسول پر واجب ہو یا مستحب تو جناب امیرؑ نے اگر ایسی مجبوری بلکہ
اس سے بڑا درجہ زایدہ مجبوری کے حالم مین بفرض محال بھی نکاح کردیا

جوا دس حکم لاتنکحوا المشرکین مین بھی داخل نہین ہے اور جواز مین اسکے و
خصوصًا درحالیکہ جناب امیر علیہ السلام کیطرف اسکی نسبت ہواور
کسیکو کوی عذر بھی نہین ہے تو کیونکر محل طعن و تشنیع ہوسکتا ہے
خصوصًا جبکہ باتفاق فریقین ثابت ہے کہ بہت سے امور محرمات
عالم اضطرار و مجبوری مین حلال و مباح ہو جاتے ہین جیساکہ
فعل رسول صلعم مین بھی مشاہدہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کی مجبوری
دنا جاری کا حالت حصول خلافت و فرمانروائی مین بھی خود شاہ صاحب
کو اقرار ہے چہ جاے ایام حکمرانی افظ اغلظ حضرت خلیفہ دوم
جنکے تشددات خصوصًا بہ نسبت خانوادہ رسالت طشت ازبام
ہین اور حضرت لوط کے بارہ مین تو خود قرانسی ظاہر ہے کہ باوجودیکہ
حضرت لوط نے قوت و طاقت جبرئیل امین کو ملاحظہ کیا تھا اور پھر
بھی تسلط و غلبہ کفار سے اس قلق و اضطراب مین تھے او ادی
الی رکن شدید کہا اور اوسی عالم قلق مین کفار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو کرینوالے جسکی بہ نسبت امام فخر رازی لکھتے ہین
اپنی بیٹیون کو فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت سے
نہایت بعید ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے یہہ امر سرزد ہونا چنانچہ
امام صاحب نے اسی وجہ سے اون دختران حضرت لوط کو فرزندیت
حضرت لوط سے نکالکر امت کی بیٹیان قرار دین اور یہہ بھی نہ خیال
کیا کہ اینجہ بر خود نپسندی بہ دیگرے مپسند کے خلاف انبیاے کرام

کیونکر کرسکتی ہین جنکے بعثت بالخصوص تعلیم مکارم اخلاق کے لیئے
ہوئی اور اونکی بدولت ایذاے امت تمام سہنا شب و روز جفاے
کفار مین مبتلا رہنا اونکی شان سے ہے مگر علامہ ابی سعود نے اس عرض
دختران کو فجار و کفار پر کرم حضرت لوط مین شمار کیا ہے کہ مہمان کے
بچاو کے لیئے ازراہ غایت کرم یہہ فرمایا حالانکہ وہ سب بسبب کفر
وفسق وخباثت وعدم کفاءت کے باوصف استدعا نہ لائق عقد تہین
نہ حضرت لوط اونسے نکاح کرنا قبول فرماتے تھے بہرکیف یہہ جواب
اجمالی بطور فرض و تسلیم وقوع عقد ہے کہ شیعیان اہلبیت اس
حالت مین بھی چیرہ دست ہین اور اہلسنت کے الزامون سے پاک و
صاف ورنہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عند التحقیق یہہ قصے تمامتر غلط و بے
بنیاد محض افترا و بہتان ہین اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ درصورت تسلیم
وقوع عقد بنابر اصول اہلسنت کیا کیا خرابیان لازم آتی ہین اور اونکا
دفعیہ ہوسکتا ہے یا نہین خرابیان تو بہت ہین دفعیہ کی کوئی صورت
نہین کیونکہ اونپر دو طرح کی خرابیان لازم آتی ہین ایک وہ جو خاص
خلیفہ دوم اور صحابہ مقبولین اہلسنت پر وارد ہوتی ہین دوسرے وہ جو بنابر اصول
اہلسنت جناب امیر اور سائر بنی ہاشم پر عاید ہوتی ہین چنانچہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
بیان کرتا ہون قسم اول یعنی وہ خرابیان جو بنابر اصول اہلسنت خلیفہ دوم وصحابہ
پر عاید ہوتی ہین پس کئی کھلی یہ کہ اگر اس عقد کو مانین تو ضرور ہے اہلسنت اسکے
قابل ہوئین کہ خلیفہ دوم نے دیدہ و دانستہ بالقصد ایذا و حق تلفی رسول کا ارتکاب کیا کیونکہ

ف خرابیان وارد بر اہلسنت بصورت تسلیم عقد بنابر اصول اہلسنت

شخص نہایت سخت (کامل علامہ ابن اثیر جزری) جب عمر نے
دختر ابو بکر سے عقد کرنا چاہا عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم بنت ابو بکر نے
انکار کیا کہا مجھکو ایسے شخص کی حاجت نہین جو خشن العیش ہے عورتونپر
شدت کرتا ہی مگر بی بی عایشہ بہت گھبرائین یہانتک متردد ہوئین کہ عمرو عاص حیلہ ورسے
ملتجی ہوئین کہ کوی ایسی تدبیر نکالو جس سے یہ بلا ٹلے تو عمرو عاص نے کہا مین تمہاری کفایت کرونگا
بعد اسکی جاکر عمر سے کہا ہمنے تمہارے ایک ایسی خبر سنی کہ مین تمکو اوس سے خدا کی پناہ مین دیتا ہون
عمر نے متحیر ہوکر پوچھا وہ کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ مینے سنا ہے تم ابو بکر
کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو عمر نے برافروختہ ہوکر کہا پھر اسمین
مضائقہ کیا ہے مجھ مین عیب ہے یا اوسمین عمرو عاص نے کہا کہ عیب نہین ہے
مگر بات یہہ ہی کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بکمال رفق و لینت عایشہ کی صحبت مین پلی ہی
اور شدت و خشونت تمہاری اسقدر ہی کہ ہم لوگ خوف کہاتے ہین اور تمہاری کسی خلق سے
کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوی قصور تمہاری
خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھہ تنبیہ و تادیب کی تو اوس سے حق تلفی ہوجانیکے
تا حق پدر ابو بکر لازم آویگی عمر فوراً متنبہ ہوکر باز آئی بلکہ یہانتک پریشان ہوے
کہ عمرو عاص سے کہا پھر عایشہ سے کیا کیا جاے کہ مین اون سے
کہہ چکا ہون عمرو عاص نے کہا کہ مین بندوبست کرلونگا انتہی پس اگر ام کلثوم بنت
جناب سیدہ علیہما السلام سے خلیفہ نے عقد کیا تو حق تلفی و حقارت رسول بہی ویسے ہی لازم
ہوئی بلکہ صورت اولے سے کہین زیادہ حق تلفی و ایذاے رسول مین مبتلا
ٹہرے کیونکہ ایک تو تفاوت سن کے سبب سے صحبت ناجنس کا سابقہ ہے

جسکو صحبت ناجنس عذاب الیم کہتے ہین دوسرے یہ عمر وہی ہین
کہ جنہونے والدہ ماجدہ جناب ام کلثوم سیدہ نساء العالمین پر کیا کیا ظلم
وستم کئے جنکو حضرت ام کلثوم نے اپنے نانا رسولخدا صلعم کی وقت وفات
سے اوسوقت تک بچشم خود دیکھا مثل قسم عمر بخانہ سوزی اور آگ لکڑی
لیجانے گھر جلانے کے لئے لا اقل یہ تو یقینی ہے کہ حضرت ام کلثوم یقیناً
جانتی تہین کہ جناب سیدہ شیخین سے ناراض تشریف لیگئین اور اسیوجہ سے
جنازہ پر اوس معصومہ کے نہ آنے پائی تیسرے کمسنی ایسی جس سے
صدور بواعث منازعت ومخاصمت گویا لوازم سے ہے خصوصاً اوس
کمسن لڑکی سے جو بکمال ناز ونعم پرورش پائی ہو جسکا نمونہ طمانچہ مارنیوالی
روایت سے ظاہر ہے چوتھے غیر کفو غیر قبیلہ کی ایک بدنامی بدخود
بدخلق سے سابقہ ہے کہ بہرطور اسباب رنج وکدورت موجود ہین جس سے
پیدا ہونا بواعث مذکورہ کا ضروری ہے لا اقل جسطرح کی وہی حق تلفی
عقد دختر ابوبکر مین ممکن الوقوع تھی اوس سے تو بمدارج بڑھ کر یہان
یقینی الوقوع ہے وہان اگر حق تلفی ابوبکر صرف تھی تو یہان حق تلفی
وایذاے رسول وبضعۃ الرسول دونو ہی بلکہ جناب امیر اور حسنین علیہم السلام اور
سایر اہلبیت کی ایذا رسانی ہی تو اب حق تلفی ابوبکر کا لحاظ کرنا اور حق تلفی
رسول واہلبیت کا بالکل لحاظ نہ کرنا جس درجہ کی خرابی ہے اوسکو اہلسنت
ہی خوب جانتے ہیں اگر اقرار بوقوع عقد کیا جائے تو اوسکے ساتھ
اسکا بھی اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ عمر نے دیدہ ودانستہ رسول کا خیال

ترک کیا اور اونکے حقوق کا اوتنا بھی لحاظ نہ کیا جتنا ابو بکر کے حقوق کا لحاظ کیا بلکہ وہان اگر حق تلفی ابو بکر لازم آتی تھی تو بلا قصد اور یہان حق رسول کا ارتکاب بالقصد دیدہ و دانستہ ہوتا ہے پس نہ معلوم ایسے شخص کو اہلسنت کیونکر مسلمان و مومن کہ سکتی ہین حالانکہ خود صحیح بخاری مین ہے کہ فرمایا انحضرت نے کبھی کوئی مومن نہین ہوسکتا جبتک ہماری محبت اوسکے دلمین باپ بیٹی تمام آدمیون سے زیادہ نہو اور اہلبیت طاہرین کے بارہمین جو کچھ وصیت فرماگئے محتاج شرح نہین ہے کہ خود علماے اہلسنت نے تصریح کی اگر علوی را علوی یک گوید کافر گردد وایذاء عام است سوا کان اور اکشد فرزند و بد گوید بجد بلکہ اگر از مجلس برخیزد و جامہ بیفشاند چنانکہ خاک باہل مجلس رسد ایذا بود و نیز اگر فرزند و یا غلام و متعلق او را ازار و ازار بود و نیز روے ترش کردن آزار است و ایذا اہلبیت ایذاء رسول است بتصریح نص و ہو الحدیث الاول فے الکتاب و شرف النبوۃ رواہ علے حرمت الجنۃ علے من ظلم اہلبیتی واذانی فی عترتی ثم قال و درایذاء علویہ ایذاء رسول است صلی اللہ علیہ وسلم و درین بیان احادیث کثیرت لسبب اختصار مذکور نشد انتہی (مناقب السادات ملک العلماء دولت آبادی) پس ہم نہین سمجھتے کہ بغیر انکار وقوع عقد اہلسنت کیونکر اپنے خلیفہ دوم کو اس الزام سے بری کرسکتے ہین کہ ابو بکر کے حقوق کے برابر بھی حقوق رسول کا خیال نہ کیا جس سے اصل ایمان خلیفہ دوم وغیرہ مخدوش ہوتا ہے حالانکہ بالخصوص اس مادہ مین نص صریح صحیح بخاری مین

صفحہ ۵ صحیح بخاری

صفحہ ۳ ورق قلمی مناقب السادات

موجود ہے کہ جناب رسالتمآب نے اسد علے اولاد ہشام پر دوبارہ عقد
جناب امیرؑ ناراضی ظاہر فرمائی اور سوت ہونیکو موجب ایذاے معصومہ
مظلومہ فرمایا جو موجب ایذاے خدا و رسول ہے دوسرے خرابی
یہ ہے کہ یہی کل الزام عمر و عاص پر بہی عاید ہوتے ہین جسنے عمر کو حق
تلفی ابوبکر کا خیال دلاکے ام کلثوم دختر ابوبکر سے عقد کرنے کو روکا اور
ام کلثوم بنت جناب امیرؑ سے عقد کرنے کی راے دی حالانکہ یہ عمر و
عاص وہ ہین کہ معاذ اللہ جناب رسالتمآب نے اللہم صل علے عمر بن العاص
سے فرمایا بلکہ خلفاے ثلثہ و کل صحابہ پر آنحضرتؐ نے معاذ اللہ اسے
ص ۱۲۱ تفضیل دیا کہ فرمایا ہر شخص اسلام لایا عمر و عاص ایمان لایا (کما فی اسماء الرجال
للشیخ عبدالحقؒ ازینجاست کہ ہیچ شخص تیسیر اسر حد دار اہلسنت والجماعت ہے
جیساکہ تکمیل الایمان مین ہے تیسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام بعینہ اور
اوسکے ساتھہ مزید عداوت با جناب امیرؑ اکثر صحابہ پر عاید ہوتے ہین
کیونکہ جب جناب امیرؑ نے عذر صغر سنی کیا تھا تو عمر باز آئے پھر
لوگون نے بہکایا کہ علی نے تمکو ذلیل جانا اسوجہ سے عقد کرنا تمہارے
۹۱ ازالۃ الغین ص ۹۲۵ ساتھہ منظور نہ کیا کہ پھر خلیفہ کا اصرار بڑہا حالانکہ اہلسنت کو
رفع عداوت صحابہ و خلفا مین با جناب امیر علیہ السلام جو کد و کاوش
ہے معلوم ہے چوتھے خرابی یہ ہے کہ اگر عمر نے ایسا قصد کیا اور
عقد ہوا تو لازم آتا ہے کہ انہونے احکام خدا و رسول کو باطل کر دیا کیونکہ
ص ۱۲۰ صواعق محرقہ کہ خود انکے یہان ثابت ہے کہ بنی ہاشم کا کفو ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہو سکتا

پس انہونے ابطال احکام خدا اور رسول کیا بلکہ خود اپنے مذہب کے بھی خلاف کیا کیونکہ صاحبان حسب و نسب مین کفو کا خیال انکے نزدیک ضروری تھا کہ مہاجرہ سے غیر مہاجر کے عقد کو منع کیا بلکہ عربیہ سے غلام آزاد کردہ کے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کی چنانچہ انہین خیالات سے اہلسنت قایل ہوئے کہ نکاح معتزلہ اور شافعیہ کے ساتھ حرام ہے جیسا کہ جامع الرموز شمس الدین قہستانی مین ہے پانچوین خرابی یہہ ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے عذر تقرری نسبت بفرزند جعفر پیش کیا اوسپر بھی خلیفہ نے اصرار کیا تو مخالفت اوس حکم نبوی کی لازم آتی ہے جو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی برادر مسلمان کسی سے خواستگاری کرے تو پھر دوسرا خواستگاری نہ کرے الخ چہ جائیکہ اسپر اصرار کیا جائے اور تشدد عمل مین لایا جاوے چھٹین خرابی یہہ ہے کہ جناب امیرؑ نے چند عذر کیے ایک کمسنی دوسرے تقرری نسبت بفرزند جعفر تیسرے مشورہ لینا چوتھے اذن لینا امرا سے مگر خلیفہ نے قبول نہ کیا بلکہ اسدرجہ پھر وا اصرار کیا کہ جناب امیرؑ نے گاہے عقیل و گاہے حسنین علیہم السلام سے مشورہ کیا سب مانع ہوئے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ کسطرح جناب امیرؑ اسکو گوارا نہ فرماتے تھے خلیفہ دوم کے تشدد و جبر نے ایسا مجبور کیا کہ خود و بزرگ سے مشورہ لیا ساتوین خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے جب نہایت اصرار و مبالغہ کیا اور حضرت نے اپنے اعزا و اقارب سے مشورہ لیا اونکی بھی رائے نہ ہوئی تو خلیفہ

ص ۱۱ ازالۃ الخفا

حرمت نکاح معتزلہ و شافعیہ با مسلمانان

ص ۲۱ صحیح بخاری جلد ۲

دوم نے جبر مین تشدد شروع کیا یہانتک تشدد کیا کہ حضرت
عباس علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اب
نکاح کردینا مناسب ہے کہ مجھے عمر سے ایک کلام پہونچا ہے
یعنی کلام متضمن تخویف وتہدید اسپر بہی حضرت راضی نہ ہوے تو حضرت
عباس علیہ السلام نے سمجھا بوجھا کر خود نکاح کردیا پس اس سے سراسر ظلم وتشدد
خلیفہ دوم ثابت ہوا بلکہ خروج اونکا اسلام وایمان سے کیونکہ یہ کہنا
حضرت عباس عم اشرف الناس کا فقد بلغنی عنہ کلام صاف
دلالت کرتا ہے اسپر کہ خلیفہ کیطرف سے کوئی سخت دہمکی دیگئی اور نہایت
درجہ کی تخویف وتہدید عمل مین آئے حالانکہ عموم ناس کے لیے
بہی ایسی دہمکی جائز نہین چہ جائیکہ بہ نسبت اہلبیت طاہرین ہو چنانچہ
سابقاً کلام ملک العلماء دولت آبادی مذکور ہوا اور اونہین کے مناقب
السادات کے باب دہم مین ہے ونیز روے ترش کردن آزارست
زیراکہ چون عباس بر انصار آمد ایشان روے ترش کردند مصطفیٰ
را غضب شد وگفت نباشد ایمان کسے را کہ عم مرا آزردہ تا بجدیکہ
ہر کہ پیالہ خوردہ در مجلس در آید کہ مردمان از بوے وے آزردہ شوند
آزار باشد بلکہ خود صحیح بخاری مین ہے اسلام وہ ہے جس سے لوگ
سلامتی پائین اور اکثر احادیث مین تخویف وتحذیر عامہ مسلمان سے
ممانعت صریح وارد ہے پس جب اس نوع عقد سے کفر وظلم خلیفہ
دوم ثابت ہوا نہ اتحاد واتفاق جسکے اثبات کے لیے وہ روایت

فقال العباس ... فقد بلغنی عنہ کلام ... انتہی ... سبط ابن جوزی

ص ۳۹ ورق قلمی مناقب السادات باب دہم

بنائی گئی تو اب کیا ضرور ہے کہ ایسے موضوعات سے خدا اور رسول کے
ایذا دہی کیجائے اور کوئی کام بھی نہ نکلے بلکہ بعوض نفع نقصان
حاصل ہو آٹھوین خرابی یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے معاذ اللہ جناب امیر
کی تکذیب کی اور حضرت کے عذرونکو لغو تصور کیا یہانتک مجبور کیا
کہ ہمارے پاس بھیجدو دیکھین کم سن ہین یا نہین اور جب بھیجدی گئین
تو عمر نے کہلا بھیجا کہ ہرگز یہ کم سن نہین ہین جیساکہ تم بیان کرتے تھے کما فی ازالۃ
الغین حالانکہ تکذیب جناب امیر علیہ السلام وہ خرابی ہے کہ بدولت
اسکے صحیح مسلم کے روایت بنص فاضل رشید و قاضی عیاض و مازری غلط
و باطل کردی گئی کما سیجیئ انشاء اللہ مگر اعجب امور سے یہہ ہے کہ اہلسنت کے
یہان باپ کا قول و فعل اپنی اولاد کے بارہ مین اور اوسکے مصالح مین
زیادہ معتبر ہے حتے کہ معاویہ غاویہ کو الزام ولیعہدی یزید پلید سے
جس سے وہ افعال سرزد ہوے کہ مستحق لعنت ابدی قرار پایا اسی تقریر سے
بچاتے ہین مگر ان اہلسنت کے امام خلیفہ دوم جناب امیر کے بارہ مین اس
کلیہ کو بھی مسلم نہین رہنے دیتے جو اس جبر شدید کے مرتکب ہوے مگر
عجب ہے نوین خرابی یہ ہے اللھم اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا
علی الحق وانصرنا علی القوم الظالمین ہم نہایت مجبوری سے اس دفعہ کو بیان کرتے
ہین جس سے قلب و جگر مین رعشہ ہی کہ جب جناب امیر نے حسب الحکم خلیفہ حضرت ام کلثوم کو
بھیجا تو عمر نے بازو تھاما چادر کھینچی بوسہ لیا سینے سے چمٹایا ساق پا کھولا اسپر حضرت
ام کلثوم کو بہت غصہ آیا اور کہا تو خلیفہ نہوتا تو مین تیری ناک توڑ دیتی اور آنکھین پھوڑ دیتی

مجھکو تیرے گھر بھیجدے اوسپر عمر نے حضرت کو بھیجدیا روا شیشہ خود داؤ
گھر چلی گئین (یہہ مضمون بہت سی رواتون مین اہلسنت کے مذکور ہے
چنانچہ استیعاب و اصابہ سے خود مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین
ناقل ہین جسکو بڑے بسط سے ہمنے جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ مین لکھا ہے)
ان روایات سے جو جو خرابیان خلیفہ دوم پر لازم آتی ہین اگر شیعہ
بیان کرین تو اہلسنت پر نہایت ہی گران گذریگا لہذا ہم اونہین کے
ایک بڑے عالم محقق کا قول بیان کرتے ہین یعنی علامہ سبط ابن جوزی
کہ وہ ان روایات واہیہ کو لیکے تذکرہ خواص الامۃ مین اپنے جد امجد
کی کتاب منتظم سے بالاجمال نقل کرکے بقسم شرعی فرماتے ہین قلت
وھذا قبیح واللہ لو کانت امۃ الخ واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہے کیونکہ لونڈیونکی نسبت
بھی خلیفہ دوم ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ
اسلیئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی مسلمانان حرام ہے
پس کیونکر ایسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہے طرف خلیفہ دوم کے
انتہے علامہ مذکور ان روایات مس و کشف ساق یا وغیرہ کو بلا جرح و
قدح رواۃ صرف اسی خیال سے کہ ایسا امر عظیم کیونکر ہوگا غلط بتاتے ہین
اور کہتے ہین کہ صحیح اسیقدر ہے کہ جب ام کلثوم عمر کے پاس تشریف
لائین تو عمر نے بھر نظر گھورا اوسپر حضرت ام کلثوم کو نہایت غصہ آیا
اور باپ سے جاکر شکایت کی کہ لقد ارسلتنی الی شیخ سوء یعنے تمنے
مجھکو ایک برے خبیث کے پاس بھیجا انتہے قابل غور ہے کہ جسکو

نہایت درجہ سیان ہما ہے اوسکی کیا کیفیت سے ایا کسی معقول آدمی
سے یہ افعال ہوسکتے ہین کیون صاحبو نظر برین امر کسکے نزدیک یا یہ سے
مولوی حیدر علی بھی با وصفیکہ مجادلہ و مکابرہ پر جیسے کمر ہمت چست
باندہے رہتے ہین ظاہر ہے روایت کشف ساق یعنی پنڈلی کہولنے
کچھ ایسے دست پا چہ ہوے کہ با وصف تاویلات بیشمار آخر اسکے
قباحت و فسادات پر متنبہ ہوکر اسکے قایل ہوے کہ یہ عبارت الحاقی ہے
یعنی لوگون نے بڑہا دیا بلکہ معاذ اللہ شیعون پر اسکا الزام لگایا کہ
کشف راضمیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت رابمنقصت — ازالۃ الغین ص ۹۲۷
بدل کنند خیر اسکا بدلہ تو اونکو خدا دیگا جو شیعون پر تہمت کی لیکن
خود بدولت اصابہ سے اس روایت کے ناقل ہین جسکی تعریف — ص ۹۲۶ ازالۃ الغین
مین یہ الفاظ فرمائے بلکہ آنچہ در آن مستطاب یعنی اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
ابن حجر عسقلانی در بارہ مابہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ
و بے کم و کاست بگوش صفا باید شنید جس سے معلوم ہوا کہ عبارت
اصابہ جسمین روایت کشف ساق مرقوم ہے بلا اختلاف نسخ و بے
کم و کاست ہے پہر شیعون پر یہ افترا کہ انہون نے اس لفظ کو اضافہ کردیا کیونکر
راست ہوگا بلکہ اوسی ورق کے پچھلے صفحہ مین مضمون کشف ساق
و تقبیل یعنی بوسہ لینے کو استیعاب سے بھی نقل کیا ہے مگر یہ بات اس سے
بخوبی ظاہر ہوتی کہ کشف ساق کا مضمون ایسی عبارتون سے مملو ہے
جسکی کوئی اصلاح نہین ہوسکتی نہ کوئی تاویل وہین چل سکتی ہے سوا اسکے

المحاق شیعہ کے قایل ہون جیسا کہ در بارۂ قصہ فدک و قرطاس کہ بحسب افادۂ جناب
و مولوی حیدر علیصاحب مبطل مذہب اہلسنت ہی یہی ترکیب نکالی ہی فرق بقول سبط
ابن جوزی و مولوی حیدر علی یہ روایات غلط ٹہری فرق یہ ہی کہ سبط ابن جوزی نے ان
روایات کی قباحت پر متنبہ ہوکر اوسکو خود غلط کردیا اور اپنے ہی راویون پر اسکی
وضع و افترا کا بار رکھا اور مولویصاحب نے بھی اس روایت کو غلط کیا مگر اوسکے ساتھ
شیعون پر بھی ایک تہمت دہر دی خیر این ہمہ بالاے علم دسوین خرابی یہ ہی کہ یہ کل
افعال خلاف انسانیت خلیفہ صاحب سے سرزد ہوی اور صحابہ رسول بیٹھے دیکھا کیے
تہ اونہون نے اسکی حرمت بیان کی نہ رسول کی حق تلفی کا خیال دلایا ایک عالم اہلسنت
کا بیان ہی کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین اولین سے فرمائش کی کہ (عیاذاً باللہ) جماع
کرادو اوسکے بعد معذرت کرتا ہی کہ حرمت اس مسئلہ کی نہ خلیفہ دوم کو معلوم تہی
نہ دیگر صحابہ کو جو اس فرمائش پر اعتراض کرتے (سیرۂ حلبیہ) ان روایات کی تحریر سے
جو خون کو جوش ہوتا ہی منتقم حقیقی کو حوالہ کرتے ہین لیکن یہانسے معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے
نزدیک خلفا و صحابہ بہایم و حیوانات سے تہے نہ از قسم انسان کیونکہ بجز نامردگان کے
کوی فرد بشر ایسا نہو گا جسے اسکی حرمت نہ معلوم ہو بہر حال ہمنی نہایت اختصار کے
ساتھ قسم اول کی بعض خرابیونکو اہلسنت کی روایات سے منتخب کرکے یہان لکہا تفصیل
ان کل امور کی اصل کتاب ذوالفقار حیدر پر محول ہی باقی رہین خرابیان قسم دوم کی
یعنی وہ الزام جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین پر وارد ہوتی ہین
پس پہلی خرابی یہ ہی کہ سرگاہ خلیفہ دوم (عیاذاً باللہ) باآنہمہ فضیلت مظہرۂ اہلسنت
لایق تزویج و مناکحت تہی تو جناب امیرؑ نے انکار کیون فرمایا اسد ربعہ عذر جات

وفی الاکتفاء ان سیدنا عمر [illegible] لما تزوج ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب [illegible] جاء الی مجلس المہاجرین الاولین [illegible] ع سیرۃ حلبیہ ج ۳ صفحہ ۲۴۲

[illegible]

کیون پیش کئے اور باوجود ہمہ عدالت خلیفہ دوم جناب امیرؑ کو بعد انکار ایسا تردد و انتشار کیون پیدا ہوا کہ گاہے حسنینؑ سے مشورہ لیا گاہے حضرت عباسؓ اور عقیل سے جسپر سب نے اپنی ناراضی و نارضامندی ظاہر کی پھر بعد مشورہ کے خلاف رائے جمہور عقد کیون کردیا دوسری خرابی یہ ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام اور حضرت عقیل جو انساب قریش و عرب سے نہایت درجہ واقف تھے کیون اس عقد سے مانع ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک عمر لائق مناکحت نہ تھی تو جناب امیرؑ کے نزدیک کیونکر لائق ہوئے اور اگر اہلسنت کو اوس روایت کا خیال ہو کہ جیسا جناب امام حسنؑ نے ابوبکر کو منبر رسول سے اوترنے کا حکم دیا اور امام حسین علیہ السلام نے عمر کو منبر رسول سے اوترنے کا ارشاد کیا اور حسنینؑ نے شہادت بر عدالت خلیفہ دوم مین سکوت کیا تھا تو اس زمانہ مین عذر صغر سنی کا بھی موقع نہین ہے کیونکہ اب وہ حضرت جوان تھے بلکہ اس لایق کہ جناب امیرؑ اون سے استشارہ فرماوین اور اونکو امیر قرار دین تیسرے خرابی یہ ہے کہ جو اختیارات قانون عقل و شرع سے عورتونکو ملے ہین وہ اختیارات یہان جناب امیرؑ نے حضرت ام کلثوم سے کیون سلب کئے یعنی اذن لینا کیونکہ کسی روایت سے اہلسنت کے یہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت ام کلثوم سے اجازت لیگئی ہو حالانکہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو بوقت خطبہ چار سالہ تھے اجازت لیگئی جسپر اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو قبر رسول سے فریاد کرونگی جسپر بی بی عایشہ عمرو عاص سے خواہان حیلہ ہوئین پس جناب ام کلثوم علیہا السلام سے اذن نہ لینا جو یقیناً ام کلثوم بنت

١ عن الحسين بن علي بن ابي طالب قال اتيت على عمر بن الخطاب وهو على المنبر فصعدت اليه فقلت له انزل عن منبر ابي واذهب الى منبر ابيك فقال عمر لم يكن لابي منبر واخذني فاجلسني معه فجعلت اقلب حصى بيدي فلما نزل انطلق بي الى منزله فقال لي من علمك فقلت والله ما علمني احد
ازالة الخفا مقصد ٢ صفحہ ٨٠
ازالة الخفا مقصد ٢ صفحہ ١٥٦
٢ ازالة الخفا تحقيق ...
٣ ... جناب امام حسن نے ابوبکر کو منبر رسول سے ... اعتبار نہین

ترجمہ صواعق محرقہ صد ۱۵۹

ابوبکر سے بری تھیں حالانکہ خلاف عقل سے ہے چہ جائیکہ برعکس اون
نارضامندی اونکی اون شکایات سے جو اپنے باپ سے نسبت
عمر بیان کیں ظاہر ہوتی ہے بلکہ بروایات صاحب صواعق محرقہ کہ
جناب امیر نے حسنین ع سے فرمایا عمر سے انکا عقد کردو حسنین علیہما السلام
نے عرض کیا اور نے از زنان ست ازجہت خود ہرکس کہ خواہد اختیار
کند انگاہ علی غضب فرمود از پیش حسین علیہ السلام
برخاست حسن علیہ السلام چون غضب پدر را ملاحظہ نمود دامنش
بگرفت و بگفت اے پدر مارا طاقت ہجران تو نیست انچہ فرمائی بر آن
عمل نمایم انگاہ عقد تزویج بوقوع آمد معلوم ہوا کہ جناب امیر نے حضرت
ام کلثوم سے اسدرجہ اختیارات مقررہ عقل و شرع کو سلب کر کے اجازت
لینا کیسا اونکے بھائی جناب امام حسین نے جو اپنی خواہر کا اختیار
کو ظاہر کئے اوسپر جناب امیر ایسا غضبناک ہوے کہ اون فرزندان
رسول کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا واہ ام کلثوم بنت ابوبکر تو باد
چار سالگی کے اس عقد عمر پر قبر رسول سے فریاد کرینگی عائشہ کو بھی جا
اور حضرت ام کلثوم ایسی مجبور ہو جائیں کہ نہ اونسے اذن لیا جاوے
نہ اجازت طلب ہو نہ شکایت کی سماعت ہو نہ اونکی فریاد دوزاری کا
خیال ہو کہ نواسی جناب رسول خدا ہیں اور یون جبرا عقد کردیا جاے
سبحان اللہ کہاں تو خود جناب امیر کو اسدرجہ استکراہ تھا کہ بالکل
انکار کلی کیا ہر چند عذر کئے بعد اوسکے اپنے بزرگون سے مشورہ

کیا بعد اسکے فرزندون سے صلاح لی کہ بالاتفاق انہون نے بہ نارضامندی
ظاہر کی اب کہان سے ایسی رضامندی ہوگئی کہ سب کے برخلاف
بلا اذن بلکہ خلاف مرضی اوس سیدہ پاک کے عقد کر دینے پر طیار
ہوگئے وہ بھی اس جبر شدید کے ساتھ جو سراسر خلاف عقل و شرع ہے
ایسی افتراؤنکا کیا جواب ہے ہائے ان اہلسنت نے اس بضعۃ الرسول
کی نسبت کچھ ایسی بے اختیاری ظاہر کی ہے کہ عقد ثانی و ثالث
مین بھی (جو مثل اس غلط قصہ کے محض دروغ ہے) انکو وہی مجبوری
رہی کہ جناب امیرؑ نے اس دفعہ بھی مجبور کیا اور اوسی جبر شدید سے
کام لیا جو بہ نسبت جبر اولے زیادتر خلاف عقل و شرع ہے چنانچہ
ازالۃ الخفا مین ہے بعد از وفات فاروق امام حسنؑ و امام حسینؑ ص ۹۲۸ ازالۃ الخفا
نزد ام کلثوم آمدند و گفتند کہ اگر اختیار خود را بدست حضرت امیر خواہی داد
بہ یکے از فرزندان جعفر طیار ترا تزویج خواہند نمود و اگر تو مال و دولت
و آسودگی دنیا میخواہی آنہم موجود است بعد ازین امیر المومنین داخل شد
و خدا را حمد و ثنا گفت و فرمود اے دختر اختیار تو بدست تست منا
آن می بینم کہ مرا از طرف خود مختار کنی جواب داد کہ من مثل دیگر زنان
رغبت بآسودگی دنیا دارم فرمود کہ این جہت حسنینؑ است کہ تو چنین ارادہ
داری باز بغیظ تمام برخاست و فرمود قسم بکبریائے الٰہی کہ ہرگز بایکے
از ایشان کلام نخواہم کرد مگر آنکہ تو اختیار من دہی پس حسنینؑ دامن ام کلثوم
گرفتند و الحاح نمودند پس ام کلثوم باختیار مرتضوی راضی شد و حضرت

فرمود من ترا بعون فرزند جعفر تزویج کردم راوی گوید که عون فوت شد و دختر
درگذشت پس بار دیگر حضرت امیر آمد و درخواست که اختیار بدست
مبارکش سپارد و بار دیگر ام کلثوم بے قیل و قال حضرت را مختار کرد
پس بنکاح محمد برادر عون او را تفویض کردند چون بعد مدتے او داعی
اجل را لبیک گفت او را به برادرش عبداللہ نکاح کردند ام کلثوم
درخانہ او وفات یافت و عبداللہ بن عمر برا و نماز گذارد و چار تکبیر گفت
و فرزندے از وے جز زید در قیہ فرزندان فاروق بوجود نیامدند
انتہی **قول** منصف مزاج لوگ برائے خدا ذرا غور کریں کہ یہ اہلسنت
جناب امیرؑ پر کیا کیا اتہام لگاتے ہین معاذ اللہ ذریہ رسول بلکہ خود
اپنی اولاد سے جناب امیرؑ کو کیا کد پڑی تھی کہ ایکدفعہ باین جبر شدید
اپنے پارہ جگر کو شیخ سو برس فانی خلیفہ ثانی سے بیاہا جس سے رعایا
اور برآیا کی لڑکیاں بھی عقد کرنا منظور نہین کرتی ہتین وہ بھی بلا اذن بلکہ
باوصف انکار کیا حضرت کو اپنی بیٹی کی اوتنی بھی محبت نہ تھی جتنی عائشہ
کو اپنی سوتیلی بہن ام کلثوم سے محبت تھی کیا کوئی صحابی رسول جناب امیر
و اہلبیت طاہرین کا اوتنا بھی طرفدار ہوا جتنا عمرو عاص سنے عایشہ
اور ابوبکر کی طرفداری کی بھلا کوئی عاقل اسکو باور کر سکتا ہے کہ صرف
اس غرض سے کہ خلیفہ دوم ایسے عالی نسب کم شرافت قرابت حاصل
جناب امیرؑ خود ایسا جبر سہین اور تمامی کنبہ قبیلہ پر جبر کرین بضعۃ الرسول
کو مجبور کرین کہ خواہی نخواہی اس مصیبت کو گوارا کرلین الحمدللہ ہرگز کوئی

ہوشمند اسکو قبول نہ کرے گا خیر اگر یہان کوئے بات بنائے
بھی جائے تو بار دوم کیون ایسا جبر دیا گیا کہ باوصف انکار اوس
سیدہ پاک کو فقر و فاقہ کی مصیبت مین مبتلا کیا وہ بھی اس صرشدید
کے ساتھہ اگر کوئی کہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے بلحاظ و پاس کنبہ
اور خیال کفالت یہ جبر کیا کیونکہ روایت مذکور سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ام کلثوم غیر کنبہ مین عقد کرنا اپنا چاہتی تھین اسوجہ سے
حضرت نے یہہ جبر کیا تو کیا آپکو اتنی بھی عقل نہ تھے جو کہتا کہ یا حضرت
جب آپنے بار اول اسکو جائز کہا اور گوارا فرمایا تو اب کیا مضائقہ
ہے جو آپ یہ جبر کرتے ہین اور ہر دفعہ اپنی بیٹی کو تازہ مصیبت مین
گرفتار فرماتے ہین بیٹی کو کوئین مین جھونکنا اسکو کہتے ہین افسوس کہ
حضرات اہلسنت ذرا غور نہین فرماتے اپنے موضوعات کے
بیان مین ذرا نہین شرماتے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام اسد اللہ الغالب علی کل غالب مصداق لا فتی الا علی لا سیف
الا ذوالفقار باوصف حمایت تمام بنی ہاشم جو مانع تھے اس
عقد سے کیونکر ایسے مجبور ہوے کہ باوصف عدم رضائے
کنبہ و قبیلہ بلکہ اکراہ خود مغلوب عقد کرنے پر طیار ہوگئے کیا انکو عائشہ
کے برابر بھی اقتدار نہ تھا جو ام کلثوم بنت ابو بکر سے عقد عمر کو
رد کا کیا جناب امیر علیہ السلام ام ابان کے برابر بھی قوت
نہ تھے جنے عقد عمر سے صاف انکار کیا انکے مذمت کی

ص ۷ انا امیر المومنین وامام المتقین اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب ازالۃ الخفا صفحہ ...
ص ۴۹ جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے نادی منادیم احد لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار
ص ۵۵ [illegible]

خلیفہ سے کچھ ہو سکا پانچوین خرابی یہہ ہے کہ علاوہ اون امور کے
جو خلیفہ دوم کی عالی نسبی پر دال ہین (کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر
مین بخوبی مرقوم ہے) صرف اوصاف بدخلقی و بدخوئی مسلمہ مانع عقد
تھے پھر جناب امیر ع نے عقد کرنا کیونکر قبول کیا حالانکہ ام کلثوم بنت
ابو بکر اور ام ابان نے صرف اسی عیب کی بدولت نکاح عمر سے
انکار کیا تھا اور حدیث نبوی سے بھی ممانعت مناکحت ایسے شخص سے
معلوم ہوتی ہی جسکا اقل مرتبہ کراہت ہوگا جیسا کہ شرح مشکوۃ مین ہے
کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسالت مآب سے کہا ابو جہم اور معاویہ
نے خطبہ کیا ہے کس سے عقد کرین حضرت نے ابو جہم کے عقد سے
بوجہ بدخوئی منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بدخوئی مانع عقد ہے
اگرچہ بر سبیل کراہت ہو تو جناب امیر ع نے کیونکر ایسے بدخو سے
خلاف حکم نبوی (عقد کرنا پسند کیا) جسکے گھر مین آئی تک پر بھی داد
نہ تھی اور ازواج نبی نے اونکا نام ہی افظ اغلظ رکھ لیا تھا اور صحابہ
رسول بھی ہمیشہ انکی بدمزاجی و شدت و خشونت پر معترض رہے
حتے کہ صحابہ نے خلیفہ اول پر مرتے وقت اونکے خلیفہ مقرر کرنے کی
بدولت سخت اعتراض کیا اور خدا سے ڈرایا کہ تم خدا کو کیا جواب دوگے
جو ایسے بدمزاج کو خلیفہ مقرر کرتے ہو چھٹی خرابی یہ ہے کہ صحیح
بخاری مین جناب رسالتمآب نے فرمایا اور راوی ہشام بن مغیرہ
مجھسے مستدعی ہین کہ اگر آپ اذن دین تو اپنی لڑکی کا عقد جناب امیر سے کر دین

صفحہ ۹۵ شرح مشکوۃ ج ۳ بمبئی

صفحہ ۲۴ منتصہ ۲ فارسل الیہ ابی بکر ان ابتنا دلہ فانما یسئلک احد کرایتہ لیحفصہ ازالۃ الخفا عن البخاری

صحیح بخاری صفحہ ۹۷ ورق قلمی

صواعق محرقہ صفحہ ۵۱

صحیح بخاری ج ۲ بمبئی

پس ہرگز نہین اذن ندونگا یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا مگر یہ کہ علی بن ابیطالب
میری بیٹی کو طلاق دین تب اوس لڑکی سے عقد کرین کیونکہ وہ
جناب سیدہ پارہ جگر میری ہے جو امر اوسکی خوشی و ایذا کا باعث
ہوتا ہے وہ امر میری خوشی و ایذا کا باعث ہے انتہی پس تعجب ہے
کہ جناب رسالت مآب صلعم نے صرف اس خیال سے کہ میرے پارہ جگر کو سوت
کے ساتھہ ایذا ہوگی باوصف جواز تعدد نکاح ایسے امر ابغض مباحات
یعنی طلاق کو جس سے زیادہ کوئی چیز خدا کے نزدیک مبغوض نہین گوارا
فرمایا مگر یہ نہ گوارا کیا کہ جناب سیدہ کو سوت کا سامنا ہو تو جناب امیر نے
باوصف اوس تاسی رسول کے جسکے سامنے جان دینا گوارا کیا مگر
ترک تاسی نہ قبول کیا اس باب مین کیون تاسی کو ترک کیا اور عیاذاً باللہ
اپنے پارہ جگر کو جو ودایع رسول سے تھے اوسی سوت کے عذاب مین
دیدہ و دانستہ مبتلا کیا جسکو سوعذاب کہنا بجا ہے وہ بھی
کون سی سوت ام کلثوم زوجہ سابقہ حضرت خلیفہ دوم جو ہمیشہ
خلیفہ سے تکرار کرتے تھی ہائے اس بضعۃ رسول ذریۂ بتول ہاے
عیاذاً باللہ حسب روایات اہلسنت جناب امیر کو کیا ایسی عداوت تھی
کہ برخلاف سیرت رسول بلکہ خلاف وصیت رسول اوس اپنے پارہ جگر
کو آن چیز شدید انواع و اقسام کے مصائب و شداید مین گرفتار کیا
کہ ایکطرف خلیفہ کی تندمزاجی و بدخوئی دوسری طرف سوت کا عذاب
تیسری طرف اوس سوت کی بدمزاجی چوتھی طرف خلیفہ صاحب کی بیٹی

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۲

بی بی حفصہ کی بدمزاجی سبب آفات مین جناب امیرؑ دیدہ و دانستہ اپنے
پارہ جگر کو مبتلا کرین اور باپ بھائی چچا دادا کسیکو رحم نہ آئے بلکہ
اگر بھائیکو کچھ ترس آتا بھی تو جناب امیرؑ اوسپر آزردہ ہوون لا واللہ
لا واللہ کوئی عاقل دیندار صاحب ولا اسکو قبول نہ کرے گا کہ جناب امیرؑ
بخوشی خاطر اپنی بیٹی کو ایسے عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اور عیاذاً باللہ
ایذاے خدا اور رسول کا بھی خیال نہوگا **ساتوین** خرابی یہہ ہے
کہ جناب امیرؑ اور سایر بنی ہاشم نے کیونکر گوارا کیا کہ اپنی بیٹی کو نامحرم کے
پاس بلا عقد و بلا نکاح بھیجدیا جس سے یہہ بے ادبیان واقع ہوئین کہ
چہار و پنجسالہ خرد سال غیر ممیز نے بھی ایسی گستاخی و بے ادبی کی تمیز کے
اور کہدیا کہ اگر تو امیر المومنین ہوتا تو وہ طمانچہ تجھپر پڑتا کہ ناک ٹوٹ جاتی
آنکھ پھوٹ جاتی اور اوسی غصہ مین وہ لڑکی چلی آئی اور باپ سے شکایت کی
کہ تمنے ہمکو ایک بڈھے خبیث کے پاس بھیجدیا مگر اسپر بھی باپ بھائی
چچا دادا کو جو بنی ہاشم تھے چین بر جبین بھی نہوا حالانکہ خاندان رسالت
مین جسقدر غیرت و حمیت تھی روے زمین پر کسیکو کبھی نصیب بھی نہوئی
چنانچہ خود جناب رسالت مآب نے اس غیرت پر فخر کیا اور جناب امام حسین صفحہ ۹۱ شرح مشکوۃ جلد ۲
علیہ السلام کا یہہ شعر اکثر زبانہا مشہورات سی ہے **شعر** الموت اولی من رکوب العار
والعار اولی من دخول النار یعنے عار و ننگ گوارا کرنے سے موت بہتر ہے
اور جہنم مین جانے سے ننگ و عار قبول کرنا اولے ہے حتی کہ خود فاضل
رشید نے ایضاح لطافۃ المقال مین اقرار کیا ہے کہ بنی ہاشم مین جیسی غیرت صفحہ ۱۳ ورق قلمی

وحمیت تھی دوسرے مین نہ تھی چنانچہ لکھتے ہین فی بعضین ولبعض حمیت
وغیرت فراوان کما قال صاحب النواقض وفی الہاشمیۃ شجۃ اشد الحمیۃ والغیرۃ یعنی بنی ہاشم
مین سبسے زیادہ حمیت وغیرت پائی جاتی ہے پس کیسکو غیرت نہو تعجب
خیز ہو انیجا سبط سبط ابن جوزی نے اون روایات کو جنمین یہہ مضامین
واہیہ درج ہین غلط وبے بنیاد قرار دیا اور مولوی حیدر علی نے بھی
اوسکے الحاق کا دعوی کیا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا علے ہذا القیاس
سوا انکے اور بھی بہت سی خرابیان ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین ہر
روایت کی ذیل مین لکہا ہے بہر کیف بنا بر اصول اہلسنت یہہ کل
خرابیان عاید ہوتی ہین جنکا دفعیہ کسیطرح ممکن نہین ہے از انجا کہ
جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرینؑ کی محبت و ولا وحفظ وعصمت کا
دعوی اہلسنت کو بھی ہے اگرچہ زبانی ہی سہی تو وہ ان الزامات سے
بھی ملزم ہین جو بنا بر اونکی روایات کے جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرینؑ
پر عاید ہوتی ہین نہ صرف شیعہ بلکہ شیعہ کسیطرح ان الزامات سے ملزم
ہو ہی نہین سکتے کیونکہ یہہ لوگ سرے سے اصل وقوع نکاح ہی کے
منکر ہین چہ جائیکہ یہ امور قبیحہ اونکی روایات سے ثابت ہون کہ مثل شریک
باری محال و ممتنع ہے پس جب بنا بر اصول اہلسنت اسقدر شناعت
صحابہ وخلیفہ دوم واہلبیت طاہرین پر عاید ہوتے ہین علاوہ ان فسادات
ولزوم محالات کے جو مابعد مذکور ہونگی انشاء اللہ تو ضروری ہوا کہ اہلسنت
صرف انہین شناعتون کی بدولت اصل روایات کو باطل و بے بنیاد

قرار دیکر تکذیب واقعہ کرین گو یہ روایتین ایسی صحیح ہوُن کہ اونکی صحت قرآن
کے برابر یا زیادہ اوس سے باجماع اہلسنّت مانی گئی ہون مثل روایات
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے کیونکہ ایسی حالتونمین عموماً اہلسنّت کا یہی حکم ہے
اور اسی پر عمل درآمد بنظر مزید تسکین قلوب مخالفین دو چار احکام اور برتاؤ
اونکے یہان بھی مذکور ہوتے ہین ناظرین با تمکین اندک تطویل سے ملول
نہون کہ اصل تحقیقات سے بھی انکو ازحد تعلق ہے گو یہ بحث نہایت بسط طلب
ہے کہ احصا اونکا چند مجلد مین بھی ممکن نہین لگر نہایت اختصار کے
ساتھ صرف تین طبقون کے انکارات اور حکمت عملیان انکی مذکور ہوتی ہین

حکم اول جلد اول و دویم ذوالفقار حیدری مین مفصل لکھ آیا ہون کہ امام
فخرالدین رازی نے بیان کیا کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس کو داخل قران نہ جانتے تھے یہ امر اکثر روایات
اہلسنت مین منقول ہے درجہ تواتر کے قریب الخ امام صاحب فرماتے ہین
کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانے مین متواتر نہو یا ان
صحابیونکو کافر قرار دین کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا کافر ہے چونکہ دونون
صورتون مین بڑی ہی فساد لازم آتا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اصل ان روایتونکو
غلط و باطل قرار دین جنمین ایسی نسبت ابن مسعود کیطرف سے ہے (انتہی کلام
رازی بنقل سیوطی) پس اس حکم سے معلوم ہوا کہ ایسی خرابیکی حالت مین
اصل روایت کو بلا جرح و قدح رواۃ باطل کرنا ضرور ہے **حکم ثانی**
فاضل رشید اپنی کتاب شوکت عمریہ مین دربارہ اوس حدیث صحیح مسلم کے

صفحہ ۱۰۷ ذوالفقار حیدری جلد اول

جسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام
کو کاذب غادر خائن آثم کہنا اور جناب امیر علیہ السلام و عباس کا شیخین
کو کاذب غادر خائن آثم جاننا مذکور ہے فرماتے ہین چون ظاہر حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ بطرف چہار یار عظیم المقدار اعنی شیخین و
حضرت امیر علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہم ست و آن نزد اہلسنت
مخالف ما استقر فی شریعۃ الاسلام ست و خبریکہ باین صفت باشد
باتفاق شیعہ و سنی یا محکوم علیہ ببطلان ست بجہت وہم راوی
یا ماول ست و چون حکم ببطلان یا تاویل آن واجب گشت لہذا بعضے
علماے اہلسنت نسبت وہم بطرف رواۃ آن نمودہ رد این حدیث
کردہ اند چنانچہ امام نووے در شرح صحیح مسلم در شرح این حدیث
نقل از قاضی عیاض عن المازرے مینماید جسکا محصل یہہ ہے
کہ چونکہ تاویل کی راہین اس حدیث مین مسدود ہین ہم نے
کذب کی نسبت طرف رواۃ کے کی اور اسیوجہ سے بعض لوگون نے
ان الفاظ کاذب غادر خائن آثم کو اپنے نسخہ صحیح مسلم سے
از راہ کمال احتیاط نکال ڈالا تھا انتہی اقول بہا بیز انحضرات اہلسنت
کے علماے کے امانت و دیانت کی خوب داد دینا چاہیے کہ
جب خود صحیح مسلم مین یہہ ترکیبین کی گئین جسکے ہزارون نسخہ
مشتہر ہو چکے ہین تو واسطے بدحال دیگر کتب اور بہین سے اون امانات
کو بہی اہلسنت کے سمجھ لینا چاہیے جو شیعون در بارہ تحریف الحاق مزعومہ

وارد کرتے ہین پھر کیف جب روایات متواترہ صحاح بالکہ صحیح مسلم جسکو

اصح الکتب عند اہل السنۃ شاہ صاحب فرماتے ہین بوجہ استلزام شناعت

صحابہ محکوم ببطلان ہوتے ہین تو یہ روایتین عقد کی کیون اس حکم

سے مستثنے ہونگی جو نہ صحاح ستہ مین داخل ہے نہ کسی روایت

صحیح خالی از معائب جرح و قدح کا کہین وجود ہے جیسا کہ مابعد

مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے پس بفرض محال اگر فریقین کی روایتون سے

ایسے فسادات اور شناعات لازم آئین تو حسب قول رشیدی باتفاق

فریقین واجب الرد والابطال ہین چہ جائیکہ ایک ہی فریق کی روایت

ہو اور سپر بھی غیر صحیح کیونکہ تعظیم و توقیر اہلبیت طاہرین اور بچانا اونکا تحقیر و

توہین سے فریقین پر لازم ہے بخلاف حفظ عرض شیخین کہ فی الواقع

کسی پر لازم نہین بلکہ اظہار اونکے کفر و نفاق کا ہر مسلمان پر فرض عینی ہے

جیسا کہ ضربت حیدریہ و شوکت عمریہ مین مفصلاً مرقوم ہے پس جب اونکے

باب مین اہلسنت کا یہہ برتاؤ ہے تو اہلبیت طاہرین کے بارے مین کیونکر

اس حکم سے عدول کر سکتے ہین واضح رہے کہ یہ ترکیب یعنی الفاظ

نکال ڈالنے کی اسی روایت کے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ صحیح بخاری

کی حدیث ان آل ابی طالب لیسوا لی باولیاء مین بھی بجنسہ کذب اغا و اخفا

اینما والی ترکیب استعمال ہوئی کہ صحیح بخاری سے لفظ ابی طالب کو نکال ڈالا

اور ان آل ابی لیسوا لی باولیاء رہنے دیا چنانچہ فتح الباری مین ہے

کہ کسی نے ابی فلان لکھا کسی نے لفظ ابی کی بعد جگہ خالی رہنے دی اوسکو

کسینی بایض سے تعبیر کیا اور آل بی بیایض پڑہا کسینے آل بیاضہ پڑہا
آخر مین ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل عبارت ال ابیض الب ہے اسیطرح
صحیح بخاری مین سے بذیل تفسیر آیہ نساء کو حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال یاتیہا فی اسکے بعد والی لفظ کو کہ الدبر ہی کال کر کسینے
کذا و کذا لکہا کسینے وہان سفیدی کاغذ چھوڑ دی کسیے لفظ فرج لکہا
بالاخر ابن عسقلانی نے تصریح کی کہ کذا کذا والی روایت کی یہ عبارت ہے
نزلت فی اتیان النساء فی ادبارھن اور اوسکے بعد والی روایت مین یاتیہا
فی الدبر لکہا یعنے کہا ابن حجر نے کہ اصل روایت یہ ہے کہ کہا عبداللہ بن
عمر نے یہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے ساتھہ وطے فی الدبر جایز ہے
چنانچہ تفصیل اسکی کلام ابن حجر عسقلانی سے ضربت حیدریہ جلد اول
مین بخوبی مرقوم ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اہلسنت کی اس تحریف نے
جو صحیح بخاری مین دربارہ وطی فی الدبر ہوگئی کوئی فائدہ نہ بخشا اور
نجات اونکی اس عیب سے نہوئی کیونکہ انکے علما نے صاف صاف
لکہدیا کہ یہہ امر تمامی اہل مدینہ کا فتوی ہو چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے جو شخص اہل مدینہ
کے حکم کے مطابق استماع غنا اور اتیان فی الدبر کا عامل ہو الخ بعض
یہ دو مثالین تو متعلق بقول نووی تہین جسنے یہہ بیان کیا کہ بعضون نے
نسخہ صحیح مسلم سے الفاظ کا ذہبا غادرا خائنا آثما کو نکال ڈالا اب اس سے
بہی زیادہ تعجب خیز لطیفہ سنئے کہ جس امر پر فریقین ابتدا سے متفق ہین یعنی
قصہ فدک کہ خلیفہ اول سے جناب سیدہ ع نے طلب کیا اور خلیفہ نے

ضربت حیدریہ جلد اول ص ۱۵۱

ازالۃ الخفا مقصد اول ص ۱۴۰

بذریعہ حدیث موضوع لا نورث محروم کیا اور جناب سیدۃ النساء
غضبناک رہیں اور جناب امیر علیہ السلام نے تا حیات جناب سیدہ کہ چھ مہینہ ہے بیعت
ابوبکر نہ کی اسکی بھی وہی گت بنائی گئی کہ موضوع قرار پائی چنانچہ
ص ۹۳ منتہی الکلام — مولوی حیدر علی باوصفیکہ منتہی الکلام مین مقر ہین کہ بلی نظاہر روایت
صحیحین در قصہ فدک بروایت ام المومنین صدیقہ میتوان دریافت کہ در
ص ۸۵ منتہی الکلام — بیعت صدیق تا زندگی فاطمہ زہرا مکث نمود مگر بعد اوسکے درپے
تضعیف روایت ہوئے کہ بدالست ابی اوسکے راوی کو ابو سعید قرار دیا
اور بوجہ عدم اسناد زہری اوسکو ضعیف و غیر مقبول بنایا اور بیہقی
وغیرہ کی روایت کو موصول قرار دیا حالانکہ اس تضعیف روایت صحیحین
مین مرتکب کذب صریح و افترائے فضیح ہوئے کیونکہ یہہ روایت تین
مقام پر صحیح بخاری مین اور ایک جگہ صحیح مسلم مین موجود ہے بہو نہین ابو سعید
کوئی واسطہ نہین بلکہ ابن شہاب یعنی زہری عروہ سے اور عروہ بی بی
عائیشہ سے ناقل ہین پھر دعوے عدم اتصال کیونکر درست ہوسکتا ہے
ص ۵۸۲ ازالۃ الغین مطبوعہ دہلی — خیر یہانتک تو غنیمت تھا کہ ضعیف ہی کہا مگر ازالۃ الغین مین صاف صاف
موضوع بنا دیا چنانچہ کہتے ہین از کتب محدثین چنان بوضوح می انجامد
کہ بعد از تنقید و تحقیق در صحت بعضی از روایات صحیح بخاری کلام است
و ہمچنین در بعضی از روایات صحیح مسلم دقیل از ین گذشتہ کہ ان روایات
کہ اہل حدیث در صحت آن قیل و قال دارند ہر چند اقل قلیل است مگر در
صحیح ثانی زیادہ تر از ان است و بدین قدر اکتفا نمیتوان کرد زیرا کہ

افاده ابن اثیر رحمة الله علیه در صدر جامع الاصول جائیکه فرع ثالث در
طبقات مجروحین قرار داده است دلالت بران دارد که بعض از وضاعین
خود اقرار کرده اند که حدیث فدک را ساخته بر مشایخ بغداد خواندیم همه ها
قبول کردند مگر ابن ابی شیبه علوی که او بعلت جبل و افترا سپچ برد
و هرگز قبول نکرد و از کتب کلامیه و احادیث اهل حق دامامیه بعد از تتبع بسیار
میتوان دانست که اهل تشیع در مطاعن خلفای راشدین خصوصا
احادیثیکه تعلق بقصه فدک دارد چه افتراها کرده در لباس تسنن و اعتزال بکرده اند
و قبل ازین گذشت که تمیز و اخراج ایشان از زمرهٔ اهلسنت خیلی مشکل افتاد
مگر بعضی از اهل کشف و عرفان را این امر عظیم که مشکل ترین جمله مشکلها
توان گفت بعنایت ایزدی آسان گشته بعد چند ورق گو فریادرسین
اهل انصاف خواهند که انصاف نمایند که غصب آن محفوظ است و هجران ما
از ابوبکر صدیق امت محمدی که از وجوه اصحاب رسالت مآب بود چنانچه
عالم مخالف در مجلد امامت عماد الاسلام از اکابر خویشتن نقل میکند
در اسلام ندانست و انواع فضایل از وی صدور یافت چنانچه
از تفسیر مجمع البیان و منهج الصادقین و خلاصة المنهج معلوم توان کرد
با وجود حقیت خلافتش میتواند شد با وصف آنکه نماز جنازه خلیفه سلطان
و خلیفه بود چنانچه علمای شیعه اعتراف بورود روایات در این خصوص
دارند کما نقل عن الکتاب المسمی بهدایة الاحتدال احکام الفقه اعلام دادن ابوبکر
برای نماز جنازه در وقت شب دفن نمودن آنجناب با وجود علم

بحقیت صدیق از مثل نفس رسول مقبول ممکن ہست لا واللہ ثم لا واللہ
پس معلوم شد کہ ہر چند این روایت در صحیح بخاری باشد مگر چون مخالف
روایات و درایات نسبت اعتماد سے بر آن نمیتوان کرد آیا عاقلی و بیند تجویز
تواند کرد کہ جناب امیر کہ امیر مصداق علی مع الحق والحق مع علی تا عرصہ
شش ماہ بیعت امام بحق نہ نماید خود را عیاذاً باللہ داخل من مات بغیر امام زمانہ مات میتۃ
جاہلیۃ علیما مستحقا انشاء اللہ سازد و بعد عرصہ شش ماہ وقت استنکار وجوہ ناس
التماس بیعت از امام بحق فرماید ہیہات ہیہات رمد تعصب و عناد لبصیرت
اہل تسنن را محیط گشتہ کہ درین مقامات بلکہ دیگر امور متنازع فیہا نیز دست
از انصاف برداشتہ و بنیاد اعتراضات را بر معانی انفسیم روایات
گذاشتہ اند کہ خلاف روایت و درایت ہست انتہی **قول** ع ہمارا خیال
جنگ و سرکار زار نیست کیونکہ تمامی کتب احادیث اہلسنت چہ صحاح
ستہ و دیگر صحاح و چہ سنن و مسانید و چہ سیر و تواریخ و چہ کتب فقہ و اصول فقہ
و علم کلام میں یہہ قصہ موجود ہے اہلسنت کو دلو نیز جو اس قضیہ سے گذرتا ہے
وہی خوب جانتے ہیں سے کہ مولوی عبد العلی بحر العلوم اہلسنت سے نے
از راہ کمال ناصبیت خاک بدہانش اسی روایت کی بدولت جناب سیدہ ع
کو خاطی قرار دیا اور اجماع اہلبیت طاہرین کو درجہ حجیت سے ساقط کیا
کتب کلامیہ امامیہ میں بھی بخوبی بحث ہو چکی ہے نہی ذو الفقار حیدری
جلد چہارم میں بخوبی انکی تفضیح کی مگر یہان پر بمقابلہ مولویصاحب میں بھی بطور
واقعی کہتا ہوں نہ بطور مجادلہ کہ اہل انصاف ذرا انصاف فرمائیں کوئی

ملعون

کہ کوئی عاقل اسکو قبول کر سکتا ہی کہ جناب امیر ع اپنی پارہ جگر حضرت ام کلثوم بنت سیدۃ نساء العالمین
کا عقد عمر بن خطاب سے گوارا کرینگے جو ازدل ناس داخل بطون سے تھے جیسا کہ جناب صاحب
معارف و مثالب شاہ عبدالحق وغیرہ کی کتابوں سے ہویدا ہے اور انواع کفر و نفاق
اوس سے سرزد ہوے جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ سے پیدا ہی حتے کہ خود اپنے نفاق کا بحلف اقرار کیا اور
اپنے کفر کا اظہار کیا جناب رسالت مآب ص نے بوقت وفات اپنے دولتسرا سے نکالدیا اور جناب سیدہ ع
تا حیات رنجیدہ رہیں کہ ترک سلام کلام کیا اور اونکی جنازہ پر حاضر ہونیکی اجازت نہ ملی اور
جناب امیر ع جب مضطر بہ بیعت ابوبکر ہوئے تو ابوبکر کو تنہا بلایا اور عمر کے آنکی روادار ہوئے
پس کیونکر ممکن ہی کہ ایسے شخص سے جناب امیر ع اپنی دختر نیک اختر ام کلثوم ع کا عقد کریں باوصفیکہ
نسبت اونکی حسب وصیت رسول مقبول ص محمد بن جعفر سے مقرر ہوا اور احادیث نبویہ میں
تصریح ہو کہ بنی ہاشم کا کفو و ہمسر غیر بنی ہاشم نہیں ہو سکتا غیرہ وغیرہ جو سابق مذکور ہوا
لا واللہ لا واللہ ممکن نہیں کہ ایسے شخص سے باوصف عدم رضامندی تمامی خاندان بنی ہاشم
بطیب خاطر ایسی نسبت واقع ہو پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ محض غلط ہی لہٰذا اینجا است کہ صحیح بخاری
و دیگر صحاح ستہ میں بھی قصہ نہیں ہی اور کوئی روایت صحیح قطعی سے یہ امر ثابت نہیں ہو سکتا
حالانکہ اگر صحیح بخاری میں بھی ہو تو باوصف مخالفت قطعیات عقلیہ و درایات جلیہ اسپر اعتماد
نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اوسمیں بھی نہ آیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہی کہ جس شخص بد خلق و بدگو سے
خود اوسکی رعایا کی لڑکیاں متنفر و کارہ ہوں خلاف رائے تمامی خاندان جناب امیر ع کل ام
امیر علی
اپنی بیٹی کی شادی کر دیں لا واللہ لا واللہ ہیہات ہیہات رمد تعصب و عناد نے بصارت و
بصیرت اہلسنت کو ایسا ضائع برباد کیا کہ کسیطرح کسی امر حق کو قبول نہیں کرتے قطعیات و
یقینیات پر تعجب ہوتا ہی کیونکہ جناب سیدہ ابوبکر پر باوصف غصب فدک و منع خمس غضبناک

ہوئیں اور جناب امیر نے با وصف حرمان حق خلافت کیونکر چھ مہینہ تک بیعت نہ کی اور ایسے
امر صریح البطلان پر مطلقاً تعجب نہیں ہوتا جسکی بنیاد اون روایات واہیہ موضوعہ پر قرار دی گئی ہیں
جو عقلاً و نقلاً روایۃً و درایۃً صحیح نہیں بلکہ سراسر غلط و تہمت و افترا و جعل و بہتان ہے چنانچہ عنقریب
ما بعد اسکے معلوم ہوگا اب سنئے کہ اہلسنت نے فقط انہیں روایات مذکورہ کے انکار پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ
قصہ قرطاس کے بارے میں جو سات مقام پر صحیح بخاری میں اور تین جگہ صحیح مسلم میں موجود ہے مولوی
حیدر علی صاحب ازالۃ الغین میں فرماتے ہیں بدانکہ فقیر را بعد از تتبع کتب قدمای این فرقہ و تصفح مضمرات و مکنونات
ایشان کہ در تالیفات خویش بمقتضای حدیث نعم تضوعی ما اضمر احد شیئا الا و قد ظہر فی فلتات لسانہ
گاہ گاہ ازان خبر میدہند چنان مذعن شد کہ این حدیث مثل حدیث ردت جمیع اصحاب الا شاذے
لا یعبأ بہ از خصایص مذہب امامیہ بودہ و اکابر این مسلک بای ما سلف در دقایق آگہی داشتند این قصہ را
حلق نفس کمان می بردند و بکتمانش ہمہ گروصایا می دادند من بعد اہل حدیث و بدا مصلحت در آن
دیدند کہ در لباس نسخ این روایت را کہ منتہا سے ازروی ثقات بقول مجلسی در بحار و حیات القلوب
ست در عہد صحابیش معتقدین خویش از زمرہ اہل حق روایت نمودند تا آنکہ رفتہ رفتہ در کتب
محدثین حتی ملقبین بصحت مندرج شد و پر ظاہر ست کہ اگر این حدیث در صدر اول طبقہ
تابعین ثابت و مشہور میبود کتمان و اختفا و آنہم بدین تاکیدات بلیغ انتہا کہ پارہ ازان بگوشت شنیدم
صورت نمی بست و ہر یکی از دیگری عہود و مواثیق چرا میگرفت و کی میگفت کہ این خبر را باید پوشیدن
تا نشود کہ اہل خلاف آنرا بر صحت تخمین خود را فدا میکنند بر معنی مطلع شوند چنانچہ نسخہ سلیم بن قیس ہلالی
کہ اقدم و افضل از جمیع کتب احادیث امامیہ توان گفت کما اعترف المجلسی فی مجلد الفتن من البحار
از شہود قوم الصدق دلالت میکند دانیم از اشارات و عبارتش پیداست کہ بعضی از ائمہ
اتحدت مثل نام فاروق از شیعیان ہم دریغ میکردند و کتب رجال و رسایل تحقیق ساز رواۃ میگفتند

ص ۲۹۶ ازالۃ الغین

اول دلیل سست که مقصود اینها از اختفا و استتار همین بود که آینده علماے
اهلسنت فریب خورند و سهام تدبیر بر نشانه نشیند و براے مناظره خصوصاً
متاخرین را بکار آید و در صورت ظهور این کید پیش نخواهد رفت و جمهور محدثین
سنیان خواهند گفت که این روایت از خصائص شیعه است و موید
این مدعا که در اینجا یاد کردم آنست که بعضے از علماے ما باین مکاید پی بردند
و حقیقت امر را دانستند چنانچه ناصبین هفوات متهدی از مدرسے
نقل میکنند و میگویند که او در مسند خویش میفرماید که قصهٔ ائتونی بقرطاس
بے ثبوت و بے اساس است و از شیوخ محدثین نقل مینماید که بعد از تصحیح
بطور رمی انجامد که در صحیحین دو صد و ده حدیث ضعیف است تفرد بخاری
هشتاد و تفرد مسلم یکصد میرسد و در همی روایت هر دو بزرگ شریک شده اند
انتهے پس حال حدیث قرطاس نزد احقر الناس برنگ حدیث فدک
مینماید که شیخ مبارک جزری ابو السعادات در تصانیف خویش آورده
و گفته که بعضے از اهل اختلاق بعد از آنکه اقرار بجعل و افترا کردند و گفتند که ما قصه
فدک را موضوع ساخته بر محدثین بغداد عرض کردیم و نزد آنها معنعن بروایت
نمودیم پس تمامی جماعت مذکور قبول کردند و بدام فریب واقع شدند مگر
این شیخ علوی که بوضع و اختلاق پے برد و دانست که حدیث از موضوعات
است و انشاء الله تعالے عبارت جزری بعد ازین خواهد آمد بالجمله از
وقائع مکیدت اهل دغا جان بسلامت بردن سخت دشوار است ع
امان مگر لطف خدا پیش نهد گامی چند تمام هوا کلام مولوی حیدر علی

اس کلام سراپا اتہام سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس قصہ قرطاس سے
اہلسنت کی ہوش و حواس کیسے مختل ہوتے ہین بہر کیف ہمکو انکی تقریر دلپذیر کے
جواب سے یہان مطلب نہین ہے جو اسطرف متوجہ ہون لیکن یہان سے
معروضات خفیہ کے بخوبی تصدیق ہوے جو سابق مین گذارش ہوے
کہ وضاعین اہلسنت نے قصہ عقد حضرت ام کلثوم کو وضع کرکے بکمال خرم
احتیاط یعنی فرقہ مین جلد مشہور کیا بالآخر شیعہ نادرس سے استدلال کرنے لگے
مگر ناقدین اہلحق نے ظاہر کر دیا کہ یہ قصہ بالکل بے اصل ہے اور اگر کسیکو یہہ
خیال ہو کہ یہہ ترکیبین اہلسنت کی اپنے خلفا و صحابہ کی حفاظت مین صرف
بمقابلہ شیعہ مین کہ اپنی صحیحین کو نخلط کر دیتے ہین اور روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ بین الفریقین کو باطل کر دیتے ہین کیونکہ بجز ابطال شیعہ
سوا اسکے کوئی چارہ نہین پس یہہ خیال صحیح نہین کیونکہ دوسرے مقامون پر بھی
اسی رد و انکار کے مرتکب ہوتے ہین یا حدیثین نکال دیتے ہین یا وہ تاویلین
بناتے ہین جسپر خود قہقہے لگاتے ہین دیکھیے صحیح بخاری کی اس روایت مین
کہ نعیم بن حماد نے حصین سے وہ عمرو بن میمون سے ناقل ہے کہ
مینے زمانہ جاہلیت مین دیکھا کہ ایک بندریا پر چند بندر مجتمع ہوے
اور اوسکے ساتھ زنا کیا لوگون نے اوسپر رجم کیا یعنے سنگسار کیا
مینے بھی اون لوگون کے ساتھ اوسکو سنگسار کیا انتہی علامہ ابن حجر
عسقلانی شرح اسکی فتح الباری مین فرماتے ہین کہ ابن عبدالبر نے
اس قصہ عمرو بن میمون پر سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ اسمین نسبت

زناسے ہے طرف غیر مکلف کے (یعنی جانورونکی طرف) دوسری بیان ہی
کہ حد شرعی جاری ہوی بہایم وحیوانات پر حالانکہ یہہ امور اہل علم کے نزدیک
نہایت ہی منکر وقبیح ہین اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر طرق اس روایت کے
صحیح ہون تو شاید یہہ بندر اور بندریا از قسم جنات ہون جو مکلّفین سے ہین
ابن حجر کہتے ہین کہ قول ابن عبدالبر دربارہ عدم صحت روایت صرف بر
بنا د طریق اسمعیلی ہے اور اعتراضونکا یہہ جواب ہے کہ اوس واقعہ کی بصورت زنا
واقع ہونے اور رجم ہونے سے یہی نہین مراد ہے کہ حقیقۃً زنا و رجم ہو
بلکہ ممکن ہے کہ چونکہ وہ واقعہ صورت زنا و رجم مین تھا اس وجہ سے زنا و رجم
کا اطلاق اسپر ہوا پس وہ اعتراض دفع ہوگیا کہ اس سے لازم آتا ہے
احکام شرعی حیوانات پر جاری ہون اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین
اس روایت کو نہایت غریب جانا ہے بلکہ گمان کیا کہ یہہ حدیث شاید بعض
نسخہاے بخاری مین وارد ہوئی ہے اور صرف ابو مسعود نے اسکو اطراف
مین ذکر کیا ہے اسی گمان پر حمیدی نے دعوے کیا کہ کسی نسخہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت نہین ہے شاید کسی نے کتاب بخاری مین بڑھا دی ہو مگر یہہ قول
مردود ہے کیونکہ جن جن نسخونپر صحیح بخاری کے ہم مطلع ہوے سبھون مین
یہہ روایت موجود ہے اور کافی ہے اسکی صحت مین یہہ امر کہ ابی ذر حافظ
نے اپنے شیوخ ثلثہ سے جو ائمہ متقنین سے تھے یہہ روایت فربری سے
نقل کی ہے اسیطرح اسمعیلی اور ابی نعیم اور ابو مسعود کا اطراف مین نقل
کرنا اسکی صحت کی دلیل کافی ہے ہان روایت اسمعیلی سے یہہ حدیث

ف تاویل اسکے کہ بندر و بندریا شاید جنات سے ہون

ف انکار حمیدی از وجود روایت و گمان الحاق

اور اسکے مابعد والی حدیث ساقط ہے مگر اس سے یہ نہین لازم آتا
کہ روایت فربری مین یہہ روایت نہیں کیونکہ فربری کی روایت مین بہت سی
روایتین زائد ہین بہ نسبت روایت نسفی کی جسپر ہمنے تنبیہ کیا ہے اور
کرینگے انشاء اللہ باقی رہا یہہ امر جو اسمعیلے نے تجویز کیا ہے کہ صحیح بخاری مین
یہہ روایت زیادہ ہوگئی ہے پس یہہ قول اجماع علماء کے خلاف ہے
کیونکہ وہ لوگ بالاتفاق قائل ہین کہ جتنی روایتین صحیح بخاری مین ہین وہ سب
صحیح ہین اور نسبت اونکی بخاری کیطرف قطعی و یقینی ہے پس قول
اسمعیلی تخیل فاسد ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی کسی روایت
پر وثوق و اعتماد نہ رہے کیونکہ جب ایک حدیث مین یہہ امر جائز ہوا
تو ہر ہر حدیث مین یہہ احتمال ہو سکتا ہے پس کسیکو وثوق نہ رہیگا حالانکہ
اتفاق علماء اسکی صحت پر ہے اور جس طریق سے بخاری نے روایت
نقل کی ہے اوسپر وہ اعتراض ابن عبد البر جو سند پر طریق اسمعیلے کے ہے نہین
وارد ہو سکتا اور ہمنے اس مقام مین اسوجہ سے طول دیا کہ کوئی ضعیف
کلام حمیدی سے فریب کھا جاوے اور اوسپر اعتماد نہ کرلے جو ظاہر الفساد
ہے تمام ہوا ترجمہ عبارت فتح الباری اقوال اب حاجت کسی امر کے
بیان کرنے کی نہین ہے مگر اتنا بیان کرنا ضرور ہے کہ بالفرض اگر وہ حدیث
اور حدیث ابجات(؟) سے تھی اور احکام شرعی کی مکلف تھی تو یہہ امر اسے
دریافت کر لیجئے کہ آپ لوگ کسی امام کے مقلد ہین یا محدث … غیر مقلد
کیونکہ شاید وہ سب مقلد ہیں امام اون لوگونکے ہوگئے ہون جنکے … ب

[illegible]

عموماً فروج حلال ہے کیونکہ ملا علی قاری رسالہ رد امام الحرمین میں فرماتے ہیں
کہ جزری و ابن عبد السلام اور سبکی ناقل ہیں کہ محی الدین عربی اسکے
قائل ہیں کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے جس سے تحلیل
فروج انکے مریدین کے غیر مریدین کے لیے بجائے متعہ عیاں ہوئے
پس شاید وہ قرود وقردہ یا جنات اہلسنت کے اس وسیلے اللہ کے
مقلد یا امام رہے ہوں پھر کیفیت جب اعاظم علمائے اہلسنت صرف اس خیال سے
کہ صحیح بخاری کی روایت غلط ہو جائے اس بندرا اور بندریا کی قصہ میں
یہ تاویل نکالتے ہیں کہ شاید وہ جنات سے ہوں اسوجہ سے ان پر احکام
شرعی جاری ہو سکتے ہیں تو اگر ہم لوگ شیعہ بھی اس سے اعظم مطالب
کے لئے کسی واقعہ میں بشرط صحت سند بطور فرض و تسلیم ذکر جنات کا کریں
اور جنیہ کہیں تو اہلسنت کو کیونکر استبعاد ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ
نسبت اس امر کی وسطرف ہو جو اہلسنت کے نزدیک بھی حاکم جن و
انس و باعث ایجاد خلق ہو چنانچہ شواہد النبوۃ ملا جامی خاتم ہے سبحان اللہ
اہلسنت کو ان امور پر تعجب ہوتا ہے نہ شرم آتی ہے کہ بمقابلہ الحق مدعی ہوتے ہیں
[illegible] دم سے اور شیطان سے کشتی ہوئی شیطان کو دبا لیا اور شیطان
[illegible] سایہ سے بھاگتا ہے اور شیطان نے انکے یہ فضایل بیان کیے
[illegible] بوہریرہ کو شیطان نے سکھایا اور خالد نے شیطان کو قتل کیا
[illegible] الدین عربی سے کے ذکر کیا انہوں نے ان مسائل بنحت کا جواب دیا
[illegible] خلیفہ دوم جا عالم مجتہد حیران رہا لیکن قرآن دیتے ہیں کہ [illegible]

۱؎ کی نقل صفحہ استقصاء الافحام صفحہ ۲۲۲
۲؎ تفصیل اسی قصہ کا استقصاء الافحام جلد اول میں صفحہ ۵۵ کی کتاب الاکتفاء در ریاض النضرہ محب طبری سے منقول
۳؎ صحیح بخاری فضل آیۃ الکرسی ۱۲
۴؎ تفصیل اس قصہ کی جلد اول استقصاء الافحام فتوحات مکیہ شعرانی اور [illegible]

قوم لوط کی تحلیل فروج نکتہ (؟)

اپنی مان کے شکم مین بحالت حمل تھی وسکی ان کو چھینک آئی اور الحمد للہ کہا
تو درون شکم سے کہا یرحمک اللہ کہ حاضرین جلسہ نے سنا اور اسپر تعجب ہوتا ہے
کہ جنات کیونکر کسی آدمی کے محکوم ہوے یا کسی صورت پر متشکل ہوے
سُبحانکَ ھٰذا لشیءٌ عجیب زیادہ تر قابل افسوس یہ ہے کہ انحضرات اہلسنت
کو خلفاے ثلثہ کے کسی قضیہ پر تعجب نہین ہوتا مگر اہلبیت کیطرف اگر کسی اعجاز
و کرامت کی نسبت ہوتی ہے تو شیعون کے دماغ کہانے پر تلجاتے ہین
دیکھئے انکے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین بذیل اوس قصہ کے صفحہ
کہ خدا نے اپنی روح کو حضرت مریم پر نازل کی اور وہ بصورت مرد متمثل ہوئے
ایسی ہی چند اشکال اپنے بہلے نکے لکھے ہین بلکہ کچھ جواب بھی دیا ہے
کہ مدار اون جوابون کا محض قدرت باری تعالے پر ہے یا ادلہ سمعیہ یعنے
آیات و روایات پر کہ عقلا اون اشکالات کو قبول کر لیا ہیں نہ معلوم کہ شیعہ
ایسے جوابے بمقابلہ اہلسنت کیون محروم کیے جاینگے اور اہلسنت کا
ویسا ہی جواب بمقابلہ کفار و منکرین وجود ملئکہ و جنات بلکہ جنت و نار کیونکر
مقبول ہوگا کیا غضب ہے کہ علماے اہلسنت محی الدین عربی نے کو کافر و مشرک
بھی کہین اور اکابر اولیا سے بھی قرار دین وقت نا رد گیر یہ عذر کین
کہ تفسیق باعتبار ظاہر شریعت ہے اور ولایت اونکے باعتبار باطن بلکہ
فاضل رشید متعہ کی حرمت کو خیبر کی سال مین باعتبار باطن اور رسال
فتح مکہ مین حرمت اوسکی باعتبار ظاہر قرار دین لیکن شیعون کی کسی تقریر
کو جو بطور فرض و تسلیم اسی فرق ظاہر و باطن پر مبنی ہو قبول نہ کرین

صفحہ ۵۲۹ تفسیر کبیر

بنا انصاف سے ہے حالانکہ جو امر محال ہے بہر طور محال ہے اور جو ممکن ہے
بہر طور ممکن ہے پس جب ملائکہ و جن کا متمثل ہونا بشکل انسانی ممکن ہوا اور
مخالطت انسانی مین شامل ہوا تو پھر کیونکر ایک مقام مین ممکن اور دوسری
جگہ وہی امر محال ہوگا اور جسطرح ان امور مین فرق ظاہر و باطن نکالا جاتا ہے
دوسری جگہ بھی اگر بطور فرض و تسلیم کوئی بیان کرے تو کیونکر تعجب ہوسکتا ہے
العجب کل العجب بین الجمادی والرجب یہہ ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب
فرنگی محلی جو خاتم العلماء انکے ہین وہ صرف اس غرض سے کہ اپنے شیخ نجم الدین کے
ترک زیارت رسول کے عیب کو مٹا مین رسالہ سعی مشکور مین فرماتے ہین	صفحہ ۴۲ سعی مشکور
مغتنم آپکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کے ترک زیارت کے ساتھ جب
درست ہو کہ فی الحقیقت اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حالانکہ زیارت
کیواسطے اونکا تشریف لیجانا ثابت ہے نہ بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق طے
مسافت و سفر ہوائی اور بعد ثبوت اسکے منکر اسکا کوئی نہین ہوسکتا مگر
جو کہ کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہوگا اور چونکہ اس قسم کے امور کے علم سے
علماے ظاہر بر اصل دور ہین ان لوگون کو کیفیت اونکی زیارت کی معلوم
ہوے اسیوجہ سے ترک زیارت اونکی طرف منسوب کرکے اونپر ملامت
کی گئی یافعی مرآۃ الجنان مین شیخ مذکور کے حال مین لکھتے ہین لم یر فی الظاهر
خارجا من مکة الی مکان بعد من عرفة واما فی الباطن فالعلم بذلک الی الله ثم الی علماء
الباطن فقد اخبرنی بعض الاولیاء وهو [illegible] الدین کان ساکنا فی باطنه [illegible]
قال الیافعی [illegible] زیارة النبی متوجها الی مکة انکر [illegible] نجم الدین المذکور [illegible]

فی تقسیمی فی کونہ لا یقصد المدینۃ الشریفۃ ویزور قال ثم رفعت راسی فاذا بہ فی الجو مارا الی

جھۃ المدینۃ ونادانی یا محمد اکذا وکذا وذکر کلاما لسنیۃ انتہی اور تقی فاسی عقد

ثمین میں بعد حکایت اس حکایت کے لکہتے ہیں وبھذہ الحکایۃ یجاب عن الشیخ نجم الدین فی عدم اظہار

القصد الی زیارۃ النبی لان الشیخ علیا الواسطی انتقد علیہ ذلک کما ذکر الذہبی والصفدی

انتہی عبارۃ السعی المشکور بہرکیف چونکہ یہ بحث بہی اصل کتاب میں بڑے بسط سے لکہ چکا ہون

لہذا طول دینا مناسب نہین خیر یہ انکارات اہلسنت طبقہ اولے کے تہے جسکی انہین اشد ضرورت تہے

کیونکہ بمقابلہ حفظ شیخین صحیحین کا ضایع جانا آسان ہر گو صحیحین کا مرض متعدی ہے جسکی بیخ ولت

دین و ایمان ختم کہ شیخین کی بقا کی بہی صورت نہین رہنے پاتی مگر اب طبقہ ثانیہ کی انکارات کو

ملاحظہ فرمائیے کہ معاویہ کی بارہین بہی جسکی طرفداری و حمایت سے جان بلب ہو کر مستعفی ہوے اور کہدیا

کہ اوسکی طرفداری چندان ضروری نہین ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے

صاف صاف باغی کہدیا معاذاللہ دقت دار و گیر الحق ایسے متواترات

و بدیہیات سے انکار کرتے ہین چنانچہ معاویہ کا سب کرنا امیر المومنین

علیہ السلام کو اور لوگونکو اس امر کا حکم دینا یقیناً ثابت ہے جیسے کہ سنن

ابن ماجہ و صحیح مسلم و حدائق الازہار شرح مشارق الانوار و مستطرف و عقد

ابن ربہ و کتاب المختصر فی اخبار البشر و شرح مشکوۃ ملا علی قاری و تذکرہ

خواص الامہ سبط ابن جوزی و ریاض النضرہ محب طبری و منہاج السنہ

ابن تیمیہ وغیرہ مین منقول ہے بلکہ خود تحفہ مین بہی ہے معاذاللہ شاہ صاحب

کہان تک بین باب مین انکار کرتے ہین کہ مجہے تامل ہر روئے روایات

معتبرہ ثابت نتیجہ اسیطرح معاویہ کے زہر دلوانے سے جناب امام حسن

کو بھی انکار کرتے ہین حالانکہ استیعاب و تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن
جوزی و تہذیب الکمال مزی و تہذیب التہذیب ذہبی و مرآۃ العجائب
در ربیع الابرار زمخشری و تاریخ ابوالحسن ملایی و مختصر فی اخبار البشر و
حسن السریرہ عبدالقادر بن محمد طبری وغیرہ مین بالاتفاق مذکور ہے
کہ معاویہ کے حکم سے جناب امام حسن مجتبےٰ فرزند رسولخدا کو زہر دیا گیا
مگر فاضل رشید اپنی غرۃ الراشدین مین اور مولوی حیدر علی ازالۃ الغین
مین اس واقعہ سے انکار کرتے ہین بلکہ دربارہ یزید پلید ایسے ہی بدیہیات کے منکر ہین
امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ یہ امر ثابت نہین ہے کہ یزید نے جناب امام حسین کو
قتل کیا ہو یا حکم بقتل دیا ہو پس جبتک ثابت ہو اوسکو قاتل نہین
کہہ سکتے چہ جائیکہ اوسپر لعنت کرین انتہے اور صواعق محرقہ مین ہے کہ ابن
صلاح سے کسینے لعن یزید کو پوچھا کہ بوجہ قتل کرنے امام حسین کے
مستحق لعن ہے تو جواب دیا حکم دینا یزید کا بقتل امام حسین ثابت نہین
اور اگر ثابت بھی ہو تو قاتل مسلمان پر لعن نہین چاہیئے اور شاہ عبدالحق صاحب
تکمیل الایمان کی بحث لعن مین فرماتے ہین تا آنکہ بعضے در یزید نیز توقف
کنند و بعضے براہ غلو و افراط در شان وے و موالات وے روند و گویند
وے بعد از آنکہ باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعت وے بر امام حسن
علیہ السلام واجب شد نعوذ باللہ من ھذا القول و من ھذا الاعتقاد و
دیگر گویند کہ وے بامر قتل آنحضرت نکردہ بآن راضی نبود و بعد از قتل
آنحضرت و اہلبیت وے مسرور و مستبشر نشدہ و این سخن نیز مردود و باطل است

چہ عداوت آن بے سعادت با اہلبیت نبوی سلام اللہ علیہم اجمعین استنکا
وے بقتل ایشان و اذلال و اہانت اومر ایشان را بدرجہ تواتر معنوی
رسیدہ ست و انکار آن تکلف و مکابرہ ست انتہے مختصر الطبقۃ ثالثہ
انکارات اہلسنت خیر یہانتک کے انکار کی انکو شدید ضرورت تھی کیونکہ
اس ملعون کو بھی اکابر ائمہ اہلسنت حدیث اثنا عشر خلیفہ و اثنا عشر ائمہ
مین داخل کرتے ہین اور امام بحق و خلیفہ راشد جانتے ہین چنانچہ کلام
شاہ عبدالحق صاحب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے پھر اسکی اصلاح
مین کیون نہ کوشان ہون لیکن تعجب خیر یہ امر ہے کہ خلفاے بنی عباسیہ
کے بارہ مین بھی ایسی ہی بدیہیات و متواترات کے منکر ہوتے ہین حالانکہ
انکو ائمہ خلفاے اثنا عشر والی حدیث مین بھی داخل نہین لیتے کیونکہ
وہ شرف تو بنی امیہ ہی کا خاص حصہ تھا معذلک تر فضایح و قبایح مین
ان خلفاے بنی عباس کے بھی بڑے جوش و خروش سے امور
متواترہ یقینیہ کا انکار کرتے ہین اور اجماع ناقل کو غلط ٹھہراتے ہین چنانچہ
علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون فرماتے ہین منجملہ ان حکایتون کے
جسکو ملا جلا کر مورخین نے بیان کیا ہے اور تمامی مورخین نے اوسپر
اتفاق کیا ہے یہ ہے کہ وجہ بربادی خاندان برامکہ مین بیان کرتے ہین
کہ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شرب شراب اور عشق و محبت اپنی
خواہر عباسہ و جعفر بن یحیے بن خالد برمکی وزیر کی چاہتا تھا کہ مجلس شراب
ان سب کا مجمع رہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ مین مخل کا منتظر

جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا اپنے وزیر جعفر برمکی سے عقد کر دیا
باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کریں دونوں میں تخلیہ ہونے
پائے نے جعفر برمکی تو حسب الشرط بخوف عتاب خلیفہ اپنے کو بچاتا رہا
اور باوصف عشق صحبت سے اوسکے مجتنب رہا لیکن عباسہ خواہر
ہارون رشید کی فریفتگی اپنے شوہر جعفر وزیر پر بڑہتی گئی تا اینکہ براہ
حیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئے مورخین کا گمان ہے
کہ عباسہ نے جعفر کو شراب پلا کر جب خوب مخمور کیا اوس حالت نشہ میں
عباسہ کی تمنا برآئی کہ حاملہ بھی ہوئی جب یہ خبر ہارون رشید کو پہونچی
تو نہایت ہی غضبناک ہوا یہانتک کہ تمامی خاندان برامکہ کو اسی غصہ سے
ہلاک کیا ابن خلدون اس حکایت کے بعد کہتے ہیں ہیہات ہیہات بہت
ہی بعید ہے یہ امر منصب عباسہ سے اور اوسکی دینداری و عظمت
و جلالت سے وہ بیٹی ہے عبداللہ بن عباس کے چار پشتوں کا صرف
فرق ہے اور چاروں بزرگوار بھی اشراف دین عظمائے ملت سے ہیں
کیونکہ عباسہ بیٹی ہے خلیفہ محمد مہدی بن عبداللہ ابوجعفر منصور بن محمد سجاد
بن علی ابو الخلفا بن عبداللہ ترجمان قرآن بن عباس عم رسول اللہ صلعم
کی ایک خلیفہ کی بیٹی ہے دوسرے خلیفہ کی بہن ہی محفوف ہے ملک عزیز
اور خلافت نبوی ہے کے ساتھ صحابی رسول بلکہ عم رسول کی پوتی ہے
اوس خاندان سے ہے جسکے لوگ امام ملت ہیں اور مظہر انوار وحی کے
اور جبرئیل کے ہر طرف سے قریب [illegible] سے ساتھ عزت و جلالت و عظمت

دین کے دور ہین معایب وقبایح وفواحش سے اگر اس گھرانے مین
عفت وعصمت نہ پائی جائے گی تو پھر طہارت وپاکیزگی کا گمان کہان ہوگا
پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے جلیلۃ القدر وعظیمۃ المرتبہ کا عقد جعفر بن یحیے
برمکی سے ہو اور ایسے معظم خاندان عرب کی وصلت ایک مرد عجمی سے ہو
جسکے باپ دادا غلام رہے ہون اس خاندان کے کہ منتہاے شرف انکا
یہی ہے کہ وزیر تھا اس دولت کا اسی خاندان کی بدولت مدارج عالیہ
پر فایز ہوا اور کیونکر جایز ہے کہ ہارون رشید ایسا بادشاہ بلند ہمت
عالی رتبت والا دودمان اپنی بہن کی شادی اپنے خاندان کی آزاد کردہ سے
کرے کہ اہل عجم سے ہو پس اگر کوئی شخص منصف مزاج اس حکایت مین
غور کرے اور نظر تامل سے کام لے اور عباسہ کی جلالت وشان کو
خیال کرے کہ کیسے شاہنشاہ زمانے کی بیٹی تھی تو ضرور انکار کرے گا
اس عقد سے کہ ایسے شاہزادی کی شادی اس مرد عجم سے ہو پس بلا عذر
وتامل اس واقعہ کی تکذیب مین مبالغہ کرے گا کہان قدر عباسہ وہارون رشید
کہان دوسرے لوگ وجہ غضب ہارون رشید برامکہ پر نہین ہے مگر تسلط
انکا کہ ہارون رشید ذرہ ذرہ سی مال کے لئے محتاج ہوتا تھا اسی وجہ سے
ان لوگون کو ہلاک کیا (تمام ہوا کلام ابن خلدون) اب ناظرین با تمکین اگر
ذرا بھی غور کرین کہ چند فائدے حاصل ہوتے ہین پہلے یہ کہ ان خلفاے
بنی عباسیہ کو جو آبا و اجداد سے تھے اس مباہات کے جسکو اتفاق
[illegible] مگر جلیلہ جعفر برمکی سے وصلت حاصل کی اور مباہات [illegible]

اوس سے حمل رکھایا اون سبکو ابن خلدون مذکور علماء دین و اشراف
ملت خلیفہ و ابن خلیفہ مہبط ملئکہ و مظہر انوار وحی جانتے ہین کہ اگر وہان
عفت نہ پائی جائے گی تو پھر کہان حاصل ہوگی پس اس سے کمال
عظمت و جلالت ان خلفا کی اہلسنت کے نزدیک ثابت ہوئی نہایت
کہ علامہ سیوطی بعوض مودت ذوالقربے جو آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فے القربے سے ثابت ہے مودت بنی عباس کو واجب جانتے ہین شہادت
توحید و رسالت کے ساتھ اسکے شہادت بھی ادا کرتے ہین چنانچہ رسالہ
اساس فے مناقب بنی عباس ہین جسمین چالیس حدیثین فضایل بنے
عباس نقل کی ہین فرماتے ہین واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
شہادۃ محکمۃ الاساس اصلھا محبۃ النبی و فرعھا مودۃ بنی العباس دوسرے
یہ کہ جو امر باجماع مورخین اہلسنت ثابت ہے اوسکو علما ابن خلدون اپنی
[illegible] خواہی سے ان خلفا کی باطل کرتے ہین حالانکہ
کوئی رد و قدح رواۃ وغیرہ بھی ہین پیش کرتے اب مین منصفین حق نما
اور مدعیان اسلام و ایمان سے بکمال ادب عرض کرتا ہون کہ
خدا فرمائے کیا جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ
خیر المرسلین کی قدر و منزلت عزت و جلالت عباسہ کے برابر بھی نہ تھی
اور خلیفہ دوم کی عالی نسبی بمقابلہ اہلبیت نبی کیا جعفر برمکی سے بھی
کم تھی جو کبھی اس پر غور کرتے اور عباسہ جوش و خروش سے امر اجماعی
مورخین کی تکذیب مین ایسا ہی جوش اس بضعۃ رسول کے بارے مین دکھاتے

کما نقل فی عبقات الانوار

لا اس امر مختلف بین الفریقین کی تحقیق پر ایک اجمالی نظر ڈالی ورنہ اشتباہ روا
و اغلاط ناقلین کے چھان بین کرتے ہمارے کیسی محبت دنیا ان اہلسنت پر
غالب ہوگئی کہ جو خلیفہ ہوا اوسکی ہوا خواہی مین مبتلا ہوے خلفاے
ثلثہ کے بعد معاویہ و یزید و ہارون و مامون کے لیئے بھی ویسی ہی فدائی
بنی جو امر ان لوگون کے موجب طعن و عیب معلوم ہوے اونکی تاویل
کرنے لگے نہ بن پڑا تو انکار کر دیا بھلا ابن خلدون ہین جنہوں نے صرف اسی
ایک واقعہ کے انکار پر کفایت نہین کی دیگر وقائع مین بھی ان خلفاے
بنی عباس کے یونہین منکر ہوے مثل اسکے کہ ہارون و مامون کی شراب خوری
اور قاضی یحیی بن اکثم کی ندیمی سے انکار کیا حالانکہ اسکو بھی اجماعی کا تمام
ص ۳۱۶ جلد اول تاریخ ابن خلدون
مورخین سے جانتے ہین مگر کرتے ہین اور مامون رشید کے عاشقے
بوران بنت حسن بن سہل سے بھی انکار کیا چنانچہ بعد نقل اس قصہ کے
لکھا ہے کہ مامون نے رات کی گشت مین ایکجگہ زنبیل دیوار سے لٹکی ہوئی
دیکھی اوسپر بیٹھ گیا وہ زنبیل اوپر کھینچنے لگی وہان پہونچا ایک مکان آراستہ
پیراستہ دیکھا اور نہایت حسین و جمیل لڑکے نظر پڑے تمام شب شراب
پیتا رہا صبح کو جب اپنے دربار مین آیا تو اوسی کے عشق کے نشے مین
مخمور تھا یہانتک کہ اوس فریفتگی مین اوس لڑکی کے باپ کو راضی کرکے
اوس سے عقد کیا فرماتے ہین کہان یہ سب ہوا اور کہان مامون سا
خلیفہ عالم دیندار سیرت خلفاے راشدین کا پابند کہ اسکے باپ دادا
سے جو سلسلہ سب خلیفہ تھے ارکان مذہب کی تعلیم ہی ہمیشہ علماء سے

بحث و مذاکرہ علمی مین مشغول رہتا تھا اور احکام خدا کا مطیع تھا اوس سے
ان امور کو کیا مناسبت جو فساق و فجار کے افعال سے ہین وراوباش
وعشاق کے اطوار سے اور ان امور کو بوران دختر حسن بن سہل سے
کیا واسطہ ہو اوس خاندان شریف سے تھے کہ جہان بجز عفت و عصمت
کسی امر کا چرچہ کبھی نہ تھا اسیطرح بہت سی حکایتین ہین جنسے مورخین کی
کتابین مملو ہین چونکہ یہ لوگ خود ایسے لذات محرمہ اور فسق و فجور مین مبتلا
رہتے ہین لہذا ایسے ایسے حکایات و روایات بنا کر ایسے لوگون کیطرف
منسوب کردیتے ہین تاکہ وقت دار و گیر انہین قصونکو پیش کرین اور طعن و
لعن سے اپنی جان کو بچائین انتہے خلاصہ کلام ابن خلدون بس جائے حیرت
بلکہ محل حسرت ہے کہ ہارون و مامون کے یون پلہ کشی کیجاے اور اہلبیت
رسول ذریت بتول مخدرات سرادق عظمت و جلالت صاحبان آیہ تطہیر
کے بارہ مین برعکس اسکے وہ خارج از عقل و قیاس باتین نسبت کیجائین
جنکو کوئی عاقل دیندار قبول نہ کرے پس گروہ اہل اسلام تابعین خیر الانام
عموما حسب احکام اکابر اہلسنت مثل قاضی عیاض و ماوردی و نووے
شاہ عبد الحق و فاضل رشید و مولوے حیدر علی و ابن خلدون مجاز
تھے کہ محض بخیال شرافت و سیادت و عظمت و جلالت بضعہ رسول (ص)
مجتنب ہوں دناءت و رذالت خاندانی خلیفہ دوم و فظاظت و غلظت
حضرت ثانی امر نسبت مناکحت جو انکا کلثوم اور نقش خدا و رسول و
[illegible] ملتکا [illegible] مرسلین بلا خوف و ہراس کیجین نہایت تھا

بہت بعید ہے شان و عظمت و جلالت جناب امیر نفس رسول بشیر و نذیر
سے کہ اپنے پارہ جگر دختر نیک اختر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ نساء العالمین
کا عقد باین تفاوت سنّی خلیفہ دوم سے کریں جنکے ایمان کو حسب روایات
فریقین کفار سے ہمسری ہو اور بقول ابو حنیفہ ایمان ابلیس کو اونپر برتری
اور حضرت عباس و عمرو عاص و خالد بن ولید و مہاجر بن خالد و خولہ بنت
حکیم وغیرہ وغیرہ صحابہ و صحابیہ مقبولین اہلسنّت بلکہ ابوسفیان وغیرہ اونکی نسب
و حسب پر طاعن ہیں جو اشرف الناس ہے باین بزرگی و عظمت و جلالت صاف صاف
وہ گالیاں سنائیں کہ رذیل سے رذیل بھی وہ گالی نہ سنے بھلا ممکن ہے
کہ جنکو رسالتمآب اپنی دختر نیک اختر کے لائق نہ جانیں اور انکار کریں
اوس دختر کی دختر کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا جناب امیر کو عائشہ
بلکہ ام ابان کے برابر بھی قدرت نہ تھی جو ایسے قصد سے خلیفہ کو باز رکھتے
چہ جائیکہ جناب امیر سا امام الاجمعین نفس فخر المرسلین بآن علو ہمت اس
افحش طریقہ سے بلا عقد و نکاح اپنے پارہ جگر بضعہ خیر البشر کو اس شیخ سو
کے پاس بھیجدیں جس سے کشف ساق و تقبیل و ضم صدر وغیرہ امور ظاہر
ہوا اور دل بنی ہاشم کو جنپر غیرت و حمیت کا خاتمہ ہے کچھ جوش بھی نہ آئے
لا واللہ لا یکون ذلک ابدا جو شخص صاحب عقل و انصاف ان وقایع کا
میں غور و تامل سے کام لیگا اور کچھ بھی خیال خدا و رسول ہوگا تو اس واقعہ
سے بعید عقل انکار کرے گا اور بلا تامل تکذیب محدثین و مورخین میں کہ
[illegible] لیگا خصوصا اہلسنت سے جنکو اثبات ایمان ابو طالب جناب علی مرتضی

کی اسقدر ضرورت ہی بھلا کب مان سکتے ہین کہ خلیفہ دوم بخیال حق تلفی ابوبکر
اونکی بیٹی ام کلثوم کے عقد سے باز آئین اور بغرض حق تلفی رسول و ایذای
اہلبیت طاہرین و ابطال احکام سید المرسلین اس جبر شدید کے ساتھہ
عقد کرین اور موذی خدا و رسول بنین حاشا و کلا ہرگز عقلا و منصفین اہلسنت
اسکو نہین مان سکتے اور بدون ابطال و تردید ان روایات موضوعہ کے
اونکو چارہ نہین چنانچہ انشاء اللہ غلطی و موضوعیت ان روایات کے
بنا بر اصول اہلسنت ثابت کیجاتی ہے پس گو کہ محض یہی امور عقلیہ بدیہیہ سکے رد و
ابطال کے لیئے کافی تھے اور ہین لیکن چونکہ اہلحق مثل اہلسنت تخم عناد پرستان
بنی امیہ و بنی عباس ہٹ دہرم و نا انصاف نہین ہین بلکہ مدار اونکی تقریر و
تحریر کا احقاق حق و تحقیق امر واقع پر رہتا ہے لہذا مین ابھی اون احکام علما
منکرین وقائع صحیحہ کو تکذیب و انکار مین اس واقعہ موضوعہ و غلط کی جاری
نہین کرتا بلکہ خاص حکم فاضل رشید کو بھی جو در بارۂ تکذیب و ابطال احادیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ چار یار کہا کہ چونکہ یہ حدیث صحیح مستلزم
شناعت قطعیہ چار یار ہے لہذا باتفاق فریقین رد و ابطال یا تاویل اوسکا
واجب ہے ہم جاری نہین کرتا بلکہ صرف یہی کہتا ہون کہ عقل و نقل کو ملا کر
امانت و دیانت کے ساتھہ تاریخی واقعات سے جانچ کر اس نکاح کے
عدم وقوع یا وقوع کا یقین کرو اگر اسکے ساتھہ اون فسادات اور
قباحتونکا بھی لحاظ ہو جو مذکور ہوئے تو سبحان اللہ نور علی نور ورنہ
بار ہین کسی شیعہ کا قول ہو جنکو اہلبیت رسول سے خاص تعلق ہے

نہ اونکی روایتین دیکھو بلکہ صرف اپنے ہی علماے اہلسنت کے (جو صحابہ بلکہ خلیفہ دوم کے فدائے خاص اور جان نثارین اور اہلبیت طاہرین کے دشمن یا غیر طرفدار) اقوال سے تطبیق دے لو اور جمع و توفیق کر لو انشاء اللہ بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ یہہ نکاح واقع ہوا نہ اس قصہ کی اصلیت ہے راویون نے یا بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین اگر دو تین ہمناموں کے قصے دوسرے طرف جوڑ دئے یا بے ایمان جھوٹے راویون نے جان بوجھکر اس غلط قصہ کو گڑھا اور جھوٹی تہمت لگا کر اپنے موضوعات کو مشہور کر دیا اور اونکے بعد والی علما نے بلا غور و تامل بلا تحقیق و تفحص اوسکے نقل کی یا وہ بھی اوسی وضع و افترا اور جعل و تہمت مین اونکے شریک غالب ہوے لہذا اسکی تحقیقات واقعی بر بنیاد دو اصول دو مقالونمین کیجاتی ہی

مقالہ اولے بر بنیاد اصول اشتباہ رواۃ ہر صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم اگر ذرا غور و تامل سے کام لے اور عنان انصاف ہاتھ سے نہ دے تو بالیقین معلوم کریگا کہ اگر رواۃ اس قصہ کے بفرض تسلیم بالعدم مرتکب کذب صریح و افترائے فضیح نہین ہوے تو نقل واقعہ مین مبتلاے اوہام و خطا ضرور ہوے اور کسی وجہ سے خصوصًا بجہت اشتراک نام مشتبہ ہو کر اونہون نے مختلف اشخاص کے واقعات کو شخص واحد کیطرف منسوب کر دیا لہذا پہلے مین نتیجہ تحقیقات یعنی اصل کیفیت واقعہ لکھتا ہون پھر اوسکی دلیلین بعد اوسکے وجہ اشتباہ و اغلاط اور دلائل اور نظائر اوسکے

امر اول یعنے حقیقت نکاح ہیں واضح رہے نفقت پیرای اہل خیرت

کہ جہانتک کتب سیر وتواریخ واحادیث اہلسنت پر اسماوہ مین نظر ڈالیجاے
اور تحقیقات واقعی کیجاے وہانتک یہہ امر یقینًا ثابت ہوتا ہے کہ کسیطرح
نہ یہہ عقد واقع ہوا نہ کوہی تذکرہ اسکا آیا بلکہ اصلیت اسکی اسقدر معلوم ہوتی ہے
کہ چونکہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے جو بعد ابوبکر پیدا ہوے تھے
اپنے ایام خلافت مین عقد کرنا چاہا اور عایشہ کو اسکا پیغام دیا ام کلثوم
مذکورہ نے انکار کلی کیا اور خلیفہ دوم کی شدت وخشونت وغلاظت وفظاظت
کے سبب سے بالکل ناپسند کیا تو بی بی عایشہ نے مضطر ہوکر عمرو عاص
حیلہ ور کو بیچ مین ڈالا اوسنے اس عقد کے ہونے سے لزوم حق تلفی ابوبکر
کا خیال دلاکر عمر کو رد کا پس یہہ ایک مادہ اصرار وانکار کا ادہونکو ہاتھ لگا جسکو
کل روایات عقد مین بیان کرتے ہین اور انکار ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ
بھی اصل انکار واصرار کا موید ہوا دوسرا امر باعث تیقن بوقوع عقد یہ ہوا
کہ چونکہ خلیفہ دوم کی ایک زوجہ جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی جس سے
زید بن عمر متولد ہوا اور مادر وپسر نے بوقت واحد ایام معویہ مین وفات پائی
اوس زوجہ کا نام ام کلثوم تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط سے عقد کیا کہ وہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم ہوئین پس یہہ دو مادہ
اونکے تیقن بوقوع عقد بعد انکار کے ہوا ایک ام کلثوم کا انکار کرنا اور دوم ام کلثوم
کا زوجہ عمر ہونا جاہلیت اور اسلام مین اب یہ اتفاقات اخبار نے خواہ
اشتباہ خواہ بالقصد انہین دونو واقعہ کو خلط اختراع قرار دیکر یہہ خبر اختراع کیا
کہ ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے خلیفہ دوم نے عقد کیا جناب امیر نے

انکار کیا ادہر سے اصرار ہوا آخر عقد واقع ہوا اور اوسنے زید پیدا ہوئے اور ماں بیٹے نے ساتھہ بوقت واحد بعہد معاویہ وفات کیا اور جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑہی پس دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف روایات کو نام کے اشتراک کے سبب سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کیطرف خواہ بالعمد خواہ بالاشتباہ منسوب کیا اور انحضرت کو سرمایہ افتخار ہاتھہ آیا کہ عمر بن الخطاب کا عقد دختر جناب امیرؑ سے ہوا یہ اصل واقعہ ہے کہ عتر بود کا قصہ نقل کالاصل بنا امر دوم یعنی دلایل ان دعودنکی پس دعوے اول یہہ ہے کہ ایک ام کلثوم دختر ابو بکر تھی اثبات اسکا اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم مین اصابہ نے معرفۃ الصحابہ اور اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی اور تاریخ الخلفاء سیوطی اور صحیح مسلم اور موطا امام مالک اور کنز العمال اور کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری وغیرہ سے کیا گیا ہے یہان صرف عبارت شیخ عبد الحق دہلوی کے ترجمہ پر اکتفا ہوتا ہے کہ ابو بکر کے دخترون کے ذکر مین فرماتے ہین لیکن بیٹیان پس عائشہ خواہر عبد الرحمن اسماء بنت ابو بکر خواہر عبد اللہ بن ابی بکر جو سب سے بڑی تھی اور ام کلثوم سب سے چھوٹی تھی اور ماں اوسکی نصرانیہ تھی اپس ام کلثوم دختر ابو بکر کا وجود ثابت ہوا باقی رہا دعوی دوم یعنی قصہ عقد ام کلثوم دختر ابو بکر اور انکار اوسکا پس ثبوت اسکا اصل کتاب مین کئی طرح سے کیا گیا ہے یہان وہی عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری کافی ہے جو سابقا مذکور ہوئی کہ عمر نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے

امر دوم یعنی دلایل ان دعوون کی

اصابہ صفحہ ۲۳۲

تاریخ الخلفا صفحہ ۴۲

اسماء الرجال مشکوۃ صفحہ ۳۳ در ذکر صدیق

عقد کرنے کا قصد کیا اور عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم نے انکار کیا اور کہا یہ
مرد شدید خشن العیش ہے کہ دروازہ خیر اپنے ازواج پر بند کرتا ہی تیوری
چڑہائے گھر مین آتا ہے اور ناک بہون چڑہائے باہر جاتا ہے مین ایسے
شخص سے نکاح کرنا نہین چاہتی تا آخر روایت جو سابقاً مذکور ہوئی
اور رجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے کہ ابو بکر نے عایشہ سے وصیت کی
کہ مجھے القا ہوا ہے کہ میری زوجہ حبیبہ بنت خارجہ سے لڑکی پیدا ہوگی اوسکے
بارے مین نیک وصیت کرتا ہون پس بعد موت ابو بکر لڑکی پیدا ہوئی عایشہ نے
اوسکا ام کلثوم نام رکھا عمر نے اوسکا خطبہ کیا تو ام کلثوم نے انکار کیا
اور عایشہ سے کہا کہ تم مجھے عمر سے بیاہتی ہو حالانکہ اوسکی شدت و خشونت
عیش سے بخوبی واقف ہو واللہ اگر بطور نکاح اوس سے کیا تو مین قبر
رسول پر جاؤنگی اور اسکی فریاد کرونگی ہم ایسے شخص سے عقد کرینگے
جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون پس عایشہ نے عمرو عاص کو بلایا
اور یہ قصہ سنایا عمرو عاص نے کہا ہم تمہاری کفایت کرینگے پس عمرو عاص نے
بمکر و حیلہ عمر کو اس عقد سے روکا تھا پس ام کلثوم دختر ابو بکر سے عمر کا
مقصد عقد کرنا اور اوسکا انکار بلکہ قبر رسول مختار سے فریاد کرنے کا عزم بفرض
وقوع عقد اور عایشہ کا اضطرار بخوبی ثابت ہو لیکن دعوی عمر کا ثبوت
کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تھا پس ثبوت اسکا بھی چند دلایل
کتاب کامل و اصابہ تاریخ طبری تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و اسماء الرجال مشکوٰۃ
شیخ عبد الحق دہلوی و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ وغیرہ سے اصل کیا

رجال مشکوٰۃ

مندرج ہے یہان اصابہ اور کامل سے اثبات کیاجاتا ہے اصابہ مین ہے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر بن الخطاب والدہ عبید اللہ

٥٢

بن عمر ذکر اوسکا ہمارے مین بہی آیا ہی بلا ذکر نام اور کتاب کامل مین ہے عبید اللہ بن عمر اور زید اصغر کی مان ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہی کہ اسلام نے دونون جدا ہوئے انتہی اسی عبارت سے دعویٰ چہارم یعنے زید بن عمر کا شکم ام کلثوم مذکور سے ہونا بہی ثابت ہوا ہان یہان یہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم تو بسبب اسلام خلیفہ سے علیحدہ ہو گئین پہر وہ یقین کہان جو محل اشتباہ رواۃ مین پیش کر سکین اور اسکے قایل ہون کہ خطبہ و انکار ام کلثوم دختر ابوبکر و زوجیت ام کلثوم سابقہ نے رواۃ کو مشتبہ کیا مگر یہ شبہہ محض واہی ہے کیونکہ جب اشتباہ ہی ہے تو پہر یقین کی کیا ضرورت ہی اشتباہ تو بلا وجہ بہی ہو جاتا ہے چہ جائیکہ یہان تو وجوہ بہی قائم ہے گو بفرض و تسلیم اوسکو زمانہ ممتد گذرا ہو علاوہ اسکے زوجیت ام کلثوم کی خود اسلام کی حالت مین ثابت کرتا ہون کیونکہ اس ام کلثوم کے پسر زید کو زید اصغر کہتے ہین اور حضرت ام کلثوم کے فرضی پسر کو زید اکبر بیشک ضرور ہے کہ زید اصغر چہوٹے ہون زید اکبر فرضی سے اور وہ بدون بقائے ام کلثوم بنت جرول با زوجیت خلیفہ دوم بعد ولادت زید اکبر فرضی کے بعد تک جو متصل بوقت وفات خلیفہ دوم ناممکن ہے اور نیز عبید اللہ بن عمر کو بہی بطن ام کلثوم خزاعیہ مذکور سے ہونے مین لیس اگر ایام شدنہ مین مفارقت ہوئے ہوتی تو ولادت معرفی زید بن عمر و عبید اللہ بن عمر کے مقدم ہوئے اس مفارقت پر لیس ؟

ستمار افراد صحابہ مین ضرور ہوتا حالانکہ کوی اونکو اصحاب مین سے نہین کہتا
بلکہ تابعی کہتے ہین چنانچہ شاہ عبدالحق نے صرف عبداللہ بن عمر کو صحابہ
مین شمار کیا ہے اور عبدالرحمن اکبر برادر حقیقی عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ عہد
رسول مین پیدا ہوا مگر کوی حدیث یاد کرنیکی نوبت نہ آئی پس بخوبی
ثابت ہوا کہ ایام ہدنہ یعنے زمانہ صلح حدیبیہ مین خلیفہ دوم سے اور اونکی زوجہ
ام کلثوم سے مفارقت نہین ہوئی پس یہہ بیانات انکے غلط ٹھہرے علاوہ
اسکے اس بنیاد پر کہ ایام ہدنہ مین مفارقت ہوی ہو وہ فضائل خلیفہ دوم
کہ بدولت انکے اسلام کے اسلام کو قوت ہوئی عبادت خدا علانیہ ہونے لگی
ہوا ہوتے ہین کیونکہ جب انکے اسلام خشونت الیتام نے اتنی بھی تاثیر کی
کہ اپنی بی بی کو مسلمان بناتے تو دوسروں مین کیا تاثیر ہوگی یہ صفت خلیفہ
اول ہی کے لئے مبارک رہنے دین کہ تا بہ فتح مکہ نہ اونکے باپ مسلمان ہوے
نہ بی بی نے اسلام قبول کیا نہ بیٹے نے بلکہ عبدالرحمن بن ابوبکر تو بروز فتح
مکہ لڑنے آئے تھے جب اونکے پدر شفیق شیخ عتیق ابوبکر صدیق کو جوش آیا
انکی یعنی خلیفہ اول کی زوجہ کو البتہ ایام ہدنہ مین طلاق ہوا کیونکہ وہ کافرہ
ایسی جابرہ تھی کہ کسیطرح اسلام قبول نہ کیا آخر جدا ہی ہوئی خلیفہ دوم کو
کہان اتنی تاب تھی کہ اپنی بی بی کو کافرہ رہنے دین بہن بہنوی کے مسلمان
ہونے پر تو یہ جوش آیا کہ گھر مین گھسکر خوب زد و کوب کی جب سب لہولہان
ہوے تب چھوڑا پس کب ممکن ہے کہ ایسا شخص جابر شدید اپنی زوجہ کو
حالت کفر مین رہنے دے اور کوئی مانع تھا تو خلل اسکے یقین مین ہی معلوم ہوا

کردہ بیان انکار محض غلطی ہی علاوہ بران خود ازالۃ الخفا مین بہت سی امور ایام خلافت کی
ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم کیطرف منسوب ہین چند روایتون مین اسکا ذکر ہی جس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم
زوجہ سابقہ زوجیت مین ہی پس قول ان علما کا بمفارقت ام کلثوم سابقہ غلط ٹھہرا اب تحقیق حضرت خدا
دیکھنا چاہئے کہ اگرچہ یہہ وجوہ دفع شبہ کے لیے کافی ووافی تہی مگر چونکہ ان
علمای اعلام کے اقوال مین مذکور تہا کہ جب آیہ لا تمسکوا بعصم الکوافر نازل ہوا تو خلیفہ ثانی
ام کلثوم مذکورہ کو طلاق دیا جیسا کہ اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے تو
اسکی تحقیقات کے لیئے تفاسیر اہلسنت پر نظر ڈالی خصوصاً تفسیر کبیر
امام فخر الدین رازی پر توجہ ہوئی مگر کہین سے اس قول کی تصدیق نہ
ہوئی کسینے یہہ نہ لکہا کہ اس آیہ کے نزول کے وقت خلیفہ دوم نے اپنی
زوجہ سابقہ ام کلثوم کو یا دیگر ازواج کو طلاق دیا ہو بلکہ برعکس اسکے
یہہ فائدہ جدیدہ حاصل ہوا کہ بعد نزول اس آیہ کے خلیفہ دوم نے
دوسرے ام کلثوم سے بمقام حدیبیہ جہان انکو ثبوت جناب رسالتماب صلے اللہ
علیہ والہ مین شک ہوا تہا عقد کیا پس اب دو ام کلثوم جاہلیت و اسلام کی
ملاکر انکی زوجیت مین در آئین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید
جو ایام جاہلیت سے عقد مین تہے دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
جس سے بعد نزول آیہ مذکورہ عقد کیا چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے بذیل
تفسیر آیہ لا تمسکوا زہری سے روایت ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
اوٹہتی جوانی مین اپنے شوہر عمرو عاص سے بہاگ کر خدمت رسول خدا
مین حاضر ہوئے اور اوسکے ساتہہ دونو بہائی اوسکے عمارہ اور ولید

دوسری ام کلثوم خلیفہ دوم کی زوجہ

بھی بھاگ کر آئے پس کفار قریش سے اعزا اور اقربا ام کلثوم کے آنحضرتؐ
پاس آئے اور کہا کہ حسب شرائط صلحنامہ ان لوگون کو واپس کیجئے آنحضرت
نے عمارہ اور ولید برادران ام کلثوم کو حوالہ کر دیا جب ام کلثوم کی استرداد
کا دعوے کیا تو فرمایا وہ شرطین دربارہ مردون کے تہین نہ دربارہ عورتون کے
اور بروایت ضحاک آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شرط یہہ تھی کہ اگر کوئی عورت بحالت کفر
آئے تب واپس کرین اور اگر مسلمان ہوکر آئے اور شوہردار ہو تو جو کچھ اوسکو
شوہر کا خرچ ہوا ہو پہیر دین پس بنابراسی قاعدہ کے آنحضرت نے
ام کلثوم سے بحلف پوچھا جو اوسنے بیان کیا حضرت نے دے دیا بعد اسکے
عمر نے اوس ام کلثوم سے عقد کر لیا انتہے پس اس روایت سے بعوض وقوع
طلاق ام کلثوم زوجہ ایام جاہلیت وقوع عقد خلیفہ دوم ام کلثوم بنت عقبہ
بن ابی معیط کے ساتھ ثابت ہوا والحمد للہ مین سمجھتا ہون کہ شاید رواۃ اہلسنت کو
یہان بھی اشتباہ ہوا کہ فراق ام کلثوم کو زوجیت عمرو عاص سے خلیفہ دوم کیطرف
تقارب اسم بطور طلاق منسوب کر دیا اور روایت کرنے لگے کہ خلیفہ دوم نے
ام کلثوم کو طلاق دی یا بغرض مساوات خلیفہ اول ایسی نسبت کے
مرتکب ہوئے ہون کیونکہ بوقت ہجرت زوجہ ابوبکر و ابوبکر سے مفارقت واقع
ہوئی ہے بہر کیف میرا دعوے بخوبی ثابت ہوا کہ ام کلثوم خلیفہ دوم کی ایک
وہ زوجہ ہے جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی دوسری ام کلثوم
جو اسلام میں بوقت صلح حدیبیہ سے انکی خدمت مین آئی اور تیسری ام کلثوم
تیسری زوجہ [illegible] انام بھی ام کلثوم مرقوم ہے جسکے بطن سے عاصم بن عمر ہوئی

[illegible] ۲۸۱ [illegible]

ام کلثوم کہتی ہین و ہذہ عبارتہ و عاصم امہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت
حمی الدین یعنی عاصم بن عمر کی مان ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے
پس یک نشد دو شد بلکہ سہ شد کی بخوبی تصدیق ہوئی باقی رہا دعوے پنجم یعنے
اسی ام کلثوم اور زید ان بیٹے نے وقت واحد مین بعہد معاویہ وفات
کیا پس ثبوت اسکا خود اسے سی ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم دختر جناب امیر
اپنی بھائی جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کے ساتھ معرکہ کربلا مین شریک
رہین اور سارے ظلم و جور و ستم و مصائب و آلام مین اپنے بھائی امام حسین
کے غمخوار رہین اور بعد شہادت سید الشہدا ایک مدت تک اسیری مین آلام
سہاکین پس اگر حضرت ام کلثوم نے عہد معاویہ مین وفات پائی ہوتی جیسا
کہ رواۃ اہلسنت کا بیان ہے تو معرکہ کربلا مین جو اسکی مدت بعد ہوا کیونکر
شریک ہوتین اور کاہیکو یہ مصائب و آلام جھیلنے پڑتے پس معلوم ہوا
کہ وفات کرنیوالی اپنے بیٹے زید کے ساتھ بعہد معاویہ دوسری ام کلثوم
ہے یعنے زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور شریک معرکہ کربلا دوسرے ام کلثوم
ہین یعنے دختر جناب امیر خواہر جناب امام حسین دونون مین کوئی واسطہ
نہین صرف نام کے اشتراک نے رواۃ کو شتباہ مین ڈالا اور بوجہ شہرت اس نام
کے دو اور عورتون کے مختلف قصے ادہر منسوب ہو اور درصورتیکہ
خود صحیح بخاری مین نکاح کا قصہ اور مدینہ کا ملا جلا کر بیان ہوا ہے تو اگر روایات
غیر صحیحہ مین باوجود اسباب اشتباہ کہ قوے اور نکی اشتراک نام سے اشتباہ
ہو کیونکر تعجب ہوسکتا ہے امر سوم یعنے اسباب اشتباہ و وجہ تحقیق بالتفصیل

Presented by www.ziaraat.com

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربہ سے ہر شخص پر مثل بدیہیات
کے ظاہر ہے کہ جو امور ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتے ہین اور دس نہین
بلکہ سو ہزار اوسکے دیکھنے والے ہوتے ہین دیکھی ہوی بات مین دوسرے وقت
کیا دھوکے واقع ہوتے ہین حتی کہ اون مشاہدات مین جسکی زیارت و حفاظت
آثار مین لوگ کوشان رہتے ہین ایسے دھوکے پڑتے ہین کہ اصل امر کا
دریافت محال ہوجاتا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی دربارہ عدم تعیین قبر مطہر
جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ خیر المرسلین کہتے ہین اگر مرادش انیست کہ از
عبارت کتاب مسطور دریافت میشود کہ مقام قبر او معین نیست پس مسلم آنست
بسیارے از قبور بزرگان در صدر اول معلوم بود و بعد ازان بجہت بعد زمان
و تقادم عہد اختلاف روایات بیش از بیش پیدا شد و تحقیق آن کما ینبغی بہ لحاظ
استحالہ رد کافی از ازالۃ الغین پس جب ایسی قبر مبارک جو زیارت گاہ عام
مسلمین تھی باوصف سعی ضابطین آثار و حافظین اسرار و اخبار یون محو ہوے
کہ تحقیق اوسکی ہر پہلو سے محال قرار پائی تو واے بر حال اخبار سامعہ کہ
مدار اوسکا نقل و حکایت پر اونہین مشاہدات کی ہے جو یون محو و سہو ہو جاتی ہین
بہرکیف جب اون مشاہدات کی نقل ہونے لگی تو خود دیکھنے والے اوس
ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہین اور سننے والے لوگ اون
اخبار سامعہ کو کتنے مختلف طور سے سنتے ہین اور اسیطرح جب نقل اوسکی
منتشر ہوی اور وہ خبر دور دور تک منتشر ہوی تو بلا قصد وضع و افترا اوسکی
پھر کیسی جب خاص و مذاق و ضرورت کے کتنے رنگ بدل جاتے ہین اصلی

اسباب اشتباہ

ص ۵۹۱

واقعہ تو غایب ہو جاتا ہے اور سیکڑون ہزارون اضافے و سپر ہو جاتے ہین
پس جسپنی آنکھونکی دیکھی بھالی باتونمین یہ شگوفے پیدا ہوتے ہین اور تنکا پہاڑ
بن جاتا ہے تو جن خبرون کو تیرہ سو برس گذر گئے اونکی کیا حالت ہوگی
جنکا لکھنا پڑھنا ہوا بھی تو دو سو برس کے بعد کہ اونہین سنی سنائی باتونکو
لوگون نے لکھا اور سننا بھی اونکی زبانی جو ایکطرف کے بیحد طرفدار
دوسری طرف کے پورے دشمن تھے اور جسطرف کے طرفدار تھے وہ سب
امرا اور سلاطین تھے آل رسول کے جانی دشمن جو صرف اس غرض سے
کہ اہلبیت رسول کی توہین اور ان امرا کے اور اونکے بزرگون کی مدح وثنا
مین احادیث وضعی بنائی جائین ہزارون کرورون روپیہ انعام مین صرف
کرتے تھے اور بنانے والے بھی ایسے تھے کہ خوشامد مین کبوتر بازی قمار بازی
وغیرہ کے لیئے خود رسول پر تہمت لگا دیتے تھے پس ان سب حالات مین علاوہ روایات
کا موضوع ہو جانا اور غلط خبرونکا مشتہر ہونا مرویات اور بدیہیات سے ہے
اور جب بدون ان امور کے بلکہ بلا اسباب اشتباہ روایات مشتبہ اور غلط خبرین ہیں
اہلسنت مین مملو ہین تو یہان باوجود اسباب اشتباہ بلکہ قراین موضوع وجعلی
ہونیکے کیونکر تیقن باشتباہ وجعل ہو پس ایک سبب قوی اشتباہ
اشتراک نام واحد سے ہے تین چار شخصون مین ایک ام کلثوم دختر ابوبکر دوسرے
ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر تیسرے ام کلثوم زوجہ سہلا میہ عمر جو تھے علیا کرمہ
جناب ام کلثوم دختر جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین و با تین ام کلثوم کا
حال چوتھے ام کلثوم کیطرف منسوب ہو جانا نہایت درجہ آسان و سہل ہے

بلکہ تفریق کرنا اور علحدہ کرنا خود نہایت مشکل کام ہے جب بخاری سا عالم امام فن حدیث ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوا کہ مکہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ مین ملا کر اپنی صحیح مین داخل کر دیا اور تفریق نہ کر سکا تو دوسرونکا کیا ذکر ہے اور جب خود امام اعظم ابو حنیفہ کے بارہ مین بہت سی علماے اہلسنت کو ایسی حادثہ پیش آیا تو عورتون کے بارہ مین اشتباہ ہونا کیونکر تعجب انگیز ہو سکتا ہے جنکی شان سے مستوریت ہو اور تحقیق کی کوئی ایسی ضرورت نہین دوسرا سبب اشتباہ یہہ ہے کہ چونکہ حضرت ام کلثوم و زینب دختران جناب امیر و نواسیان حضرت رسولؐ کے بسبب عظمت و جلالت و انتہاے شرافت و کرامت نہایت درجہ مشہور تھین کہ قریب قریب ہر شخص انسے واقف تھا اور بخوبی انکو جانتا تھا تو اب ممکن ہے کہ جو واقعہ بہ نسبت نام ام کلثوم کے سنا گیا وہ بلا تحقیق و تفحص ان حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب ہو گیا کیونکہ قاعدہ ہے واقعات و حالات انہین لوگون کے زیادہ تر ذکر ہوتے ہین جو کسیطرح کی شہرت رکھتے ہون ورنہ گمنامون کو کوئی اتنا پوچھتا بھی نہین نہ انکے حالات سے واقف ہوتا ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ ابن حجر عسقلانی نے روایت شرابخاری ابو بکر بن ابی سی شہرت کو پیش کیا ہے تیسرا سبب اشتباہ انکار ام کلثوم دختر ابو بکر ہے عقد عمر سے کیونکہ اولاً ام کلثوم کے نام ہی سننے سے ذہن کا انتقال فوراً ہی طرف حضرت ام کلثوم کے ہوگا اسلیے کہ بہت سے لوگ تو یہہ بھی نہ جانتے ہونگے کہ دوسری کوئی اس نام کا ہے سیکے خود علماے اہلسنت سے بہت لوگون کو

ابتک نہین معلوم ہے اور بالخصوص ابوبکر کی دختر ام کلثوم سے تو اور بھی
ناواقف تہی کیونکہ مشہور بیٹیان اونکی اول درجہ تو بی بی عایشہ ہتین بعد اونکے
اسما حالانکہ اسما انمین سب سے بڑی ہتین مگر جسقدر لوگ بی بی عایشہ سے
واقف ہین اسما سے ہرگز اوتنا کوی آشنا نہین پھر ام کلثوم دختر ابوبکر سے
واقفیت کیونکر ہوتی اور خود اسکی پیدایش بہی تو بعد وفات ابوبکر ہے
پس محض گمنامی ہی کی حالت مین رہے تو اب جسنے خطبہ ام کلثوم کو
سنا تہا در فوری طرف حضرت ام کلثوم ع کے ہوا ثانیا جب اوسنے ساتہ
ام کلثوم کے انکار کو سنا تو اب یقین کلی ہو گیا کہ یہ وہی ام کلثوم دختر جناب
امیر المومنین ہین نہ دختر ابوبکر سے اور انکار عقد عمر سے کیا مناسبت پس
بلا تحقیق و تفحص وہ نہین پاک سیدہ کیطرف سارا واقعہ منسوب ہوا جو نواسی
رسول ہتین کہ بوجہ عظمت و جلالت اونسے سب واقف تھے اور جعل نکاح
ام کلثوم کو طرف جناب امیر ع کے منسوب کیا اگرچہ بعض لوگ تفرقہ کے
لیے نسبت بھی ذکر کرتے ہین مگر نہ سبکا یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نہ ہر جگہ ہو سکتا ہے
اور نہ سننے والونکو خاصکر اسکا خیال رہتا ہے چہ جائیکہ بالعمد دیدہ و دانستہ
ایسی ترکیب کیجائے کہ لوگ مشتبہ ہو جائین چنانچہ بیشتر راوی اس
قصہ کے ایسی ہی تہی کہ علاوہ کذب و افترا کے بالعمد مرتکب تدلیس و تلبیس
ہوں کر روایت ہوا در کی نسبت کون دوسرے کیطرف جسکو علمائے
محدثین کذب سے بہتر بلکہ اوس سے بدتر مانتے ہین پس جب اشتباہ ہوا
کیونکہ اوس زمانے کے لوگ با جود اسکے بعد ہوسے بہر بیا ساز دیتا خود

خلیفہ دوم سے بہ نسبت جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرین بخوبی واقف تھے
خواہ زبانی اقرار کرین یا نا و رانکی شرافت نسبی سے بہی بخوبی اگاہ تھے
جیسے اکثر صحابہ موتہہ آتے تھے پس جب سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی
اور اودہر سے انکار ہوا تو بوجہ شہرت سیکو اسیطرف تبادر ہوا کہ ام کلثوم بنت
جناب سیدہؑ سے خواستگاری کی ہوگی اور جب وہ روایتین سنین جنمین
تخاطب خلیفہ دوم سے اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم سے کہ اکثر مقام پر بلا ذکر
بنت وغیرہ نام ام کلثوم لیکے پکارا اور حکم کیا یا بلایا وغیرہ وغیرہ جو اکثر روایات
متعلق ایام خلافت مین مندرج ہے تو گمان غالب قریب یقین حاصل ہوا کہ
عیاذاً باللہ انہین حضرت ام کلثومؑ سے انکا عقد ہوا اور یہہ حالات دیکہتی ہین
اور جب یہہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر و زید بن عمر ماں بیٹی نے بوقت واحد
وفات کیا اور جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑہی تو یقین کلی ہوگیا کہ
یہہ وہی جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ ہین پس بلا تحقیق و تفحص اسکے کہ
منظور بہ عمر کونسی ام کلثوم ہے اور زوجہ خلیفہ دوم جس سے اکثر روایتون مین
خطاب کرنا اور حکم کرنا اور تکرار ہونا منقول ہے کونسی ام کلثوم اور اپنے
بیٹے زید کے ساتھ مرنے والی کونسی ام کلثوم ہے قبول کرلیا کہ بربنائے تعدی
ظلم و ستم کے عقد واقع ہوا اور یہہ امور متذکرہ بالا انہین حضرت ام کلثومؑ سے
متعلق ہین اور اس خیال سے کہ کم نسب والا خواہی نخواہی استحصال شرافت
مین ازحد ساعی ہوتا ہے پوری تائید کی بلکہ یقین دلادیا ازینجا ست
روایت سے بہی خود اس ضمیمہ کو مقصود خلیفہ اس سے استحصال شرافت تہا

۹۲

درج روایت کیا پانچواں سبب اشتباہ و اضطراب عائشہ سے ہے کہ
عمرو عاص حیلہ جو سے [illegible] جس سے بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ انکو ایسا
انتشار و تردد ہوا کہ آخر میں بوجہ عمرو عاص کی کید و مکر سے کام لیا گیا
پس ضرور ہے کہ قبل اس [illegible] کے اور لوگوں سے صلاح و مشورہ کر
لیا ہو کیونکہ وقت مصیبت کے کام [illegible] مجبوری ہوتا ہے اور اوس
عہد کے واقعات سے [illegible] ہے کہ ہر مشکل وقت مصیبت جب فراہم
ہوتا تھا تو جناب امیر کی طرف رجوع کرتا تھا کہ خلفا کا کام بھی بغیر امداد
علوی نہیں چلتا تھا پس اوسی بنیاد پر ممکن ہے کہ حضرت نے عائشہ کے
اسباب میں امداد کی ہو اور حسب خواہش اونکے خلیفہ کی فہمائش فرمائی ہو مراد تھے
یعنی صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر کو ظاہر کیا ہو چونکہ خلیفہ اپنے عادات
سے بخوبی واقف تھے اور صحابہ بھی گاہی گاہی مزاح وغیرہ میں موقعہ
آجایا کرتے تھے وہی خیال خلیفہ کو اس عذر پر پیدا ہوا ہو کیونکہ عیبی
سب سے پہلے [illegible] کا خیال گذرتا ہے کہ شاید اس علت کے
قابل ہی نہیں جانتے اور بالخصوص جناب امیر کی دخل اندازی نے
ان خیالات کو خوب ابھارا ہو چنانچہ اوس عبارت کامل سے بھی فرو ہوگی
خلیفہ وقت فہمائش عمرو عاص ہویدا ہے کہ جب عمرو عاص نے کہا ہم
ایسی خبر سنتے ہیں کہ معاذ اللہ تم ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کیا چاہتے ہو
اوس پر خلیفہ نے کہا پھر مضائقہ کیا ہے ہم میں عیب ہے یا اوس میں کہا نہ
کیونکہ اوس کلام سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو لقب لگا

[illegible]

اوسپر خلیفہ نے حضرت سے کہا ہوا چہا بہیجد و دیکہین کم سن ہے (جیسا تم بیان کرتے ہو
یا نہ حضرت نے عایشہ کو سمجہا بوجہا کر بہجوا دیا ہو تا وا قفون نے یہ سمجہا کہ خود
حضرت نے عیاذاً باللہ اپنی دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بہیجا اور سارا واقعہ
ادہر ہی منسوب کر دیا اور سامعین کو بہی یقین ہو گیا ہو چنانچہ مولوی حیدر علی
دربارہ اسکے کہ خلیفہ اول کو آنحضرت صلعم نے لشکر اسامہ کے ساتہ لڑائی پر
جانیکا حکم دیا تہا فرماتے ہین بسیارے از متکلمین و محدثین از مامور بودن
صدیق انکار کردہ اند و تمامی اینہا با وجود صرف تمامی ہمت در رد ومنع جیش
روایتی سبے سر دیا در ین باب نیاوردہ و اہل حدیث انیمقولہ بر زبان آوردہ اند
کہ صدیق بجیش اسامہ نامزد نبود واگر کسے گفتہ محتمل ست کہ از التباس ملبسین بہ
خوردہ بجہت نیت شان سے نبردہ شاید کہ چون ابوبکر برائے اہتمام تجہیز لشکر
یا برائے ترخیص اسامہ ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و در دین
و غمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم زیر امیر است واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال انتہےٰ پس جب رواۃ اہلسنت ایسے نافہم تہے کہ اسمین تمیز
نہ کر سکے کون شخص حقیقۃً روانگی لشکر کے ساتہ محکوم ہے اور کون شخص
صرف بغرض ترخیص آیا ہے جس سے رواۃ و علمائے اہلسنت نے فریب کہایا
پس ایسی رواۃ سے اس بارہ مین کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ اس قصہ کو کہ جناب
امیر نے عایشہ بی بی کو سمجہا بوجہا کر ام کلثوم بنت ابوبکر کو عمر کے پاس
بہیجا خود حضرت ہی کیطرف منسوب کر دیا اور کہا کہ خود حضرت نے عیاذاً باللہ
اپنے دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بہیجا اور شاید اس احتمال کی کہ جناب امیر نے

جب انتشار عایشہ دیکھا ہو تو عمر کو سمجھایا بوجھایا ام کلثوم دختر ابوبکر کو ادنکے
پاس بھجوایا ہو اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابوبکر کی زوجہ اسماؓ بنت عمیس بعد وفات
خلیفہ اول جناب امیرؑ کی زوجیت میں آئین اور محمد بن ابی بکر حضرت کی ربیب
بنی اور حضرت ہی کے حفظ و حمایت مین پرورش پاتی تہی پس نہایت ہی
درجہ قرین قیاس ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی خواہر عایشہ کی اس انتشار
و تردد کو دربارہ استدعاے عمر و انکار ام کلثوم بنت ابوبکر دیکھکر خدمت
جناب امیرؑ مین عرض کیا ہو یا خود عایشہ نے زبانی انکے کہلوایا ہو یا اپنے
سوتیلی ماں اسما سے کہا ہو اونہونے جناب امیرؑ سے بات دعاء عایشہ
عرض کیا ہو یا بلا استدعاے عایشہ بطور خود مستدعی ہوے ہون کیونکہ
انہین اسما سے اور عمر سے دربارہ حقیت بشاہ رسالت و فضیلت ہجرت
حبشہ نزاع بھی ہوی تہے جسپر اسمانی خلیفہ دوم کو کذبت یا عمر کہا
اور بعد اوسکے خود حضرت رسالت مآبؐ سے اسمانی شکایت بھی کی فقال
رسول اللہ لیس باحق بی منکم ولہ ولاصحابہ ہجرۃ واحدۃ ولکم انتم اہل السفینۃ ہجرتان
کما فی صحیح مسلم یعنی آنحضرت نے بجواب شکایت اسما فرمایا ہرگز عمر کو تم لوگون سے
زیادہ مجہپر حق نہین اور نہ تمسے زیادہ اوسے استحقاق ہے عمر اور اصحاب عمر
کو ایک ہجرت ہے اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتین ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے
بلکہ بروایت ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری فرمایا کذب من یقول ذلک بعنہ
کاذب ہے وہ جو ایسا دعوے کرتا ہے کہ تم لوگون سے زیادہ مستحق
ہے جناب امیرؑ سے مدد لیکے ہو حضو منگا در صورتیکہ نسبت

۱۲ ... اسماء بنت عمیس خثعمیہ ... جعفر ابن ابیطالب ... ابی بکر ... بعد ازان ... علی ابن ابیطالب ...

بنت ابوبکر کے باتفاق علماے اسماء عون بن جعفر سے منقول ہو تو ضرور ہے
کہ آسمانی اسکی کوشش کی ہو اور حضرت امیر ع نے ان وجوہات سے
خلیفہ دوم کی زیادہ تر فہمائش وغیرہ کی ہو اور سکو ناواقفون نے اولٹا سمجھا
اور سارا واقعہ انہین دونون حضرات کیطرف منسوب کردیا چھٹا سبب
اشتباہ یہہ بیان ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر زید بسپر پر جناب امام حسین ع
نے نماز جنازہ پڑہی جیسا کہ شاہ صاحب نے اسکو متواتر کہا ہے حالانکہ عموماً نماز جنازہ
پڑہنے کا وظیفہ متعلق بسلطان و حکام ہے حتی کہ اہلسنت بیان کرتے ہین کہ جناب امام حسن ع
کے جنازہ کی نماز سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑہی با اینہمہ ممکن ہو کہ چونکہ یہان چند
مسائل شرعی کی تعلیم تہی مثل سقوط میراث و تقدیم رجال بر نساء اسلئے ضرورت ہوئی
کہ جناب امام حسین ع نماز جنازہ پڑہین کیونکہ حضرت سے بڑہ کر اوس عہد مین کوئی عالم احکام و شرائع نہتا
اور بغیر امام کے یہہ عقدہ حل نہین ہوسکتا تہا اسیوجہ سے اسکی شہرت بہی زیادہ ہوئی و فقہا
مجتہدین نے اپنی سند مین اسکو ذکر کرنا شروع کیا اور کوتاہ نظرون نے اپنے ذہنی قرائن لگاکر سمجھ لیا کہ
ام کلثوم وہی خواہر جناب امام حسین ع اور زید او نہین ام کلثوم کی بیٹے حالانکہ امر بخوبی مطلع
ہوئی کہ یہ ام کلثوم وہ نہین ہین بلکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ خلیفہ
دوم مادر زید بن عمر ہین اور حضرت نے بلحاظ قرابت نماز نہین پڑہی بلکہ دوسری ضرورت سے
جسکا بیان سابقاً مرقوم ہوا اور فقہا و مجتہدین اہلسنت ناقلین اس قصہ کے
وہی لوگ ہین جنکے بابت ابن جوزی اپنے تلبیس ابلیس مین فرماتے ہین
کہ قدیم فقہا صاحب علم قرآن و حدیث ہوتے تھے اور متاخرین کی جہالت
کہ مدار اون کے علم کا کتب مشہورہ حدیث پر رہ گیا اصل متن الا و

احوال فقہائے اہلسنت

کے آخر درجہ یہ نوبت آئی کہ استدلال ونکا اون آیات قرآنی سے ہوتا ہے
جسکے معنی بھی نہین جانتے اور اون حدیثون سے سند لاتے ہین جسکی
صحت اور موضوعیت بھی ونکو نہین معلوم اور شاہ ولی اللہ اپنے

ص ۵۴ انصاف مترجمہ مولوی عبداللہ چہپر دی مطبوعہ دبدبہ احمدی ص ۵۶

رسالہ انصاف میں فرماتے ہین دوسرا طبقہ جو اہل فقہ و نظر کا ہے پس
اکثر اوسکے حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم کہ اوسکی صحیح کو سقیم سے اور
جید کو ردی سے پہچانکر تمیز نہین کر سکتے بعد اوسکے فرماتے ہین اور وہی
اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک مین بڑا رئیس ہوا گر یا وہ اکثر
حالت مین تہے کہ جیسے شیطان نے اونمین اپنی ایک حکمت عملی گھسیڑ دی
اور اوسنے ایک بڑا داؤ کھیلا اسطرح سے ابلیس نے اپنی خیالات کو اونپر
ٹہیک بٹہا دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت و پیروی کی تا آخر ترجمہ
مولوی عبداللہ اور مولوی بشیر سہسوانی فرماتے ہین اگر منقول ہے تو
انہین فقہا سے جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین کہ غث اور سمین مین فرق نہین

ص ۲۷۲ سعی مشکور

کر سکتے جیسا کہ رسالہ سعی مشکور مولوی عبد الحی مین ہے اور مولویصاحب
نے اس قول کا کوئی جواب نہین دیا پس جب فقہا مجتہدین اہلسنت کے
یہ حالت ہے کہ علم حدیث سے بے خبر صحیح و سقیم جید و ردی ملا کر سے
اور وہم مین تمیز نہین کر سکتے اور شیطان کی اطاعت و پیروی مین منہمک ہین
تو اونسے کب ونکی تقلید ہو سکتی ہے کہ اصل قصہ نماز جنازہ مین تمیز کرتے
کہ کیونکر بی بی ام کلثوم مین اوپر خلاف قاعدہ مقررہ تعلق نماز جنازہ خلیفہ دوم کا
جناب امام علیہ السلام نے کیون نماز جنازہ پڑہی حالانکہ در حقیقت ونکو اوسکی

تحقیقات کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ غرض اونکی اصل مسئلہ سے تھی کہ جب
مرد و عورت کا جنازہ ساتھ آئی تو نماز کیونکر پڑہی جائے اور میراث کیونکر تقسیم
ہوگی جب قول امام معصوم سے صورت مسئلہ معلوم ہوگئی تو اونکو اس تفتیش
کی ضرورت کیا تھی کہ کونسی ام کلثوم تھی کونسی بلکہ مخفی ہی رہنے کی زیادہ
ضرورت تھی تا کہ اپنے مقلدین کو بہکانے کا پورا موقع ملے کہ دیکھو جناب امام حسین
کی خواہر حضرت ام کلثوم ع کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا اور نسے زید پیدا ہوے
جب اونکا انتقال ہوا تو خود حضرت سنے نماز جنازہ پڑہی پس اب مقلدین عوام الناس
کے بہکنے اور ان قراین کے ساتھ اعتقاد کرنے اور ان فقہا کے بہکانے میں کیا
تامل ہا کہ بقول شاہ ولی اللہ شیطان نے اپنی حکمت عملی و تین کہیں پڑہی اور
بڑا دانون کہیلا اور اپنی خیالات ٹہیک ٹہادی بہرکیف علاوہ اسکے اور بہت
سے اسباب اشتباہ ہیں جنکو ہمنے اصل کتاب میں لکھا ہے کہ بعض لوگون نے
بلا کسی عداوت و بغض و حسد اور بلا تہمت و وضع و افترا کے ان واقعات کو
نقل کیا اور روایتین اسکی بیان کی ان وجوہ اشتباہ کے سبب سے مشتبہ ہوکر
ان دونون ام کلثوم کے مختلف واقعات کو تیسرے ام کلثوم ہمنام کیطرف
منسوب کیا اور ان سب قصون کو انہین کا قصہ قرار دیا اور وضع و افترا کے
لئے تو اگرچہ اسکی ضرورت نہین ہے کہ کچھ اصلیت ہی ہو مگر جہان کچھہ اصلیت
بہی ہوتی ہے وہان پورا موقع ہاتھ آتا ہے اور تدلیس رواۃ پوری کار گر ہوتی ہے
اور ایسے ہی وضعیات کی تمیز نہایت مشکل اور اہم ہوتی ہے خصوصا در
صورتیکہ ان محدثین اہلسنت کی یہ حالت ہو کہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

پس جب طبقہ اہل حدیث و اثر کا انکی اکثر کوشش مع ہمت روایات و طرق کی جمع کرنے اور ان غریب شاذ حدیثوں کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہین جنمین اکثر موضوع یا مقلوب ہین لستے ہیں چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ کل روایات عقد ایسے ہی موضوعات اور مکذوبات سے ہین پس جب عموماً انکی یہ حالت تو جہان خصوصاً انکو ایسے موضوعات اور مکذوبات کی ضرورت ہے توانکو مکر و فریب سے نجات پانا اور اصلی و وضعی مین فرق کرنا کیسا اہم ہوگا الا علی من اعطاہ اللہ القلب السلیم والفہم المستقیم ولنعم ما قیل ع ان گر لطف خدا پیش نہد گامی چند **مرحلہ چہارم**

دلایل اشتباہ و اغلاط رواۃ یعنے وہ دلیلین جس سے معلوم ہوجائے کہ در صورتیکہ باوجود علامات و امارات و اتعید وضع و اقرار رواۃ موضوعیت و مجہولیت روایات کے قایل نہون او اقرار با شتباہ رواۃ بوجہ اشتراک نام ضرور ہے گو وہ دلایل احتمال وضع مین بھی بخوبی جاری ہون مگر یہان بربناء اشتباہ ہے یہ دلایل پیش کرتا ہون **دلیل اول** صغر سنی[1] ام کلثوم مخطوبہ عمر ہے جسپر روایات اہلسنت کا اتفاق در خود اونکے علما کے تسلیم انہم من الشمس ہے حتے کہ اسی صغر سنی سے یہ بات نکالی کہ بواسطہ[2] صغر سن مہور بحد شہوت نرسیدہ بود کہ حرام باشد اگر صغیر نمی بود دید رضی علی او را بنزد عمر نمی فرستاد لیس اب کہنا چاہئے کہ عند التحقیق از روے تواریخ صغر سنی جناب ام کلثوم بنت امیر المومنین علیہ السلام وقت خطبہ عمر ثابت ہوتی ہے یا نہین اس مقام پر یہ تحقیق اس امر کی ضرور ہے کہ سال خطبہ عمر کونسا تھا شہاب الدین دولت آبادی کتاب ہدایۃ السعدا مین یون لکھتا ہے عمر گفت

من مرد پیر معمرم از شصت سال بالا شدہ ام جس سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ بعد
شصت سالگی عمر ہے [۵] اور از روے حساب سن شصت سالگی عمر سنہ ۲۳
ہجری مین ہوتی ہے اور بعض نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ سنہ ۱۷ ہجری مین
عقد ہوا [۶] جسکی تکذیب خود اوسیکے آخری جملہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہمبستری
کا بھی وسی سنہ ۱۷ کے ماہ ذیقعدہ مین قایل ہے جسکا وقوع ایسے صغر سنی
کے ساتھہ محال ہے بہرکیف ان مختلف بیانون سے جو لازمہ دروغ گوی ہے عقد نکاح
دایر ہے درمیان سنہ ۱۷ اور سنہ ۲۰ ہجری کے اور ان دونون وقتون مین جناب ام کلثوم
بنت امیر المومنین علیہ السلام کا چار سالہ پنج سالہ ہونا باطل محض ہے کیونکہ اگر
سنہ ۱۷ ہجری والا قول مانا جاے تو اوسوقت حضرت ام کلثوم کا سن کم سے کم
بارہ برس ہوتا ہے اور اگر سنہ ۲۰ ہجری کا خیال ہو تو سن حضرت ام کلثوم کا
اوسوقت ۱۵ یا ۱۶ برس کا قرار پاتا ہے کیونکہ مصنفین کتب رجال نے بالاتفاق
لکھا ہے کہ ولادت حضرت زینب و ام کلثوم بعد کرامت عہد سرورانام جناب
رسالتمآب صلعم ہوے ہے اسمین کسیکو اختلاف نہین اور چونکہ کسی نے سنہ نہین
لکھا ہے لہذا از روے حساب جانچنا پڑا پس از روی حساب تاریخ ولادت حضرت ام کلثوم
سنہ ۵ ہجری ہے یا سنہ ۶ ہجری ہوتی ہے کیونکہ عقد جناب سیدہ ع کا سنہ ۲
ہجری کے ماہ مبارک یا ذی الحجہ مین علی اختلاف الروایات ہوا اور ولادت
باسعادت جناب امام حسن ۱۵ رمضان سنہ ۳ کو اور ولادت باسعادت جناب
امام حسین ۳ شعبان سنہ ۴ کو ہوئی پس بنا بر اسکے ولادت حضرت زینب

علیہا السلام

مین اور ولادت حضرت

[۵] زفت الی عمر لاربع بقین من ذی الحجہ سنہ ثلاث [illegible] وعشرین ولہ من العمر [illegible] وستون سنہ [illegible] [illegible] بن [illegible] عمر [illegible] من [illegible] [illegible]
[۶] قال ابن [illegible] وکان ذلک فی سنہ [illegible] عشرہ من الہجرہ [illegible] فی ذی القعدہ من السنہ [illegible] [illegible] مطبوعہ [illegible]

سنہ کو ہوگی کیونکہ بالاتفاق اسقاط محسن سنہ ۱۱ ہجری بعد وفات رسول
لکھا ہے پس اس حساب سے ولادت حضرت ام کلثوم سنہ ۶ ہجری
قرار پائی اور اگر حولین کاملین مع ایام رضاعت کا حساب لیا جاوے
تو سنہ ۸ یا سنہ ۹ ہجری ہوگا کیونکہ بعد اسکے زمانہ ولادت رقیہ اور سقط
محسن کیلئے لا اقل زمانہ ۳ برس کا ضرور ہے جو سنہ ۱۱ ہجری میں پورا ہوتا ہے پس
از روئے حساب اول یعنے ولادت سنہ ۶ سن حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۷
ہجری میں گیارہ برس ہوتا ہے اور سنہ ۲۰ ہجری میں ۱۴ برس اور از روئے حساب
ثانی یعنے ولادت سنہ ۸ ہجری جس سے کم نہیں ہو سکتا سنہ ۱۷ سے تا بہ سنہ
نو برس کا سن ہوتا ہے اور تا بہ سنہ ۲۰ ہجری ۱۲ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس یہ
بیان کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر چار یا پانچ برس کی تھیں جو روایات
اہلسنت میں بالاتفاق و بالاختلاف مذکور ہے غلط ہوا پس جب صغر سنی
نہ ثابت ہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغر سنی سب میں بالاتفاق
مذکور ہے پس جس روایت کا سر غلط ہوا دم اوسکی کیونکر رہجائے گی
علاوہ برآن جب صغر سنی نہ رہی تو بھیجنا بھی نامحرم کے پاس حرام ہوا
اب یا ارتکاب امر ناجائز کی نسبت جناب امیر و سایر بنی ہاشم اور خلیفہ دوم
و دیگر صحابہ کیطرف کیجائے یا بطلان روایات کذائی کا اقرار کیا جائے
جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بنا بر اسی لزوم امر ناجائز کے اون روایات
کو غلط ٹھہرایا جسمیں کشف ساق وغیرہ مذکور ہے تو یہ روایات بدرجہ اولے
غلط قرار پائیں گی پھر کیف خبر اول روایات کا غلط ہوا دلیل دوم

[Margin notes:]
۱؎ یعنی بعد حسنین علیہا السلام کے اولاد جناب سیدہ میں دو دو برس کا تفاوت رکھا جاوے
۲؎ قال الشافعی ... بعض ... صغیر ... بعضہا ...

ایضاً متعلق بصغر سنی ام اکابر محدثین اہلسنت و اعاظم علماے نے انکو مثل
محمد بن عبد بن احمد مقدسی و شمس الدین محمد بن محمد جزری وغیرہ کے
بسلسلہ حضرت ام کلثوم کی جناب سیدہ سے احادیث روایت کرتے ہین
جیسا کہ اسنی المطالب مین مذکور ہے اور روایت کرنے کے لئے اقل
مراتب ان محدثین نے بالاتفاق یہہ قاعدہ مقرر کیا ہو کہ وقت تحمل روایت
راوی کا سن پانچ برس ہو ورنہ اوس سے روایت نہ لیجانے کی
کما ثبت فی اصولھم پس لااقل وقت وفات جناب سیدہ
کہ سنہ ۱۱ ہجری ہے حضرت ام کلثوم ۴ یا پانچ برس کی ہوئین تو سنہ ۱۷ مین
یا ۱۰ برس کے ہونگی ورسنہ مین ۱۵ برس کی پس اس سے ہی دعوی اہلسنت
بصغر سنی حضرت ام کلثوم کہ اوسوقت مین چار پانچ برس کی نہین غلط ہوا
اور مویدا سکی وہ روایات بھی ہین جنمین گواہی دینا حضرت ام کلثوم کا بہ فدک
بروقت طلب شہادت ابوبکر مذکور ہے گو اون روایت کو یہہ لوگ مثل
دعواے جناب سیدہ و شہادت جناب امیر قبول نہین کرتے مگر یہہ
یہ نہین لکہا کہ حضرت ام کلثوم ع اوسوقت قابل اداے شہادت کہ اقل
مراتب پانچ برس ہے نہتین ازینجاست کہ بروایت صواعق محرقہ
جب جناب امیر ع نے حسنین علیہما السلام سے فرمایا کہ ام کلثوم کا عقد
خلیفہ دوم سے کردو تو حضرت نے عرض کیا انہا امرأۃ یعنے یہہ عورت ہین
مثل سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین جس سے بدو وجہ دعواے صغر سنی
کا بطلان ظاہر ہوا ایک تو یہہ کہ حضرت نے امرأۃ کا اطلاق کیا اور دوسرے

تحقیقات مولوی حیدر علی عمر کا اطلاق عورت بالغہ پر ہوتا ہے کمسن لڑکی
پر اور دوسرے خود مختار رہنا بھی حق بالغہ ہے نہ حق صبیہ صغیرہ اور نیز قول
سبط ابن جوزی سے بھی عدم صغر سنی ظاہر ہوئی [illegible] کمسن کا خطبہ
کو باتفاق تمامی مسلمانان حرام کہا کیونکہ صراحت اسکی متعلق [illegible]
پھر کیف دعوائے صغر سنی بھی طور غلط ہوا پس [illegible] کے ساتھ عمر کا خطبہ
کرنا جو ان روایات میں مذکور ہے وہ بھی غلط ہوا کیونکہ اس خطبہ کے
بعد صغر سنی کا بیان ہوا ہے پس اگر اہلسنت قبول کریں کہ یہ روایات بالکل
غلط ہیں تو ہمکو زیادہ کد کی ضرورت نہیں ہے یا ان اس صغر سنی کا عذر بہ نسبت
ام کلثوم بنت ابوبکر مخطوبہ عمر یقیناً صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ولادت اوسکی
باتفاق محدثین سنہ ۱۳ ہجری میں بعد وفات ابوبکر ہے پس سنہ ۱۷ میں اوسکی عمر
پانچ برس کی تھی تو اوسکو چار یا پانچ کہنا از روئے واقعات نہایت درست
و بجا ہے پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ خطبہ اور انکار و اصرار کا
ام کلثوم سے متعلق ہے جسکو رواۃ نے بوجہ اشتراک نام بلا اشتباہ دیا یا
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کیا کیونکہ صغر سنی متفقہ اہلسنت سوائے
اسکے دوسری میں نہیں پائے جا سکتے پس اس عذر صغر سنی نے احتمال اشتباہ
رواۃ کو بدرجہ یقین کامل پہونچا دیا اور جب ام کلثوم بنت ابوبکر علمائے
اہلسنت نے صرف اسوجہ سے کہ اوسنے بلا واسطہ رسول خدا سے حدیث کو
نقل کیا زمرہ صحابہ رسول میں داخل کیا تو اگر اشتراک نام کے سبب سے
ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کر دیں تو ایسے

تو ایسے نادانون سے کیا تعجب ہے تنبیہ غالباً واضعین روایات عقد نے
اس خیال سے کہ اس خواستگاری ام کلثوم دختر ابوبکر بہن جو بوقت خطبہ چہار
یا پانچ سالہ تھے ظرافت صریحی خلیفہ دوم لازم آتی ہے کہ اس بڑھاپے مین
ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنا چاہا اور بوجہ انکار ام کلثوم بنت ابوبکر انتہائے
عالی نسبی خلیفہ دوم اور عدم قابلیت ونکی ظاہر ہوتی ہے لہذا ان دونوں کا
یون دفعیہ کیا کہ اس قصہ کو جناب ام کلثوم کیطرف منسوب کر دیا تاکہ منقصت
ظرافت و رکاکت و دناءت نسب محمدت استحصال شرافت و حق شناسی سے
وخوف وخشیت سے مبتدل ہو جاسے جیسا کہ اور سلاطین خلفا کی ظرافت
وحماقتونکی اصلاح وزرا وارکین سلطنت نے یون ہی کی ہے جسکا نمونہ
سر معزز ابن خلدون مین دربارہ عباسہ وہارون بلکہ بوران و مامون مذکور
ہوا اور جب صحیح بخاری وصحیح مسلم سے انہین خیالات کی بدولت الفاظ
کاذباً غادراً خائناً آثماً وغیرہ کو نکال ڈالا ہے تو روایات غیر صحیحہ مین ام کلثوم
بنت ابوبکر کی جگہ ام کلثوم بنت علی بنا دینا اور رکھنا یا لکھنا کون ایسا مشکل
کام ہے از عجائبات کہ عجب موقع سے اوس حدیث نبوی کو بھی اس قصہ
مین جوڑا ہے جسمین کسیکو غور وتامل کا موقع ملے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

دلیل سوم یہ کہ روایات اہلسنت مین بیان ہوا ہے کہ مہر ام کلثوم چالیس ہزار
درہم قرار پایا حالانکہ یہ امر بھی بنا بر افادات اہلسنت غلط ہے کیونکہ بتصریح
شاہ ولی اللہ صاحب خلیفہ دوم یہ تھا کہ مہر مین زیادتی نہو کیونکہ جناب رسولخدا
نے اپنی کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ کیا جو قریب پانچ سو درہم کے

ہوتا ہے اگرچہ ایک عورت نے روبرو سے خلیفہ تبلاوت آیہ قرآنی وس
حکم پر اعتراض بھی کیا مگر خلیفہ نے اپنا مذہب نہ بدلا اور وہی حکم نزد اہلسنت
حق بنا رہا سکوت خلیفہ صرف بغرض تادب با کتاب اللہ تھا نہ از راہ عجز
اور ناحق ہونے اس حکم کے جیسا کہ شاہ صاحب نے تحفہ مین تصریح کی اور
فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ مین بھی وارد ہے زیادتی مہر سے چنانچہ
حضرتؐ نے فرمایا کہ کمی کرو مہر مین اور بہترین عورت وہی ہے جسکا مہر
کم ہوا در خیر اور برکت زیادہ اوسمین ہے کہ جسکا مہر کم ہو شاہ صاحب
اسکے بعد کہتے ہین کہ آیہ قرآنی سے اگر ثابت بھی ہوتا ہے تو جواز وہ بھی
کراہت کے ساتھ پس جب نصوص نبوی ممانعت زیادتی مہر مین ہو
اور خلیفہ کا مذہب بھی وہی ہے کہ زیادتی نہو حتے کہ بمشکل تمام دو ہزار
تک کی رخصت دی جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے ان عمر رخص ان
تصدق المرأۃ بالفین جس سے اسقدر کی رخصت بھی بکراہت تمام
معلوم ہوتی ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اسقدر مہر قرار دین اور جناب
امیرؑ اوسکو منظور کرین جو تمام ازواج و بنات نبیؐ کے خلاف اور رسم و
رواج خاندانی و آیات و احادیث رسول ربانی کے مخالف ہو علاوہ برآن
خلیفہ کی ناداری کی یہہ صورت تھی کہ آخر مرتے وقت بیت المال
چھیاسی ہزار کے قرضدار تشریف فرما ہوے جسکو حوائج مسلمین
صرف کیا اور فرزند ارجمند کو اوسکے ادا کاری کے لیئے در
اسکے کی وصیت کر گئے گو وہ بھی ادا ہوا لیکن ہو نہ ممکن

ٹھہر قرار دین اس سے بھی معلوم ہوا کہ رواۃ نے بالاشتباہ بوجہ اشتراک
نام ایسا بیان کیا کیونکہ یہہ مہر ادس ام کلثوم کا تھا جو ایام جاہلیت سے
انکی زوجیت مین تھین کیونکہ ایام جاہلیت مین بہت بہت سا مال مہر مین
دیا جاتا تھا یا ادن ام کلثوم کا مہر ہو جنسے بمقام حدیبیہ اسلام مین عقد کیا تھا
کیونکہ اوندنون کاروبار خلافت سے تو کچہ تعلق تھا ہی نہین بلکہ ہمہ تن مصروف
بالاسواق در تحصیل مال ہی سے مشغولیت تہی اور وقت تک خا لگیا اس مسئلہ مین اجتہاد کرنیکی نوبت
نہی آئی ہوگے پس جہان رواۃ نے باشتراک نام اسکو بیان کیا کہ حضرت ام کلثوم
سے عقد ہوا اونہان سابق کے دونون ام کلثوم سے کسیکا مہر بہی انکی
طرف منسوب کردیا **دلیل چہارم** یہہ کہ روایات اہلسنت مین یہہ بھی
بیان کیا گیا ہے کہ بعد فوت خلیفہ دوم عقد حضرت ام کلثوم کا بحکم جناب
امیر علیہ السلام عون بن جعفر کے ساتھہ ہوا اور خود حضرت سے نے یہہ عقد
کیا اگرچہ بعض علما اسکے قایل ہین کہ بعد عمر پہلے محمد بن جعفر سے عقد ہوا
تب عون بن جعفر سے مگر اسپر سبکو اتفاق ہے کہ بعد عمر عون بن جعفر سے
عقد ہوا خواہ مقدم بر عقد محمد یا موخر ازان اب اس امر کو دیکھنا چاہئے کہ
واقعات تاریخی سے کسقدر یہہ صحیح ہے کیونکہ علامہ ابن عبدالبر مکی اور
علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ علمائے فن رجال جنھونے عقد عون کو
بعد عمر لکھا ہے وہ لوگ بالاتفاق ناقل ہین کہ عون بن جعفر جنگ تستر
مین بعہد خلیفہ ... سے چنانچہ بعینہ عبارت اصابہ کی یہہ ہے
... بن جعفر بمقام تستر

عہد خلافت عمر مین اورا ونکی کوئی اولاد نہین ہوئی اتھے پس براے خدا
غور فرماسیے کہ جب عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد خلیفہ دوم شہید ہوچکے تھے
توپھر بعد عمر اونکا عقد حضرت ام کلثوم کے ساتھ کیونکر ہوا پس جیسے صدر
روایت غلط ہوا ویسا ہی آخر روایت بھی غلط ہوا ہان ہمارے اوس
احتمال کی البتہ بخوبی تائید ہوتی ہے کہ یہہ قصہ خطبہ واصرار وانکار تمام تر
ام کلثوم دختر ابوبکر سے متعلق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر
کے نسبت اونہین عون بن جعفر سے مقرر تھی ہوا سلئے کہ اسما بنت عمیس
بعد شہادت حضرت جعفر طیار زوجیت ابوبکر مین آئی تھین پس اونھون نے
یہ نسبت اپنے تیسرے فرزند کی اس دختر ابوبکر سے مقرر کی ہو کیونکہ دو فرزند
انکے عبد اللہ و محمد تو حضرت زینب و ام کلثوم سے منسوب ہی تھے
خالی تھی فقط تو عون بن جعفر اونکی نسبت اس ام کلثوم دختر ابوبکر سے
مقرر کی ہو پس اس صورت مین دوسرا عذر جو روایات اہلسنت مین جناب امیر
کیطرف منسوب ہے وہ بھی صحیح ہوگا کہ جب عذر صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر
کو حسب فرمائش عائشہ حضرت نے بیان کیا ہو اوسکے ساتھ یہ عذر بھی
بیان کیا ہو کہ خلیفہ اوس حکم نبوی کو یاد کرکے باز رہین کہ جب ایکطرف سے
خواستگاری ہوجاوے تو دوسرا خطبہ نکرے اور اس صورت مین شرکت
جناب امیر حمایت بی بی عائشہ مین دربارہ باز رکھنے خلیفہ دوم کے
عقد ام کلثوم [illegible] ات ابوبکر سے باستدعاے بی بی عائشہ بابت عذر کے
[illegible] ت تمین قیاس سے ہے کیونکہ علاوہ انکار ام کلثوم

ذکر عون بن جعفر ایضاً
فی عہد رسول اللہ
اسد الغابہ استیعاب [illegible]
[illegible]
ایضاً [illegible]
ذخائر العقبی صفحہ ۱۱۲

خود عون کے خیال سے زیادہ کوشش کرینگے حاجت نہی پھر کیف اس
رو سے بھی اشتباہ روات کا قایل ہونا ضروری ہوا ورنہ اسکا اثبات کرین
کہ جو شخص عہد عمر مین مر چکا وہ بعد خلیفہ ثانی زندہ ہوا اور اوسنے نکاح کیا

دلیل پنجم یہ امر بھی اون روایات متذکرہ بالا مین بالاتفاق بیان ہوا ہے
کہ بعد وفات عون و محمد فرزندان جعفر کی بعد دیگرے عقد حضرت ام کلثوم
کا ساتھ عبد اللہ بن جعفر کے ہوا بلکہ خود جناب امیر ع نے یہہ عقد کر دیا اور زمانہ
معاویہ مین حضرت ام کلثوم اور اونکے فرضی فرزند زید نے ساتھ ہی وفات
کیا اب دیکھنا چاہیئے کہ یہہ امر صحیح ہو سکتا ہے یا نہین کیونکہ حضرت عبد اللہ
بن جعفر شوہر تھے حضرت زینب خواہر حضرت ام کلثوم کی اور حضرت زینب
علیہا السلام بھی مثل حضرت ام کلثوم بالاتفاق تا بہ معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے
زندہ رہین اور کسی نے یہ نہین بیان کیا کہ معاذ اللہ حضرت عبد اللہ نے
جناب زینب ع کو کبھی طلاق دیا ہو پس بدون وفات حضرت زینب ع کیونکر ممکن
ہے کہ حضرت عبد اللہ جناب ام کلثوم سے عقد کر کے جمع بین الاختین کے
مرتکب ہون اور خود جناب امیر ع ایسا نکاح کر جائین تو اب ضرور ہوا کہ یا حیات
حضرت ام کلثوم ع کے تا بما بعد وفات حضرت زینب قایل ہون جو بعد معرکہ
کربلا ہے یا قایل بعدم وقوع نکاح ہون صورت اول مین وہ سب روایات
غلط ہوتے ہین جسمین وفات حضرت ام کلثوم زید فرضی کے ساتھ عہد معاویہ
مین مذکور ہے صورت ثانیہ مین وہ کل روایات غلط ہوتی ہین جسمین معرفی
حضرت ام کلثوم و خطبہ عمر و اصرار او کا و وقوع نکاح بعد عمر عون کے کیا

۹؎ [illegible] صہ ۲۹۹ [illegible] ۲۳۲ [illegible]

بعد اونکے محمد بن جعفر کے ساتھ بعد اونکے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ
مذکور ہے ہین اس سے بھی مطلوب اہلحق حاصل ہوا غرض ہر طرف کشود
گشتہ ہوا ہے اگرچہ یہ کہ روایات واہیہ دونون صورتون کی اہلسنت
کے یہان اس کثرت سے ہین کہ انکار کلی اونکا نہین کرسکتے نہ خود میرے
ابھی فرمائش ہے لہذا ضرور ہے کہ بنا بر دات محققین محدثین اہلسنت اوس
قاعدہ پر عمل کرین جو محدثین مین بکثرت جاری ہے جسکا ارتکاب اونہون نے
امرون کے لیے کرتے ہین یعنے یہ کہ قایل ہون بوہم واشتباہ
رواۃ کہ راوی لوگ بوجہ اشتراک اسمی مبتلاے مرض اشتباہ
ہوے اور وہم وخطا مین گرفتار ہوکر ایک ہمنام کا واقعہ
دوسرے ہمنام کی طرف منسوب کردیا کیونکہ ممکن ہے اوسے
ام کلثوم بنت ابوبکر کا یہ واقعہ ہے ہو جسکا خطبہ خلیفہ دوم نے
کیا اور اوسکے انکار سے بے سبب عائشہ مضطر ہوئین جناب امیر
علیہ السلام نے بوجوہات مصرحہ بالا حمایت عائشہ سے کی ہو اور
بعد رفع فتنہ وفساد اوس ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر سے
اور بعد شہادت اونکے محمد بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا ہو
کر راویون نے باشتباہ واشتراک اسمی جناب ام کلثوم
کیطرف منسوب کیا اور یہ نہ سمجھے کہ باوصف زوجیت وموجودگی
حضرت زینب وقوع عقد محال ہے دلیل ششم شاہ عبدالعزیز نے اپنے تحفہ
مین ذکر کیا ہے کہ حضرت ام کلثوم سے زید پیدا ہوے عمر نے نام اب

بہائی زید کے انکو مسمے کیا یہ زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین کسیکی ہاتھسے
زخمی ہوکر مری اور مان اونکے ام کلثوم جو پہلے سے بیمار تہین اونہونے
بہی اوسی روز انتقال کیا دونون کا جنازہ ساتھہ آیا جناب امام حسین ۱۲ اور
عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہ کر دفن کردیا مولوی حیدر علی نے بہی اسپر
دعواے تواتر کیا ہے اور اوسکی بہی تخصیص کی کہ خاص عہد معاویہ مین ہے
یہ امر واقع ہوا پس اب دیکہنا چاہئے کہ از روے واقعات تاریخی کہانتک
اسکی تصدیق ہوسکتی ہے کیونکہ اولا انکے بیان مین اختلاف ہے کہوا صلت اللہ
بہی ہوے یا نہ مگر ہم اوس سے بحث نہین کرتے پہلے زید سے بحث کرتے ہین
کہ اونکو شیخ عبدالحق وغیرہ زید اکبر کہتے ہین اور عبد اللہ اور عبدالرحمن بن
عمر کے بعد ذکر اولاد عمر مین دیگر اولاد پر انکو مقدم کیا ہے شاہ صاحب کے کلام سے
بہی معلوم ہوتا کہ قبل اسکے کوئی دوسرا لڑکا عمر کا مسمے زید نہ تہا کیونکہ اپنے
بہائی کا نام رکہا اگر کوئی دوسرا زید عمر کا بیٹا ہوتا تو اس نام رکہنے کی ضرورت
کیا تہی اور چونکہ یہ عقد آخری وقت مین ہوا پس معلوم ہوا کہ یہی ایک زید
اونکا بیٹا تہا حالانکہ بتصریح صاحب کامل و دار قطنے بنقل شاہ عبدالحق
ثابت ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ سے
پیدا ہوا جو ایام جاہلیت سے عمر کی زوجہ تہی گو اسمین اختلاف ہے
کہ عبداللہ بن عمر برادر حقیقی زید یعنی بطن ام کلثوم مذکور سے تہا
یا نہ مگر اسپر اتفاق ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کے
بطن سے تہا پس اگر اسکے قایل ہون کہ زید پسر ام کلثوم خزاعیہ جو ملکہا

ف ۱
فی خزانۃ الجلالیہ
والبنات کان لفاطمہ
الحسن والحسین والمحسن
وام کلثوم و محسن مات
فی الصغر لا عقب لہ
وکذلک ام کلثوم ماتت
فی الصغر عند عمر بن
الخطاب لا عقب لہما ۱۲
ہدایۃ السعداء صفحہ ۲۵۹
ازالۃ الغین صفحہ ۲۷۰

اکبر فرضی سے تو وہ روایت غلط ہوتی ہے جسمین طلاق ام کلثوم خزاعیہ بعد
نزول آیہ لاتمسکوا درج ہے کیونکہ جب وہ زوجیت ہی مین نرہی تو زید اصغر
اوس سے پیدا کیونکر ہوا حالانکہ ولادت زید ام کلثوم خزاعیہ سے یقینی ہے
اور اگر یہ احتمال پیدا کرین کہ زید بن ام کلثوم خزاعیہ بڑا تھا اس زید فرضی سے
جسے بطن جناب ام کلثوم سے قرار دیتے ہین تو پھر یہ زید اکبر کیونکر ہوسکتے
علاوہ برآن جب دو زید بن عمر ہوے دو ام کلثوم سے تو حالات انکے
بھی الگ الگ ہونے چاہیے کہ یہ زید اور ام کلثوم فلان وقت مرے
دوسرے زید وام کلثوم کی یون وفات ہوی جیسا کہ کل اولاد سے کہ
دختران خلیفہ دوم کا حال علیحدہ علیحدہ باجمال وتفصیل عقد وغیرہ مرقوم ہے
بخلاف ان دونون زید اور دونون ام کلثوم کے کہین بجز ایک واقعہ وفات
ایک زید اور ایک ام کلثوم کی دوسرے ام کلثوم و زید مان بیٹے کا کوئی
حال یا وصف تفحص و تلاش نہین ملتا جس سے بہدایت عقل سلیم معلوم ہوا
کہ دراصل ایک ہی زید بن عمر تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ
عمر سے پیدا ہوا نہ دوسرا نہ تیسرا چنان راویون نے بوجہ اشتراک نام
دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف کے قصونکو جو تھے سب ام کی طرف
منسوب کیا وہان اصلی زید کی نسبت بھی ادھر ہی لگادی اوسکے ساتھ
اصلی زید وام کلثوم کے حالات بھی اسی فرضی زید وام کلثوم کے سر منڈھ
اصلی مان بیٹے تو غایب ہوگئے اور فرضی اصلی بنگئے اور اگر اس تقریر
[illegible] ولادت زید [illegible]

کیونکہ سنہ عقد جیسا کہ سابقاً مرقوم ہوا درمیان سنہ ۱۷ اور سنہ ۱۸ کے
اور سن حضرت ام کلثوم کا وقت عقد چار پانچ برس بیان ہوتا ہے اور وفات
خلیفہ دوم سنہ ۲۳ ہجری ہے بسن و شصت و سہ سالگی ہیں اگر سنہ ۱۷ میں چار پانچ سال کی
تو سنہ ۲۳ میں کہ سنہ وفات خلیفہ ہے دس برس کی ہونگی در دس برس کی لڑکی
کے لڑکا ہونا خالی از استبعاد نہیں خصوصاً درصورتیکہ دو تین برس قبل
از وفات خلیفہ کے قوت باہ کو زوال کلی ہوگیا ہو چنانچہ سعد عاصم بن عمر
والی روایت سے ظاہر ہے کہ خلیفہ نے فرمایا ولو کان فی بکم حرکۃ الی النساء ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۶ مقصد ۲
لم یسبقہ احد الیہا یعنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا اگر تمہارے باپ میں
رہتی حرکت نسوانی باقی ہوتی تو اس بار میں کوئی اوس سے سبقت نہ لیجاتا
جس سے فقدان باہ اس زمانہ میں یقیناً ثابت ہوا چہ جائیکہ از روے
فطرت بھی یہ قوت کم تھی اور دوسری قوت کو غلبہ تھا چنانچہ ان روایات
سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے جنمیں خلیفہ نے کہا ہم تصنع و تکلف عورتوں سے
تعلق کرتے ہیں اور جسقدر عورتوں سے خطبہ کرنا ہمپر گران ہوتا ہے دوسرا
کوئی امر نہیں گران ہوتا بلکہ خود ان روایات موضوعہ عقد سے ظاہر ہے
کہ خلیفہ نے کہا کہ ہمکو اب باہ نہیں ہے نسوان کی حاجت باقی نہیں ہے
پس دہ سالہ لڑکی سے باین پیری وعلت شیخ المشائخ لڑکا ہونا سراسر حیرت خیز ہے
حالانکہ اگر امکان عقلی بنا دہی نکلتا ہی ہے تو ایک لڑکے کا ہونا کسطرح
ممکن ہو سکتا ہے بخلاف دوسرے لڑکے کے جسکا رقیہ نام بتاتے ہیں
کہ وہ ... ہے کیونکہ قبل از دہ سالگی عورتوں کو بلوغ نہیں ہوتا

چہ جائے تحمل حمل ور نُہ سالگی پوری ہوتے ہی سنہ ۲۲ھ مین اب ایک سال
کل خلیفہ کی حیات کا زمانہ باقی ہے اسمین دو ولادتین کیونکر ممکن ہے
اور اگر سنہ ۱۷ھ مین عقد مانا جائے تو جو لڑکی اُسوقت چار سالہ تھی سنہ ۲۳ھ مین
کہ سن وفات ہے ہفت سالہ یا ہشت سالہ ہوگی اس سن کی لڑکی نہ بالغ ہو سکتی ہے
نہ حاملہ ہو سکتی ہے یقینا محال ہے پس تولد زید اس ام کلثوم جسکو وقت
عقد سنہ ۱۷ھ یا ۱۸ھ مین چار سالہ بیان کرتی ہین یقینًا محال ہے چہ جائیکہ ایک اور
لڑکی بعد اوسکے پیدا ہو چہ جائیکہ وہ زید اکبر ہوگا اصغر کا ہونا بھی محال ہے
حالانکہ اصغر اولاد عمر اس زید کو کہتے ہین نہ رقیہ کو بلکہ زینب کو اصغر اولاد عمر
بیان کرتے ہین جو بطن ام حکیم سے پیدا ہوے بہر کیف یقینًا معلوم ہُوا
کہ زید مذکور اصلی زوجہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے تھا جسکو قصہ موضوعہ
عقد کے ساتھ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کردیا دوسرے
وفات زید وام کلثوم مادرش بوقت واحد عہد معاویہ مین اور بھی اسکی تائید
ہوتی کہ یہ وہی اصلی ام کلثوم ہے جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کی زوجہ
تھی جسکے بطن سے زید بن عمر متولد ہوے کیونکہ جناب ام کلثوم بنت جناب
امیر علیہ السلام باتفاق روایات فریقین شریک معرکہ کربلا تھین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور
مقتل ابو اسحق اسفراینی اور روضۃ الشہداء ملا حسین کاشفی اور [illegible] الصفا
اور حبیب السیر وغیرہ مین تفصیل تمام مرقوم ہے [illegible]
[illegible] متوجہ ہوئین ام کلثوم طرف [illegible]
اور کہا السلام علیک یا جداہ [illegible]

ام کلثوم اور کہا واے ہو تجہپر اے یزید الخ اور روضۃ الشہدا مین ہے عبارت

را چشم بر حسین افتاد فریاد بر داشت کہ یا جداہ و امحمداہ پس روے بہ یزید کرد

کہ ہیچ میدانی کہ چہ میکنی زنان خود را در پس پردہ نشاندہ و دختران محمد رسول اللہ

را در پیش چشم خلق داشتہ ندانم کہ در وقت باز خواست از عہدہ این عمل چگونہ

برائے یزید بر خود بلرزید و پرسید کہ این چہ کسیست گفتند کہ خواہر حسینؑ است

دختر فاطمہؑ ناگاہ ام کلثوم بر پاے خواست و گفت اجازت دہ تا سر برادر

بردارم و دیدار باز پسین او بہ بینم و ستوری یافت در جست و سر حسینؑ بر گرفت

و لب خود بر لب او نہادہ بیہوش شد پس سر برآورد و گفت اے یزید امید میدارم

کہ در این دنیا راحت نہ بینی چنانچہ ما را در رنج افگندی یزید گفت این زن بازدیرا

ہم خواہر حسین ہم ست گفت آرے این ام کلثوم ست گفت اے ام کلثوم

چون دیدی کہ خداے تعالے ظن شمارا دروغ کرد و آنچہ برما فکر کردہ بود دید

بر شما واقع شد ام کلثوم فرمود کہ خداے تعالے منافقان را دروغ گو

خواندان المنافقین لکاذبون الخ اور روضۃ الاحبابمین ہے

جسکو شاہ عبد العزیز صاحب بہترین سیر فرماتے ہین ام کلثوم و زینب خواہران

امام حسین ہمراہ ایشان بودند زینب را کہ چشم بر حسین افتاد الی ان قال ناگاہ ام کلثوم

بر پاے خاست گفت اجازت دہ الی ان قال یزید گفت این زن کیست گفتند این

ام خواہر حسین ست گفتند آرے اے ام کلثوم ست اور تحریر الشہادتین شاہ سلامت

اللہ کشفی صاحب مین کہ شاہ عبد العزیز صاحب ۔۔۔۔ مین ہی خواندہ تہا

سختی داد بدشمنان و سختی داد حضرت ام کلثوم جواب داد نہ الحمد للہ الذی کرمنا بمحمد
وطہرنا تطہیرا شکر خدا را کہ گرامی کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت
کیف رایتم قدرۃ اللہ چگونہ دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند
یجمع اللہ بیننا و بینکم الخ بعد اسکے صاحب لکھتے ہین کوفیان حال خرابی دودمان نبوت ص ۹۱
دیدند و گریستند ام کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ می کنید
بعد اسکے لکھتے ہین یزید جواب بجز سکوت ندید متوجہ بطرف زنان و یتیمان ص ۹۴
اہلبیت شدہ زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک تر طلبید چشم حضرت زینب
چون بر سر مبارک شاہ شہیدان افتاد گفت واجداہ و امحمداہ بعد ازان خطاب
بہ یزید کرد و گفت ہیچ نمیدانی کہ زنان خود را در سراپردہ عزت و حجاب نشاندی و
دختران رسول خدا را این بے پردگیہا بر شتران سوار کردی و در مجمع مردمان
پیش خود طلبیدی فردائے قیامت از عہدہ عمل خود چہ جواب توانی داد یزید پرسید
کہ این کدام زن است گفتند زینب خواہر حسین ع و دختر فاطمہ زہرا ع پس از ان کلثوم
برخواست و بر سر حسین ع افتاد و لب و دندان خود را بر آن لب و دہان خندان مالید
کہ بیہوش شد بر زمین غلطید چون بہوش آمد دعائے بد در حق یزید کرد و گفت
الٰہی یزید تمتع از دنیا نیابی و چنانکہ ما را در بلا افگندی تو ہم در دنیا و عقبی در راحت نبینی [illegible]
[illegible] گفت مگر این زن ہم خواہر حسین است گفتند آری این کلثوم دختر فاطمہ الزہرا انتہی و در کتاب ینابیع المودۃ
[illegible] شیخ سلیمان بلخی قندوزی [illegible] ام کلثوم [illegible] المدینۃ جعلت [illegible]
[illegible] مدینۃ جدنا لا تقبلینا [illegible] خرجنا منک بالاہلین جمعا [illegible]
[illegible] کلثوم [illegible] کربلا [illegible]

جسکا درجہ تواتر سے بھی بڑہا ہے کہ فریقین میں باتفاق یہ امر مسلم ہے اور چونکہ رئیس المتکلمین شبل الرحمٰن ان روایات شیعہ کو جو علامات جعل و وضع سے خالی ہو بالراس والعین قبول فرماتے ہیں تو اس باب خاص میں روایات شیعہ بھی جو یقینًا علامات جعل و وضع سے مبرا ہیں مقبول ہونگی بوجہ نہایت اشتہار ہم نقل نہیں کرتے کہ ہر کہ ومہ اس سے واقف ہے اور اخبار اور اقوال انحضرات کے علیحدہ علیحدہ کتب سیر و تواریخ و لغت وغیرہ میں بھی قوم ہیں چنانچہ کتاب نہایہ ابن اثیر میں ہے جو کتب مشہورہ معتبرہ اہلسنت سے ہے بذیل لغت فرث فی حدیث ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفۃ اتدرون ای کبد فریتم لرسول اللہ صلعم الفرث تفتت بالغمو والاذی فیہ یعنی حضرت ام کلثوم نے اہل کوفہ سے فرمایا جانتے ہو کس جگر کو رسول خدا کے غم والم سے پارہ پارہ کیا پس جب باتفاق فریقین جناب ام کلثوم شریک معرکہ کربلا ہوئیں تو انکا انتقال تنہا خواہ بہمراہ اپنے زید ایام خلافت معاویہ میں یقینًا غلط ہوا اور اسیطرح وفات اونکی صغر سنی میں جیسا کہ بدایہ السعادۃ میں غلط ہوا الغرض تصحیح روایات متناقضہ و تطبیق وقایع متخالفہ بنابر دأب محققین محدثین ضرور ہوا کہ قایل بوہم و اشتباہ رواۃ ہوں جیسا کہ احادیث صحاح وغیرہ میں اسی بنیاد پر جمع و توفیق کیجاتی ہے پس معلوم ہوا کہ ایک ہمنام کا واقعہ دوسرے ہمنام کیطرف منسوب کیا کیونکہ ماں بیٹی [illegible] دو ہیں اصلی ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم ماں اصلی زید [illegible] ماں بیٹی ساتھ مرے اور جناب ام کلثوم شریک [illegible] دوسری ہیں [illegible] عمر سے علاقہ ہے [illegible] ہے کہ عبد اللہ بن جعفر [illegible] مردوں کا ادرہ [illegible]

کا عقد کرنا حضرت ام کلثوم سے بعد محمد روایات اہلسنت مین بالاتفاق
مذکور ہے گو اسمین اختلاف ہے کہ وفات عبداللہ قبل ہے یا وفات
حضرت ام کلثوم مگر عقد عبداللہ بن جعفر مسلم ہے تو اب یہ بیان کہ بعد
معاویہ وفات کیا غلط ہوا کیونکہ باوجود موجودگی حضرت زینب عقد
عبداللہ محال ہے اور حیات جناب زینب ام کلثوم تا معرکہ کربلا کہ
سنہ ۶۱ ہجری ہے مسلم تو لابد وقوع عقد بعد وفات حضرت زینب
ہوگا اس سے بھی بیان وفات بعہد معاویہ مع زید غلط ہوا چنانچہ تائید
اس امر کی اس روایت اصابہ سے بھی ہوتی ہے فتزوجها اخوه
عبداللہ بن جعفر فماتت عنده یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت ام کلثوم
سے عقد کیا اور اوس سیدہ نے اونہین کے یہان انتقال کیا کیونکہ
اس روایت مین کوئی ذکر زید وغیرہ کی وفات کا نہین ہے پس صورت
یہہ دعوے غلط ہوا خصوصاً درصورتیکہ وفات عبداللہ مقدم ہو بر وفات
حضرت ام کلثوم پس اس صورت مین اور بھی یہ بیان کہ مان بیٹے نے
ساتھ بعہد معاویہ وفات کیا غلط ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ نے
سنہ عہد خلافت عبدالملک مین انتقال کیا پس اس صورت مین
تصحیح روایات کے لیے اشتباہ روایات کا قایل ہونا ضروری ہوگا
ام کلثوم جنھنے اپنی بیٹی زید کے ساتھ عہد معاویہ
زوجہ سابقہ خلیفہ تھی حضرت ام کلثوم بنت جناب
کربلا مین کہ اس صورت مین وقوع عقد ساتھ عبداللہ

بعد وفات حضرت زینب ممکن ہے اور تقدم وفات عبداللہ یا حضرت
ام کلثوم بھی ممکن ہے جسکو ہم بعد اسکے لکھیں گے **تنبیہ** واضح
رہے کہ ہر چند یہ ادلہ مذکور ہوے ابطال واقعہ کاذبہ کے لئے کافی اور
احتمال اشتباہ رداۃ اہلسنت کے لئے حجت شافی ہیں کہ اگر مدۃ العمر دماغ سوزی
اپنی کریں تو ان دلایل کو اوٹھا نہیں سکتے مگر چونکہ غرض راقم تحقیق اصل
واقعہ ہے نہ مجادلہ و مکابرہ با اہلسنت اسیوجہ سے بطور مصالحہ و مساہلہ
گفتگو کی اور قایل بہ اشتباہ رواۃ ہوئے جسکو ہزاروں جگہ علماے
اہلسنت اپنی روایات صحیحہ مین صرف کرتے ہین لہذا قراین اور دلایل و
اسباب اشتباہ پیش کئے اب اسکی حاجت نہ رہی کہ ہم اور دلیلیں اسپر
قائم کرین مگر چونکہ تحقیق کے لئے ہر پہلو و جوانب پر غور کرنا لازم ہے
لہذا کچھ معاضدات خارجیہ اور کچھ مویدات داخلیہ اور ذکر کرتے ہین تاکہ
تحقیق کے لئے کوئی حاجت منتظرہ باقی نہ رہے اور محققان دانشور و
منصفان نکتہ رس کی بخوبی تشفی ہو جاے **معاضدات خارجیہ**

اول قصہ مغیرہ بن شعبہ ہے جس سے کہ یہ واقعہ نکاح غلط بیان
کیا جاتا ہے اور یہی مسئلہ کا یہ واقعہ صحیح بھی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی نے جو تیسرا
[illegible] اہلسنت و جماعت اور احباب خاص خلیفہ دوم سے تھا کہ دولت
خلیفہ حکمران بصرہ [illegible] ام جمیل [illegible] زنا کیا تین صحابے
[illegible] ابوبکرہ [illegible] رسول [illegible]
[illegible]

کہ جسطرح سلامی سرسردانی مین جاتی ہے اوسطرح نہین دیکھا جس نے
خلاف حکم ورائے جناب امیرؑ کیونکہ حضرت کو اسکے رجم کرنے پر ایسا
حتم تھا کہ ہمیشہ بعد اسکے فرماتے رہے اگر میرا دست رس ہوتا تو مغیرہ پر
حد جاری کرتا مغیرہ کو خلیفہ دوم نے حد زنا سے رہائی دی اور اصحاب
ثلثہ پر تہمت لگانے کی حد جاری ہوئی جب موسم حج مین خلیفہ دوم نے
ام جمیل مذکور کو دیکھا تو مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو پہچانتا ہے مغیرہ نے
(بربنیاد اوس عداوت کے جو جناب امیرؑ سے اوسکو مثل دیگر صحابہ حاصل
تھے دنیز اسوجہ سے کہ حضرت کو اسکے حد جاری ہونے پر اصرار تھا)
کہا ہان معاذ اللہ یہ ام کلثوم بنت علیؑ ہے عمر نے کہا تو ہمسے تجاہل
عارفانہ کرتا ہے مجھے ہرگز گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ مولے رسول نے
تجھپر جھوٹی گواہی دی ہو اس حد نہ جاری کرنے پر مجھے واللہ ہر وقت
گمان ہوتا ہے کہین آسمان سے مجھپر سنگ باران نہو اسنتھی تاریخ
طبری اس روایت کے شرح پر ہرگز کوئی مسلمان قادر نہین کہ مغیرہ نے
کس بے ادبی کا کلمہ استعمال کیا اور خلیفہ نے تنبیہ و تادیب اوس ملعون
کی نہ کی سبحان اللہ فرضی مقام پر دختر ابوبکر کے نام لینے سے بے ادبی
ثابت ہو اور واجب التعزیر قرار پائی اور یہ ملعون ایسا کلام بے ادبانہ کرتا ہے
خلیفہ کو کچھ جوش ہی نہین آتا نہ تلوار ہی چلاتے ہین نہ درا
مغیرہ پر حد جاری کرنے سے تو آسمانی رجم کا خوف ہو
کلمہ سے تعلق حضرت کے ہنر کے کا کچھ ذکر نہین ہر کیف جسطرح

انعدام محبت و ولاے صحابہ و خلیفہ دوم با جناب امیر ع و اہلبیت طاہرین
ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح انعدام وقوع عقد مذکور بھی ظاہر ہوتا ہے
اور وضعیت روایات بھی ہویدا ہے کیونکہ پہلا جملہ صغر سنی تو اس تمثیل سے
بالبدیہہ باطل ہوا اسلئے کہ ممکن نہین کہ کوی احمق بھی ایسی تمثیل مہمل صریح
البطلان بیان کرے کہ تیس چالیس برسکی عورت کو تین چار برسکی
لڑکی قرار دی خصوصًا مغیرہ ایسا عاقل جسکو اہلسنت نے عقلاے عرب سے
منتخب کیا ہے بہرکیف اسکے ساتھ دوسرا جملہ یعنی وقوع عقد بھی باطل ہوا
کیونکہ اگر عقد ہوا ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ مغیرہ ایسا کلمہ خلیفہ کے روبرو نکالتا
اور خلیفہ کو اپنے ناموس کا ننگ و عار بھی ہوتا جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ
یہ واقعہ عقد محض غلط اور سراسر تہمت اور افترا ہے پس تصحیح روایات کیلئے
اقرار باشتباہ رواۃ ضروری ہوا دوسرے (مسئلہ کفارہ) ترجمہ
صواعق محرقہ مین ہے بدانکہ از احادیث سابقہ معلوم شد کہ انچہ صاحب
تلخیص از اصحاب ما گفتہ کہ از خصایص پیغمبر است کہ اولاد بنات آنحضرت
بآنحضرت منسوب اند در کفاءۃ وغیر آن و اولاد بنات دیگر باجداد مادری
منسوب نمیشوند در کفاءت وغیر ذلک قول او موجہ است و معنی انتساب اولاد
کہ از خصوصیات آنحضرت است آنست کہ میتوان گفت آنحضرت پدر ایشانست
و ایشان پسر آنحضرت اند تا در کفاءۃ معتبر باشد چنانچہ زنے شریفہ ہاشمیہ
کفو مردے غیر شریف نیست اما انچہ گفتہ اند کہ ہاشمی و مطلبی کفو یکدیگر اند
محل آن غیر انحضرت است چنانچہ [illegible] آن آن بالنظیر [illegible]

مسطور ہیں انتہے پس اس سے معلوم ہوا کہ کفو ہاشمی کا مطلبی ہاشمی
کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے اور نکاح میں لزوم کفائت خود خلیفہ دوم کا
بھی مذہب تھا ازالۃ الخفا میں ہی قال لامنعن فروج ذوات الاحساب من النساء ص ۱۱
الا من الاکفاء کہا عمر نے میں مانع ہونگا کہ زنان صاحب حسب کا نکاح غیر کفو غیر
ہمسر سے ہو ایضاً خلیفہ صاحب نے غلام کے نکاح کرنے کو زن آزاد سے
بھی منع فرمایا ہے اور عربی عورتوں سے عجم مردوں کے نکاح سے
ممانعت کی پس با اینہمہ احادیث نبوی جنکا نتیجہ صاحب صواعق نے
یہ نکالا کہ زن شریفہ ہاشمیہ کفو مرد غیر شریف نیست وبا این مذہب خلیفہ دوم
کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ دوم نے ایسا خطبہ کیا ہو اور بلا لحاظ کفویت جناب امیر
علیہ السلام پر یہہ جبر شدید کیا ہو کہ جناب ام کلثوم کا انسے عقد کر دیں اور جناب
امیر نے خلاف احکام رسول معاذ اللہ اس امر کو قبول کیا ہو اور خلیفہ دوم
کا کفو نہونا اسدرجہ واضح ہے کہ خود انہیں روایات سے ظاہر ہے کہ جب
حضرت عقیل نے منع کیا اور غیظ وغضب ظاہر کیا تو جناب امیر نے فرمایا
کچھہ جانتے ہو مقصود خلیفہ اس عقد سے کیا ہے فقط حدیث نبوی پر عمل کرنا
جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عقیل بلکہ جناب امیر کے نزدیک
بھی عمر کفو نہ تھے علاوہ بر آن جب جناب خلیفہ اول ازل البطن ہو جیسا کہ تکمیل
الایمان شاہ عبد الحق میں ہے وہ ازل البطن
کرد کہ از بنی تیم بود تو ادنیت اور ارذلیت
... کو ... کہ ... ہو سکتا ہے اور تیما ...

ص ۱۱۰
ازالۃ الخفا

عن ابن اسحاق ... خطب عمر الی علی ... فاستشار علی العباس وعقیل والحسن فغضب عقیل وقال یا علی ...

نسب خلیفہ دوم پر طاعن رہے خالد بن ولید خلیفہ کو ہمیشہ اعیب بن حنتمہ کہتے تھے مہاجر بن خالد ہمیشہ تشنیع کرتے تھے عمرو عاص یا انکے بلند نسبی جو کچھ انکے حق مین فرماتے تھے تھا یا در ازالۃ الخفا مین وجود خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جسکا قول خدا نے بالاے سبع سموات سنا جو کہا معلوم ہے کہ عمیر اتنی عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر حضرت عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضلت للہ بیظار املک کانی کرایها اس قابل نہین کہ بیان ہو خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنی نسب سے ظاہر کی ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اس بیہچ شرافت نسبی کے تین پشت تک روض الانف سہیلی و رتاریخ اور کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے جسکے نتایج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو نہایت ہی شرمناک اور عبرت افزا قصے ہین کسیطرح بیان نہین لکہ سکتے اور وہ اصل کتاب پر محمول ہین لیکن صاحبان عقل وادراک اسی سمجھ سکتے ہین کہ جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ ولد الزنا بدترین ثلثہ ہے یعنی زانی و زانیہ سے ولد الزنا بدتر ہے تو فوراً فرزند خلیفہ عبد اللہ بن عمر نے اس قول ابوہریرہ سے کہ حدیث رسول تھی تردید کی اور کہا ولد الزنا خیر الثلاثہ یعنے ولد الزنا تینو نمین بہتر ہے (کنز العمال) شاید خلیفہ ثانی نے ایسی ہی روایتون کی بدولت ابوہریرہ کو منع کیا کہ جناب رسالت کی حدیثین نہ بیان کرو ورنہ جلاوطنی کی سزا ملیگی ور دوس کے پہاڑون پر پہونچا دیے جاؤ گے کیا ایسی کی کسی کہ فقط اول بحرین کا حاکم لگا کر ابوہریرہ کو ...

ذو الفقار حیدر جلد دوم ص ۱۱۱ ملاحظہ ہو ۱۲

اول استقصاء الافحام ... مین قابل ملاحظہ ہی ۱۲

کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہو گئی (ی)
مسلمانو کہان ہو کس خواب غفلت مین پڑے ہو ذرا چونکو برای خدا
غور کرو کسی مذہب مین بھی ولد الزنا اچھا سمجھا گیا ہے جو اسلام مین
کہ اشرف ادیان ہے اوسکی تعریف کیجائیگی چہ جائیکہ وہ مقتدای دین خلیفہ سید المرسلین بابت قرار پائے
پھر عبداللہ بن عمر کی تو ممکن ہے اوسوقت ابوہریرہ کی تعریض کا جواب دیا ہو اب کیا ضرور ہے
کہ اسپر ترقی کرکے یہ قاعدہ بناین کہ ولد الزنا انجب یعنی ولد زنا سب سے
زیادہ نجیب ہے جیسا کہ محاضرات امام راغب اصفہانی مین ہے کہ کہا قدامہ نے
اولاد زنا انجب ہے کیونکہ مرد جو زنا کرتا ہے تو برغبت تمام و نشاط کامل اس سے
جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جو حلال سے پیدا ہوتا ہے
پس چونکہ مرد اپنی زوجہ حلال سے بتصنع و تکلف تعلق کرتا ہے لہذا لڑکا
کامل نہین ہوتا علامہ قطب الدین شیرازی بھی اپنی نزہۃ القلوب مین اس
افادہ پرفائدہ سے تازگی قلب جگر حاصل کرتے ہین کما فصل فی استقصاء
الافحام ازینجاست کہ چونکہ مولوی حیدر علی کو حضرت خلیفہ دوم سے تعلق
خاص ہے لہذا شیعونکی ایسی روایتون پر جنمین مذمت ولد الزنا وارد ہے
بہت کچھ اعتراض کیے بدلالت خود بڑے شد و مد سے انکا ابطال کیا
اور اپنی بہ نسبت انکار کلی کیا کہ اہلسنت کے یہان کوی روایت اسکے
مذمت مین نہین ہے منتہی الکلام مین بعد نقل بعض روایت شیعہ مذمت ولد الزنا
مین فرماتے ہین وبحمد اللہ کہ معتقدین اہل حق از تخریج این روایات مبرا و منزہ
اند چنانچہ از رسالہ ملا علی قاری کہ در موضوعات حدیث جمع فرمودہ

صہ ۱۰۸ استقصاء الافحام جلد اول

ص ۶۸۵ نهایت ص ۵۵۳
استقصاء الافحام مجلد اول

ہویدا ہی شود اسکے جواب سکا تو کتاب مستطاب استقصاء الافحام مین قابل
ملاحظہ ہے کہ امام احمد بن حنبل ابن ابی شیبہ عبد بن حمید سفیان ثوری
عبد الرزاق ابو عیسی ترمذی نسائی ابو داؤد ابن ماجہ حاکم ابو حاتم دار قطنی
بیہقی ابو نعیم اصفہانی ابن قیل ابو العباس خرائطی ابن ابی حاتم ابو الشیخ ابو
سلیمان خطابی طبری طبرانی ابو العلی خطیب بغدادی ابن مردویہ ابن نجار طالقانی
رافعی منذری ثعلبی زمخشری ابن اثیر جزری ابو الحسن ابن اثیر جزری
ابن مندہ ابن السکن نجم الدین قمولی عبد العزیز وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد
پچاس سے زیادہ ہے بالاتفاق احادیث کثیرہ مین جسکی تعداد
صدہا سے متجاوز ہے مذمت اولاد زنا اور انکے جہنمی ہونے کے
ناقل ہین یہانتک کہ سات پشت تک بھی حکم اونپر جاری ہے بارہویں مولوی
حیدر علی کی ایسی روایات سے انکار کرنے اور ان احادیث کی ناقلین کو
معتقدین سے نکال لیتے اور اس کدو کاوش سے نفی مذمت اولاد زنا
مین جو نتیجہ نکلتا ہے عقلاے روزگار پر ظاہر و ہویدا ہے اور اس
جانکاہی سے انکی جو اخرابیت ہوتا ہے محتاج شرح نہین کہ کیون
ایسی کدوکاوش کی بہر کیف با اینہمہ کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ خلاف اپنے مذہب کے
موضوعات الاحباب مین کفو کو ضروری قرار دیا ہے اور خلاف حکم رسول
کے کفو بنی ہاشم غیر بنی ہاشم و عبد المطلب بنیز ہے ایسا مضمون کرین
ان [illegible]

ابو بکر سے ہے کہ روایت نے بجہت شرکت نام و حسد تمام اسطرف منسوب کیا
متاخرین نے بتقلید متقدمین شافعیین انہین موضوعات کو مشتہر کیا
دیکھیے باتفاق تمامی مورخین و محدثین اہلسنت جناب رسالت مآب نے
اپنی بیٹیان رقیہ و ام کلثوم کو پسران ابولہب کافر سے جو بنی ہاشم مین تہا
بیاہا مگر حضرت نے شیخین سے کسیکو اس لائق نہ جانا کہ کوئی بیٹی اپنی اون سے
بیاہتے پس بجز عدم کفائت کون باعث تہا جناب سیدۃ نساء العالمین
صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کی بابت شیخین نے یکے بعد دیگرے خطبہ کیا مگر یہ دفعہ نامنظور ہوا
پس جب خاندان رسالت مین اسقدر پابندی کفائت اور
قرابت خاندانی کی گئی تہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا اگر علیؑ
پیدا ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا جسمین بلا استثنا سب داخل ہین
اور ہمیشہ عمل درآمد بہی اسی پر رہا کہ اپنے ہی خاندان مین وصلت و پیوند
ہوا کیا اور خود خلیفہ کا بہی یہی مذہب تہا کہ نکاح مین کفو ضرور ہے چنانچہ
سابقا مذکور ہوا اور کنز العمال مین ہے ان عمر کان یشدد فی الاکفاء یعنے عمر
کو نہایت سختی تہی کفائت کے بارےمین تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ ایسا اقدام
کرتے یا معاذ اللہ جناب امیرؑ برخلاف سیرت نبوی [illegible]
بیلیت جناب گوارا کرتے از نجاست کہ خود غلام علی آزاد بلکہ
اہلبیت سے ہین اس عقد پر سخت تعجب ہوا کا نقل [illegible]
پابندی کے [illegible] اگر ہوا لیکن بوجہ تعصب مذہبی امر [illegible]
[illegible] کہ جو [illegible] غلام تہا بوجہ قلت رجال [illegible]

صریحی ہٹ دہرمی ہے کیونکہ یہہ امر صاف صاف اونہین روایات مین
مرقوم ہے کہ حضرت ام کلثوم کی نسبت فرزند جعفر سے مقرر تھی پہر کیون وہ
نسبت ترک کی گئی سوا اسکے ابتداء اسلام تو وہ تھا جسمین شیخین نے عیاذاً باللہ
جناب سیدہؑ کے بارہین استدعا کی ورنا منظور ہوئی پس جب وہان جناب
رسالت مآبؐ نے اس قابل نہ جانا تو اس صورت خاص مین کیونکر ممکن ہے
کہ جناب امیرؑ منظور فرماوینگے سبحان اللہ جسکو ابوبکر و عثمان اپنا کفو
نجانین جناب امیرؑ کا کیونکر کفو ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ تمامی کنبہ
قبیلہ از خورد تا بزرگ اس امر مین ناراضی ظاہر کرین اور خود دختر نیک اختر بہی ناخوشی
اپنی بیان کرے اوسپر بہہ جبر شدید کیا جاوے لا واللہ لا یکون
ہذا ابداً بجز احتمال اشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک نام یا عرف کذا یئن و ضایین
دوسرا احتمال ہو نہین سکتا تسلیم سے بہہ بہی ان سب روایات مین
بیان ہوا ہے کہ مقصود خلیفہ اس عقد سے محض اتصال یا سبب و نسب
رسول اللہ و دیگر امور از قسم خانہ داری وغیرہ از الۃ الخفین مین ہے
فاروق بجوابش گفت کہ مقصودم خانہ داری نیست ولیکن از جناب
رسالت آبؐ شنیدہ ام ایضاً عمر گفت کہ بخدا خطبہ و نہ کردہ ام فقط
برائے خانہ داری ایضاً گفت خطبہ کرد عمر بسوے علی بن ابیطالب
ام کلثوم را البس از حضرت عباسؓ و عقیل مشورہ فرمود عقیل منع نمود
حضرت فرمود حضرت عباسؓ را کہ ... بدرجہ ... ہے ... نسبت

مقصود او بالذات عمل نمودن ست بر حدیث حضرت رسالت مآب صلعم کہ

ذریعہ وکل سبب ایخ اقول اولاً بہ بدیہہ عقل یہ بات اس روایت سے

ظاہر ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم جناب امیرؑ کے نزدیک بھی قابل اس عقد کے

نہ تھے کیونکہ اوس کلام سے جو حضرت نے عقیل سے کیا صاف ظاہر ہے

کہ لائق اس عقد کے نہیں ہیں صرف بغرض اتصال سبب ونسب یہ

عقد کیا جاتا ہے پس بھلا کوئی عاقل قبول کر سکتا ہے کہ دوسرے کی

شرافت حاصل ہونے کے واسطے اپنے پر ایسا ننگ و عار گوارا کرے کا

اور بالفرض اگر ایسا ہی تھا تو جناب رسالت مآب صلعم نے کیوں نہ ایسی کسے

دختر نیک اختر کا اپنے عقد کیا حالانکہ ان لوگوں نے استدعا بھی کی تھی

اور حضرت کی ضرورت اور محبت کو شیخین سے ساتھ بہ نسبت جناب امیرؑ

علیہ السلام کے زیادہ مانتے ہیں سبحان اللہ کفو کا خیال جنگ و جدال

تک ہیں سو اور بیٹی بیاہنی ہیں تو جناب امام حسین علیہ السلام الموت

اولی من رکوب العار مرنا بہتر ہے ننگ و عار قبول کرنے سے فرمائیں اور

جناب امیرؑ یہ ننگ گوارا کریں لا واللہ لا واللہ ثانیاً یہ ممانعت حضرت

عقیل خلاف خیر خواہی کیونکر ہو گئی جو حضرت نے فرمایا بجز اس کے عقیل

مگر یہ خیر خواہی نسبت آنحضرت خاندان رسالت کو اس نسبت سے منع کیا مقصود

تھا جو ضرورت ہونے عقد کے بد خواہی ہو بھلا کوئی عاقل اس ممانعت

حضرت عقیل کو بدخواہی کہہ سکتا ہے جو جناب امیرؑ اسکو بدخواہی کہیں

[illegible] مانع تھے اور حسنین علیہم السلام بھی [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

مانع رہے جیسا کہ انہین روایات سے ظاہر ہے بہر کیف کسی عاقل کو
دروغ اور موضوع ہونین اس حکایت کے کوئی شبہہ نہین ہے
لیکن اب واقعات تاریخی سے غلطی اس روایت کی ثابت کرتا ہون
اما اولاً پس عدم صحت اسکی ایسے ہی ظاہر ہے کہ پہلے خلیفہ دوم نے
ام کلثوم بنت ابو بکر سے عقد کرنا چاہا جب عمرو عاص نے حق تلفی
ابو بکر کا خیال دلا کر ہ کا تو پھر رائے دی کہ معاذ اللہ ام کلثوم بنت
علی سے خواستگاری کرو اور تعلق بسبب رسول کو ذریعہ قرار دو
جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ دعوے محض غلط ہی ہے خواہان خلیفہ نے
دفع خرافت و دنارت نسب کے لیے وقت وضع اس روایت کے
یہ ضمیمہ بڑھا دیا تاکہ فریب انکا بخوبی کارگر ہو اور جعل و افترا انکا بے کر سچا ہے
و قد ھم ثانیاً اس قضیہ وضعیہ کے مابعد والی کارروائی سے بھی
ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیان یعنے صرف بغرض اتصال با سبب رسول
عقد کرنا محض غلط ہے کیونکہ اگر واقعی مقصود خلیفہ اتصال بسبب رسول
تہا نہ مطالب مقصود تمام عقد تو چاہیے تہا بعد اس عقد کے دوسرا عقد
نہ کرتے خصوصاً درصورتیکہ اوسوقت بالکل حاجت نساء انکو باقی
نہ تھی جیسا کہ ... ہے عقد مین مذکور ہے حالانکہ مطالعہ کتاب کامل
ابن اثیر جزری ... سے کہ بعد اس عقد موضوع کے
... اور جانکر
... سے معلوم ہوا

غلطی بیان اصل منشا عقد

... اصل منشاء عقد ...

کر بعد اس عقد موضوع کے خلیفہ نے تین عورتوں سے عقد کیا
بلکہ اوسی کتاب کامل میں ہے کہ آخر اولاد عمرؓ زینب سے ہے بطن فکیہہ ص ۲۳ کامل جلد ۳
سے پس اگر منشاء عقد صرف اتصال سبب رسول تھا تو بعد حصول
اوسکے دو تین عورتوں سے کیونکر عقد کرتے حالانکہ مواہب لدنیہ
قسطلانی میں ہے کہ کہا شیخ ابو علی سنجی نے حرام ہے عقد کرنا دوسرے سے بعد عقد بنت نبی کے
اور ذخائر العقبی میں ہے کہ مسور بن مخرمہ سے کہ حسن بن حسنؑ نے مسور کی بیٹی سے عقد کرنے کا
قصد کیا اور پیغام دیا مسور نے بوقت شام ملاقات کے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی کہا کہ کوئی نسب سبب
دامادی تم اہلبیت سے زیادہ مجھکو نہیں ہے مگر رسول ص نے فرمایا ہے کہ فاطمہ پارہ جگر میری ہے
جس سے فاطمہ کو رنج پہونچتا ہے وہ مجھکو رنجیدہ کرتا ہے اور جو سبب
مسرت فاطمہ ہے میری مسرت کا باعث ہے اور یہہ کہ فرمایا حضرت نے
ہر نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا نسب و سبب بعد اسکے مسور نے
حسن بن حسن سے کہا کہ فرزند رسول کے بیٹی تمہاری زوجہ میں اگر میں اپنی
بیٹی تمسے بیاہوں تو اس سے ضرور اونکو رنج پہونچیگا پس حسن بن
حسن ع نے اسکا عذر قبول کیا مصنف ذخائر العقبی کہتے ہیں کہ یہ روایت
اسکی دلیل ہے کہ مردہ سے بھی اون امردن کے رعایت کیجائے جن امر کی
رعایت زندون سے کیجاتی ہے حالانکہ ذکر کیا ہے شیخ ابو علی سنجی نے
کہ دختران نبی سے عقد کرنے کے بعد دوسرے سے عقد کرنا حرام ہے
تمام ہوا ترجمہ ذخائر العقبی اور ہرگاہ خود اہلسنت اسکی تصریح کرتے ہیں
کہ جو امر موجب ایذائے جناب سیدہ ہے قلیل ہو خواہ کثیر وہ امر

موجب ایذاے سرورکائنات ہے اور ایذاے حضرت حرام ہے جیسا
کہ سابقاً صحیح بخاری سے قصہ موضوعہ خطبہ جناب امیرؑ میں واسطے دختر
ابوجہل کے مذکور ہوا اور خود فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے
کہ کہا ابن تین نے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ پر اسوجہ سے جمع دختر
نبی و دختر ابوجہل کو حرام کیا کہ یہ جمع موجب ایذاے آنحضرت ہے اور
ایذاے آنحضرت حرام ہے بالاتفاق انتہے پس جب مطلق ایذاے
جناب سیدہؑ کے خیال سے تاحیات معصومہ جناب امیر پر دوسرا
عقد حرام ہوا تو اس عقد خلیفہ دوم سے بھی (جسکو بعد عقد حضرت ام کلثوم
علیہ السلام بیان کرتے ہیں) ضرور جناب ام کلثوم کو ایذا ہوگی اور حضرت
کی ایذا ایذاے جناب سیدہؑ ہے اور ایذاے جناب سیدہ ایذاے
جناب رسول ہے جو حرام ہے ازینجاست کہ شیخ عبدالحق صاحب
تکمیل الایمان میں صفحہ ۹ فرماتے ہیں و بعضے دیگر گویند کہ قتل حضرت امام حسین
علیہ السلام گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومن یا مومنہ بناحق کبیرہ است بکفر و
لعنت مخصوص کافر انست ولیت شعری کہ ارباب این اقاویل تجاہل
احادیث نبوی کہ ناطق اند باآنکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہؑ و اولادش
موجب بغض و ایذا و اہانت رسول ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہ میگویند
وآن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم ست بلاشک و ریب آیہ ان الذین
یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا پس جب ایذاے
جناب ام حسینؑ بلکہ ہر دختر جناب ام حسینؑ موجب ایذاے

جناب سیدہ ورسول ہے تو ایذاے جناب ام کلثوم کیونکر نہ موجب
ایذاے جناب سیدہ ورسول خدا ہوگا پس بدون انکار از وقوع عقد
حضرت ام کلثوم اہلسنت کو کوئی چارہ نہ رہا سبحان اللہ ام کلثوم دختر
ابوبکر کے عقد کرنے سے تو باین خیال کہ شاید کوئی قصور اوس سے
سرزد ہو اور اوسکی تنبیہ کیجائے تو حق تلفی ابوبکر لازم آوے گی خلیفہ ضاحب
باز آئین اور بضعہ رسول کے عقد کرنے مین باوجودیکہ نصوص صریحہ و احکام
واضحہ و عدم کفاءت نہ حرمت کا خیال ہو نہ ایذاے رسول کا لحاظ خواہ
نخواہی عقد ہو جاے اور جناب امیرؑ قبول فرمائین حاشا و کلا کوئی
عاقل منصف مزاج اسکو قبول نہین کرسکتا جو تھے فضائل خلیفہ
دوم مین بیان ہوا ہے کہ بعد حصول خلافت خلیفہ دوم نے اپنی زوجہ
محبوبہ کو جس سے نہایت محبت تھی طلاق دی باین خیال کہ شاید اوسکی سعی
اور سفارش سے تعمیل احکام و حدود دین کوتاہی ہو پس جب انکو اسقدر
عدالت کا لحاظ تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ اس جبر شدید سے خلاف عدالت
ایسا عقد کرین علاوہ برآن اس عقد سے بھی تو اوسی تعطیل احکام کا
خوف پیدا ہونا چاہیے تھا بلکہ اوس سے زیادہ کیونکہ ایک تو خاندان
رسالت سے ہونا ہے احتمال سعی و سفارش کے لیے کافی تھا
چہ جائیکہ عیاذاً باللہ زوجہ خلیفہ ہون وہ بھی اس اصرار و مبالغہ سے جسکو
محبوبیت لازم ہے کہ ایسی حالتین خواہی نخواہی سعی بیجا کے راہ
کالتی ہین کہ لا یخفی باقی رہے موبدات اخلیہ جو تحفت استناد مین

اول حالت نکاح سے ہے پس جاننا چاہیے کہ وقوع نکاح مذکور مین صرف
تین مختلف قول منقول ہین ایک یہہ کہ جناب امیر نے فرمایا کہ اگر تم صغر سنی پر راضی ہو
تو یہہ تمہاری زوجہ ہے مولوی حیدر علی کے نزدیک یہی جملہ وقوع نکاح
کے لئے کافی ہے دوسرے یہہ کہ فزوجہا یعنے نکاح کر دیا جس سے پہلی
صورت نکاح کی غلط ٹھہری کیونکہ جب نکاح ہو چکا تھا تو پھر نکاح کرنا کیسا
معذلک اسمین اختلاف ہے کہ پہلے عمر کے پاس بھیجا تب عقد ہوا یا پہلے
عقد ہوا تب عمر کے پاس بھیجا اور حسنین سے اجازت لینے کے بعد عقد ہوا یا حضرت عباس و عقیل
کے مشورہ کے بعد چنانچہ مقالہ ثانیہ مین یہ بحث آوے گی انشاء اللہ تیسرا قول یہہ ہے کہ
حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا اور خود وکالۃً نکاح کر دیا یہہ
تینون قول باوصف اختلاف شدید ایسے ابہام اور اجمال سے بیان کیے گئے
کہ ہرگز اس امر عظیم الشان مین جسکا ابتدا سے قصہ اس شد و مد سے بیان ہو
اصل امر جو نتیجہ شد و مد ہے کبھی یون بیان نہین ہو سکتا پس یہ بیان مجمل و مبہم
و مختلف باشد اختلاف خود قرینہ قویہ ہے اشتباہ رواۃ کا اور کسی روایت مین
خطبہ وغیرہ کا مذکور نہ ہونا دلیل قاطع ہے اور جو کہ روایات اہلسنت سے خوب
ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ عقد طول کھینچا اور طرفین سے کد و کاوش کی نوبت پہنچی ہو
باینہمہ ان روایات سے یہہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت بلکہ بعد
نکاح بھی صحابہ کبار مہاجرین اولین اس سے ناواقف رہے کیونکہ جب
خلیفہ دوم اوسنے طالب مبارکباد ہوئے جو بعد وقوع عقد ہوتا ہے
تو سب نے کہا کس بات کی مبارکبادی دیں تب انہون نے وقوع عقد کو

بیان کیا صحابہ نے اسپر اعتراض کیا کہ ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنے کا
کیا فائدہ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد وغیرہ نہیں ہوا ورنہ لاعلمی
اون مہاجرین اولین کی اور اعتراض بعد العقد خارج از عقل و قیاس ہے
چنانچہ خود مولوی حیدر علی دربارہ روانگی لشکر قتال مرتدین کے
منتہی الکلام ص۹۳ میں فرماتے ہیں کہ اختفا و استتار این قسم امور کہ در مجامع اصحاب
بر ہمہ اصاغر و اکابر جاری شود از محالات عادیہ است چنانچہ گفتہ اند ع
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو ان
صحابہ پر کیونکر مخفی ہوتا جو خلیفہ سے پوچھ رہے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں
جس سے صاف لاعلمی انکی ظاہر ہے ازینجاست کہ روایتیں بھی باہم
مختلف اور ایک دوسرے کے معارض ہیں کیونکہ ایک روایت کا حاصل
یہ ہے کہ عمر نے استدعا کی حضرت نے صغر سنی و تقرری نسبت کا عذر کیا
عمر نے اسپر الحاح اور اصرار کیا اوسوقت حضرت نے فرمایا میں نے نکاح
کردیا پس وہ روایتیں جنمیں مشورہ لینا حضرت کا عباس اور عقیل سے اور
ناراضی عقیل پھر اوسکے بعد عقد کردینا اور بعد مشورہ حسنین ع و ناراضی امام حسین ع
عقد کردینا اور بعد تکلم امام حسن و سکوت امام حسین ع بھیجنا حضرت کا عمر کے
پاس اور پیغام پہنچانا اور عمر کا گلے سے لگانا و اعلام حضار مجلس کی وکالہ اور
تزویج میکنم ایشان گفتند این صبیہ صغیر است چگونہ تزویج میکنی جیسا کہ
صواعق میں ہے بالکل اسکے معارض و مخالف ہیں بہرکیف اسطرح سے
جب جناب عقد ہو جاتا کہ جسکا چرچا ہوا اور مہاجرین اولین کی اعلم محفل

قریب قریب محال عادی ہے حالانکہ عموما نکاح مین تاکید شدید
ہے کہ فرمایا حضرت نے اشکارا کنید این عقد شرعی را کہ نکاح ست
وبکردانید انرا در مسجد ہا و زنید بر آن دفہا اور نیز فرمایا فرق کہ میان حلال و حرام است
آواز کردن و دف زدن ست و مراد بآواز گردن تشہیر ست میان مردم
کما فی شرح المشکوۃ اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ نکاح بعلان
کیا جاوے اور اہل قریہ اور اہل شہر کا مجمع ہو سکتے کہ جس نکاح پر ایک مرد و ایک
عورت شاہد ہون اوسکو باطل کر دیتے تھے کما فی ازالۃ الخفا پس جب
عموم نکاح کی یہہ حالت ہو تو یہہ نکاح خاص جسمین ایسی کد و کاوش کی گئے
اور بدقت تمام معاذ اللہ یہہ منقبت عظمی خلیفہ کو حاصل ہوئی بدرجہ اولے
مستحق اعلان و اشتہار تھا کہ مجمع عام کیا جاوے اور حضار جلسہ کے سامنے
خطبہ ہوتا تعیین مہر ہوتا عقد واقع ہوتا دیکھئے جناب سیدہ ع کے عقد مین
نہ کوئی کد و کاوش ہوئے نہ کوئی اصرار و انکار اوسپر بھی مہاجر و انصار جمع
کئے گئے جناب خدیجہ کے عقد مین بھی قریش کا مجمع کیا گیا اور خود انحضرت
نے اسکا حکم قطعی دیا پس با وصف امور مذکورہ بالا ان باتون کا نہونا
بجائے خود دلیل قطعی عدم وقوع نکاح و اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اتحاد
نام مشتبہ ہوئے اسیطرح ولیمہ وغیرہ کا مذکور ہونا کسے روایت مین
منسوب اشتباہ رواۃ ہے تیسری تاریخ روز مہینہ سال وقوع عقد
مذکور کا بھی کسی روایت مین مذکور نہین ہے حالانکہ یہ امر اون قابل
غلبہ ہے کہ ممکن نہین اسکے تاریخ وغیرہ کو ضبط نکریں حالانکہ فاطمہ

بنت ابو لبیہ سے جو خلیفہ نے عقد کیا اوصلی تاریخ تک تحریر کرتے ہین
چوتھی ولادت زید کا بھی کوئی سن و ماہ و تاریخ وغیرہ کسی روایت سے
ظاہر نہین ہوتا پس یہہ کل امور قرینہ قویہ ہین غلطی روایات و اشتباہ رواۃ
کے کیونکہ اگر کچھ بھی اصلیت اسواقعہ کی ہوتی تو ضرور ناقلان اخبار و
حاملان آثار ان امور کو نقل کرتے خصوصًا وہ لوگ جنھوں نے ایسے امور
جزئیہ کو نقل کیے جو کہین بیان بھی نہین ہوتے مثل اسکے کہ بوسہ لیا اور
ساق یا کھولی بازو تھاما سینہ سے لگایا بلکہ وہ باتین نقل کین جو درون
خانہ کے بغین جینر اغیار کو اطلاع بھی نہین ہوتی مثل مشورہ حضرت عقیل
و عباس و حسنین علیہم السلام اور غصہ کی حضرت عقیل اور جناب امیر کے
پس ایسے امور کا نقل نہ کرنا جنکو اصل واقعہ سے تعلق خاص ہے
اور صاحبان تحقیق کو اسکی تفتیش کی ضرورت ہے دلیل عدم وقوع
ہے جیسا کہ واقعی یہی ہے کہ نہوئی کیونکہ عقد ہی نہوا قصہ تو اصل اسقدر
ہے کہ خواستگاری خلیفہ دوم اور انکار ام کلثوم بنت ابوبکر کو رد و
دو ام کلثوم کے ساتھ ملا جلا کر درمیان قصہ سے حضرت ام کلثوم کی
کیطرف منسوب کر دیا اور ان جملہ واقعات مختلفۃ الاشخاص کو بالکلیۃ اشتباہ
جوڑنے ہمنام کا قصہ قرار دیا خطبہ با مجمع اعیان و مہاجر و انصار و جلسۂ شہود
و وکیل یا ولیمہ وغیرہ کہانسے آتے کیونکہ یہ کل امور لوازم نکاح سے ہین اگر نکاح
ہوتا تو یہہ امور بھی ہوتے اور نقل بھی ہوتی بیان تو اصل ہی غائب ہے
پھر وہ امور کہان سے آوین جو منقول ہوئین ہم چند کہ غائب ... چند کلمہ

حافظہ نہین ہوتا نہ عقل ہوتی ہی اسوجہ انکی طبیعت سے کبھی نہ بڑہا سکے ورنہ
اونکو تے وقت نہ تھے اسیطرح ام کلثوم دختر ابو بکر کے عقد وفات
وغیرہ کا حال نہ معلوم ہوتا اور اسیطرح ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ
سابقہ عمر کے وفات وغیرہ کا مذکور نہ ہوتا اور زید بن عمر کے حالات کا پتہ
نہ ملتا بجز اسکے کہ ایک زید بن عمر اور اوسکی مان ام کلثوم نے ساتھ وفات پائی
سبب اشتباہ و ارتیاب ہے کہ رواۃ نے بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین کر
ایک کا حال دوسرے کیطرف منسوب کیا کہ تین شخصونکی ہیولی صورت کو مخترع
کرکے چوتھی صورت قایم کی خطبہ انکار اصرار اعتذار تقرر نسبت کو ام کلثوم
بنت ابو بکر سے مخترع کیا اور وقوع عقد عمر و تولد زید و وفات بعہد
معاویہ کو ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ سابقہ عمر سے منتزع کیا اور
چالیس ہزار مہر ہونا یا اس ام کلثوم خزاعی سے لیا یا ام کلثوم اسلمیہ
حدیبیہ سے چھینا ان سبھونکو ملا جلا کر علیا مکرمہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
زوجہ محمد بن جعفر کیطرف منسوب کیا جنہین نہ ام کلثوم بنت ابوبکر والی منسوبی لایق
جاتی ہے نہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی و زید و رقیہ و علی و وفات بعہد معاویہ بلکہ انکی
بارہ برس کا ہونا ابتدای قصہ مین اور شریک معرکہ کربلا ہونا آخر قصہ مین باتفاق فریقین ثابت ہے
لیکن ایسی صورتین کہ اسقدر قباحت و شناعت لازم اوی بلکہ لزوم محالات کا سامنا ہو
جب ایکم علامہ سبط ابن جوزی حنفی و علی جنہونے روایات کشف سیاق یا دہو کو
صحیح کرکے باطل کر دیا و قاضی عیاض و مازری و فاضل رشید جنہونے روایت صحیح
مسلم کو بوجہ لزوم شناعت قطعیہ [illegible] کیا ہم ما تم کرنا ن

توضیح اشتباہ روایات و کیفیت اختراع و اختلاط حالات

باطل کین ۱ ور موضوعات ومفتریات وضاعین وکذابین سے قرار دین جیسا
کہ نفس الواقع تمام تر رواۃ وناقلین اس قصہ کے ان عیوب کے ساتھہ
منصف ہین کما ستجئے انشاء اللہ مگر فقیر بنا بر مصالحہ ومسابلہ حسب حکم
مولوی حیدر علی بھی قایل بہ اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک نام ام
کلثوم کے درمیان چار شخصون کے درصورت عدم افتراق رواۃ مشتبہ
ہوے فرق حق وباطل نہ کر سکے تین شخصونکا مختلف قصہ جو تھے ہمنام
کیطرف منسوب کردیا خواہ بالقصد یا لا عن قصد چنانچہ نظیر اسکی قصہ امام
اعظم کوفی ہے جسکو مولوی حیدر علی یون بیان کرتے ہین مغلطہ ثانیہ
آنکہ ابو حنیفہ کنیت بسیارے از فقہا بودہ یکی از ایشان امام اعظم نعمان
بن ثابت است بعضی از ہنہا در حقیقت از فقہ بہرہ نداشتند وبجز دراے
وقیاس فتوے میدادند ومخالفت احادیث میکردند واین اخبار بجہت
شرکت نام وحسد حاسدان بنوع دیگر در قلوب خاص وعام جا میگرفت
تا آنکہ اکابر وابرار را تردد وانقباض عارض می شد وبر وقت ملاقات
زایل میگشت پس از جسارت خویش بعد انکشاف حقیقت حال عذر میکردند
وکسانیکہ بپایہ تحقیق درباره ابو حنیفہ نرسیدند حقیقت کار انکشاف نشد
در اذہان آنہا غبار وکدورت باقی ماند کہ مدار فقہ ابو حنیفہ مذکور بر راے
مجرد است بآیات قرآن مبین واحادیث خاتم المرسلین ورا کاری نیست
نیست حال کسانیکہ در زمان ابو حنیفہ یا متصل آن بودند واے بر حال
متأخرین کہ طوق تقلید را زیب اعناق خویش ساختند وہرگز تحقیق حال

صفحہ ۱ منتہی الکلام

تعین اشتباہ نام ابو حنیفہ

امّا آنچه گفتم کہ این کنیت برائے بسیارے از فقہاست پس دلالت دارد
برآن کتب فریقین دریں مقام فقط بر قول مجد الدین محمد بن یعقوب صاحب قاموس
اکتفا میکنم حیث قال ابو حنیفہ کنیۃ عشرین من الفقہاء اشہرہم امام
الفقہاء النعمان [illegible] اشتباہ و التباس وجہ
[illegible] کا اشتباہ و
التباس [illegible] بیان کیا
[illegible]
[illegible] قیاس [illegible]
دلائل و اسباب و قرائن [illegible]
ظاہر ہیں در حیات خیر المرسلین زیادہ تھی یا جناب ابو حنیفہ جنکو خلفائے
بنی عباس نے منتخب کرکے امام اعظم بنایا و قاضی اہلسنت کا امام اور سوقت
بھڑ لنے کو بھی نہ تھا کہ انکے خوف سے بیتیں برس تک امام مالک
شکم مادر ہی میں مقیم رہے اور اکابر و ابرار کو ملاقات کرنا ممکن و آسان تھا
کہ رفع اشتباہ ہوجائے بخلاف نہان کے کیونکہ فرق پردہ و غیر پردہ جو درمیان
رجال و نسا فارق ہے ظاہر ہے اور وہاں ضرورت تفریق بھی
تھی بخلاف نہان کے کیونکہ اولاد عثمان نہیں ان قصص و حکایات لا یعنیہ
کا وجود بھی نہ تھا جو ضرورت [illegible] ہوتا اور موافقین اہلبیت طاہرین
کے خواب و خیال میں بھی
اور نہ اسکے کسی امر شرعی کا
اشتباہ کیا جاتا

باقی رہے مخالفین پس وہ لوگ تمام ہمہ وقت اس قصہ کے وضع وافترا جعل
وتہمت ہی مین مشغول تھے کہ جسطرح اہلبیت کو قتل وغارت کرکے اپنے
خلفا کی سلطنت کو مستحکم کی اوسیطرح اونکی توہین وتحقیر کرکے اپنے خلفا کے
عزت وشرافت ثابت کرین پھر اونکو رفع اشتباہ سے کیا واسطہ تھے کہ
محبین اہلبیت سے اسکی چھیڑ چھاڑ بھی زیادہ نہ کی کہ پردہ دری ان واضعین کے
ہوتی نتیجا ست کہ جسقدر امتداد ایام آئمہ معصومین علیہم السلام کو ہوتا گیا
اسمین شور وغل بڑہتا گیا تا اینکہ اس زمانہ مین خاص یہی مسئلہ مدار
حقیت مذہب اہلسنت کے نزدیک قرار پایا پس جسنے تحقیق کیا اوسکو
اصلیت معلوم ہوے اور جن لوگون نے اسکی تحقیق نہ کی اور درپے
تفحص نہوے بربنیاد اشتباہ باطل وتشدد خلیفہ دوم تسلیم کرلیا یہ حالتین
تو زمانہ سابق کے تھین واے برحال متاخرین اہلسنت کہ طوق تقلید
را زیب اعناق خویش ساختند وہرگز ہرگز تحقیق حال نپرداختند بلکہ دام تزویر
وپردہ تلبیس برروانداختند افسوس صد افسوس کہ ابوحنیفہ کو جنکو
جو نہ خلیفہ تھے نہ خلیفہ زادہ نہ صحابی تھے نہ صحابی زادہ نہ رسول نہ رسول زادہ
بلکہ بقول اہلسنت ایک فقیہ تھے کسیطرح سے بھون جنکا امام دین
کا درجہ دینے ساتھ حق باری جاہل بھی بنایا جیسا کہ ذوالفقار حیدری حصہ اول
مین مرقوم ہے اونکی حمایت مین تو مولویصاحب نے یہ جوش وخروش کیا تھا
اہلبیت طاہرین جنکی زیارت خیر المرسلین حبیب رب العالمین کی اونکی ادنی بھی
قدر ومنزلت نہکی کہ کچھ اس سلام آتا اور حمیت مذہبی کا جوش ہوتا

اس امر غلط کی تحقیق کرتے تفحص فرماتے اپنی رواۃ کے اغلاط و اشتباہ
کو ظاہر کرتے اے کاش عقل ہی سے کام لیا ہوتا جسکو پروردگار
عالم نے تمیز حق و باطل کے لئے عطا فرمایا ہے پھر دیکھتے کہ یہ امور متنقعہ
جو ابھی مذکور ہوے کیونکر ممکن ہو سکتے ہیں اگر یہ نہیں ہو سکتا تھا سکوت
ہی فرماتے من سکت سلم چہ جائیکہ خود انہیں روایات کا ذبہ کو ترویج
امر باطل کے لئے شایع کریں اور ایک جزئی فضیلت خلیفہ دوم کے لئے جسکا اثبات
بھی محال او ربشرط ثبوت غیر نافع اوسمیں یہ اقرارات پیش فرمائیں کہ بعوض نفع
نقصان کلی و خسران دینوی و اخروی حاصل ہو طرہ اسپر یہ ہے کہ
برعکس امر واقعی کے کتمان امر حق کے لیے ایک نت نئی اولٹی تاویل
کی جو ضحکہ صبیان و لعبہ مجانین ہے کیونکہ مولوی صاحب کو جب ادعاے
باطل وفات حضرت ام کلثوم ہ میں بعہد معاویہ شرکت کربلا کا جو اتفاقی
فریقین ہے خیال گذرا جس سے بطلان اس دعوے کا لازم آتا ہے
تو یون ارشاد فرمایا پس شریک بودن ام کلثوم با دیگر اہلبیت در واقعہ صفحہ ۹۴ ازالۃ الغین
کربلا چنانچہ از روایت مجلسی و سید ابن طاوس در کتاب لہوف و مانند
آن معلوم میشود و روایت مسلم گجکار کہ بذکر آن مجتہدین و متکلمین ترمیم قصص
مفتریات می پردازند اصلے ندا شتہ باشد و نسبت مرثیہ امام حسین ع کہ
بنام ام کلثوم بروایت سید ابن طاوس شہرت دادہ اند بجناب حضرت
زینب می باید نہ ام کلثوم الخ نتیجے افسوس ہمکو یہان مناظرہ نہیں منظور ہے
جو انکا جواب دیں مگر یہ کہنا ضرور ہے کہ کاش مولوی صاحب اپنے

آئمہ دین ومحدثین ومورخین کے اقوال کو ملاحظہ فرماتے جنکی بدولت
کاخ صداقت آنحضرات کی قایم ہے کہ وہ حضرات بھی مثل شیعہ شرکت حضرت
ام کلثوم کو معرکہ کربلا مین مع مرثیہ وغیرہ روایت کرتے ہین ومسلم انکے کار صدق بیانی
سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہین حتے کہ خود متکلمین انکے جنکا کام صرف
انکار امور واقعیہ اور تکذیب روایات صحیحہ واضلال عوام الناس وجہلہ
مثل شاہ سلامت اللہ کشفی صاحب معرکہ آرا کی کہ وہ بھی ناقل ہین کہ امر
پس وہ اہتمام تو غلط ہوا باقی رہا اشتباہ حضرت زینب ع کا ام کلثوم
کے ساتھ پس کسیطرح ممکن نہین عقلا وعادۃ محال ہے کیونکہ ایکی جن اسلاف
نے قطع محبت ومودت کے لیئے تلوار چلائی طفل صغیر برنا وپیر کو ازقسم
رجال تہ تیغ بیدریغ کیا کہ بجز امام زین العابدین ازقسم رجال وجناب
امام محمد باقر ع ازقسم اطفال کوی نہ بچا اون اشقیاے امت نے
ازقسم نسوان تمامی سرادق عصمت وطہارت کو شہر بشہر دربدر پھرایا
اور دربار کوفہ وشام مین ہر ہر معظمہ کو نام بنام بتایا اور شتران بے کجاوہ
وعماری پر بے مقنعہ وچادر اون صاحبان تطہیر کے تشہیر کی کہ ہر شخص
نے جنکی تعداد لاکھون سے زیادہ متجاوز ہے بچشم خود ان معظمات کو
برہنہ رو وکشادہ مو مشاہدہ کیا اور سر سر مخدومہ کا واقعہ اور انکے کلمات
وحکایات کو الگ الگ بیان کیا جیسا کہ اقوال ملاحسین کاشفی اور
جمال الدین محدث اور شاہ سلامت اللہ سے مخاطبہ ومکالمہ حضرت زینب
وام کلثوم علیہما السلام علیحدہ علیحدہ مذکور ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ

کیونکر ہو سکتا ہے بخلاف اون مواقع کے جنمین منشاے اشتباہ و منشاء اشتباہ
دلایل و اسباب وغیرہ بیان کئے کہ در صورت عدم افتراے رواۃ کے وہان
اشتباہ یقینی ہے علاوہ برآن کہ اگر بفرض محال مثل شریک باری یہ اشتباہ
مان بھی لیا جاے تو بدقت تمام فقط اسکا ثبوت ہوگا کہ وہ حضرت زینب
نہین لیکن وفات حضرت ام کلثوم بعہد معاویہ کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ
روایت عقد عبداللہ جو اتفاقی اہلسنت ہے مانع قوی موجود ہے اور
اور دیگر فسادات و لزوم محالات و مخالفت واقعات کا دفعیہ کیونکر ہوگا
مثل لغویت صغر سنی و استحالہ عقد با عون بن جعفر عبداللہ بن جعفر کے
جنہین ہم سابقاً لکھ چکے ہین جنکو انعدام و قوع نکاح لازم ہے جو اصل
منشا ان موضوعات کا ہے بہرکیف اس قول سے بھی مولوی صاحب کے
ہمکو اجازت ملی کہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہون اور چونکہ شرکت حضرت
ام کلثوم معرکہ کربلا مین باتفاق فریقین مسلم ہے حتے کہ غالباً اس امر کے
برابر دوسرا کوئی امر متواتر ہو تو حکم مولوی صاحب باشتباہ فریقین کی نسبت
ہوگا تو اب دیکھنا چاہیے کہ عقل و نقل سے کونسے اشتباہ کا احتمال صحیح
ہو سکتا ہے نہ یہ کہ یونہین بلا سبب محض ہٹ دھرمی سے اشتباہ کے
قایل ہون جو نہ عقلاً درست ہو سکے نہ نقلاً جیسا کہ مولوی صاحب کی حالت
کی حالت ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوتا ہے کہ تمامی روایات اس عقد
عقد کے محض موضوع اور غلط ہین امر چہارم نظایر اشتباہ جو
چونکہ عام قاعدہ ہے کہ اکثر لوگ کسی مسئلہ کو یا کسی ... تو

مثال کے نہین سمجھتے خصوصاً جب وہ واقعہ یا مسئلہ خلاف ہو ان
واقعات و مسایل کے جنپر پورا اعتقاد جمہ کیا ہو اور لغو باتون سے
ذریعہ سے اوسکا ایسا یقین ہو گیا ہو کہ کسیطرح اوسکے خلاف کو نہ مانا
کرے نہ قبول کرے لہذا پیش کرنا نظایر کا ضروری ہوا اور چونکہ یہ مسئلہ صرف
امر عقلی ہی نہین ہے جسمین فقط عقلی استدلال کافی ہو بلکہ ایک تاریخی واقعہ
ہے کہ مشہور واقعہ کو غلط ٹھہرا کر اصلی واقعہ کا اثبات کیا جاتا ہے اور
تعلق اوسکا اوس مظلومہ سے ہے جسکے خاندان سے ایک دنیا کی
دنیا منحرف ہے اور عالم کا عالم دشمن جان و آبرو ہے کسیطرح تحقیقات
واقعی کو قبول نہین کرتے ورنہ استبعادات عقلی ہی کافی ہوتی جیسا کہ
عباسہ خواہر ہارون رشید کی پلہ داری مذکور ہوئی لہذا اور بھی نظایر کا
دینا ضروری ہوا پہلی نظیر قول مولوی حیدر علی سے ہے دربارہ ابو حنیفہ
کوفی جو ابھی مذکور ہوا دوسری نظیر جو خاص اسی ام کلثوم کے نام سے
متعلق ہے یہ ہے کہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ
ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق تیمیہ تابعیہ ہے کہ بعد مرنے اپنے باپ
ابو بکر کے پیدا ہوئے اور یہ قصہ اوسکا موطا وغیرہ میں صحیح ہے چونکہ
بعض روایتین بلا سند دیگرے خود جناب رسالت مآب ص سے نقل کین
اسوجہ سے ابن سکن اور ابن مندہ نے اونکو صحابہ میں ذکر کیا انتہی اس
سے صاف معلوم ہوا کہ صرف روایت بلا سند کیوجہ سے ان علما نے
اس ام کلثوم کو صحابہ لکھا ہو درحقیقت صحابی نہ تھے اسیطرح ام کلثوم

صفحہ ۴۴۳
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ

بنت عباس بن عبد المطلب کو علامہ مذکور لکھتے ہین کہ ابن اثیر نے لکھا ہے
کہ انسے جناب امام حسن ؑ نے عقد کیا بعد اونکے ابو موسے سے عقد کیا
بعد ازان عمران بن طلحہ سے عقد ہوا اوسکی مفارقت کے بعد پھر ابو موسے
کے مکان مین آئین اور وہین وفات کیا اور ظاہر کوفہ مین دفن ہوئین علامہ ابن
حجر لکھتے ہین کہ یہہ قصہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ ام کلثوم
بنت عباس کا جس سے معلوم ہوا کہ اس علامہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم
بنت فضل بن عباس کا حال ام کلثوم بنت عباس کیطرف منسوب کردیا
پس جناب ام کلثوم بنت جناب امیر ؑ کے بارہ مین اونکے اشتباہ ہونیر کیونکر
تعجب ہو سکتا ہے **ہتیری نظیر** جو نہایت درجہ اس واقعہ کے مماثل ہے
یہہ ہے کہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین مسند امام احمد بن حنبل
سے اور ابن اثیر جزری **اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ** مین عمر بن
ابی سلمہ سے ناقل ہین کہ جب حضرت ام سلمہ عدہ وفات سے اپنے
شوہر ابی سلمہ کے فارغ ہوئین تو جناب رسالتمآب نے اپنے عقد کا انہین پیغام
بہیجا حضرت ام سلمہ نے بعد رفع عذرات قبول کیا فقالت لابنہا عمر قم فزوج
رسول اللہ فزوجہ یعنے حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اوٹھو اور میرا
نکاح رسول اللہ کے ساتھ کردو پس اونہونے نکاح کردیا یہہ اصل
روایت تھی جسکو راویان آثار و ناقلان اخبار نے نقل کیا اب سنئے
کہ تاریخی واقعات کی روسے خود علمائے اہلسنت نے اسکو غلط ٹھہرایا آخر
اشتباہ روات کے قایل ہوئے چنانچہ وہی علامہ ابن القیم فرماتے ہین

کما نقل عنہ فی استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۲۱۵

کہ اس روایت مین خدشہ ہے کیونکہ یہہ عمر فرزند حضرت ام سلمہ وقت وفات
رسول نو برس کے تھے اور عقد حضرت ام سلمہ سنہ ۴ھ مین ہوا تو اوسوقت عمر بن
ام سلمہ تین برس کی ہوگی اور ایسا شخص اس قابل نہین ہے کہ وکالت نکاح
کر سکے جب یہہ اعتراض امام احمد بن حنبل پر پیش کیا گیا تو اونہونے کہا کون
کہتا ہے کہ عمر بن ابی سلمہ اوسوقت کم سن تھی ابن جوزی نے کہا کہ شاید
امام احمد بن حنبل کو عمر بن ابی سلمہ کے سن کی اوسوقت خبر نہ تھی حالانکہ
یہ سن عمر بن ابی سلمہ کا بہت سے مورخین نے لکھا ہے انتہے اس سے
غلطی اس روایت کی تاریخی واقعات سے اور اشتباہ اونکا بخوبی معلوم ہوا
حتے کہ امام احمد بن حنبل سا امام متبحر اپنی روایت غلط پر ایسا ثابت قدم
رہا کہ اصل کمسنی عمر بن ابی سلمہ کا انکار کر دیا جو باتفاق مورخین ثابت ہے
آخر ان اغلاط اور مخالفت واقعات کے دفعیہ کے لیئے علماے اہلسنت
کو قایل ہونا پڑا کہ بوجہ اشتراک اسمی راوی مشتبہ ہوا چنانچہ وہی ابن القیم
بعد ان مراحل کے فرماتے ہین کہ حقیقت یہہ ہے جو بعض علما نے کہا
کہ اصل وکیل نکاح از طرف ام سلمہ عمر بن الخطاب تھے جنسے ام سلمہ سے
نوبت کے بعد قرابت ملتی ہے چونکہ نام عمر بن الخطاب اور نام عمر بن ام سلمہ مشترک تھا
اسوجہ سے راویون کو اشتباہ ہوا اور وکالت نکاح کو طرف عمر بن ام سلمہ کے
منسوب کیا جو اوسوقت نہایت کمسن تھے کہ قابلیت وکالت نہین رکھتے تھے
اور بنا بر نقل بالمعنے لفظ ابنہا یعنی اپنی بیٹے کو زیادہ کر دیا حالانکہ جابجا یہی
فقط یہی کہ اسے عمر نکاح کر دو اور مثل اسی اشتباہ کے بعض فقہا کو

وہم ہوا کہ اونہونے یہہ روایت کیا کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے اوٹھ اپنی
ماں کا نکاح کر دے انتہے محصلا جس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ
واقعات تاریخی کی مخالفت لازم آتی ہے اور خلاف قیاس بہی ہے
کہ سہ سالہ لڑکا وکالت نکاح کرے (حالانکہ الفاظ روایت کے صاف صاف
اسی پر دال ہین کہ اونہین عمر بن ام سلمہ نے وکالت نکاح کی کیونکہ
روایت مین ہے فقالت لابنہا عمر ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے نکاح
کر نیکو کہا اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے
اوٹھ اپنی ماں کا نکاح کر دے جس سے بجز عمر بن ام سلمہ کے دوسرا عمر
ہرگز نہین سمجھا جا سکتا با اینہمہ شتباہ رواۃ کے قایل ہوے اور صرف
اشتراک نام عمر بن خطاب و عمر بن ام سلمہ کو اس اشتباہ کی دلیل قرار دیا
لیس جاے غور ہے کہ جب صرف اسی بنیاد پر کہ سہ سالہ لڑکا کیونکر وکالت
کر سکتا ہے اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے حالانکہ سیکڑون مثالین ایسے
افعال کے اطفال خردسال سے خود اہلسنت کے یہان موجود ہین با
اینہمہ غلطی ٹھہرائی گئی وہ بھی خاص مسند امام احمد بن حنبل کو رفع اختلاف
کے لیئے امام کہتے ہین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین کیون
ایسے اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک اسمی قایل نہین ہوتے جسمین کئی طرح
مخالفت واقعات تاریخی بھی ہے اور محال بھی لازم آتے ہین مثل اسکے
کہ جو لڑکی سنہ ۶ ہجری مین کم سے کم پانچ برس کی تھے سنہ ۱۷ یا
ہجری مین چار یا پانچ برس کے کیونکر ہو گئے اور جو لڑکی باتفاق روا

ومشاہدین وقت نکاح چار یا پانچ برس کی تھی وصحبت ایسی سال ہم بستر
کیونکر ممکن ہوگی اور جو لڑکی سنہ ۲۲ یا سنہ ۲۳ مین چار یا پانچ برس کی ہو قبل از
سنہ ۲۳ اوس سے دو لڑکے غیر توام کیونکر پیدا ہو سکتے ہین اور جو شخص
عہد خلیفہ دوم مین شہید ہو چکا تھا وہ کیونکر بعد خلیفہ دوم زندہ ہوا اور پھر اوسکا
نکاح ہوا اور جسنے عہد معاویہ مین وفات کی اور جناب امام حسین ع نے نماز جنازہ
پڑھی وہ اسکے مدت بعد شریک سفر کربلا کیونکر ہوئین کہ مصائب کربلا و کوفہ
و شام جھیل کر مدینہ منورہ واپس آئین اور مثل اسکے کہ اونکا نکاح چار مین
حضرت عبداللہ بن جعفر شوہر زینب سے ہوا حالانکہ حضرت زینب اوسوقت
موجود تھین کہ اس صورت مین ارتکاب حرام یعنی جمع بین الاختین لازم
آتا ہے وغیر ذلک جو اصل کتاب مین بشرح و بسط تمام مذکور ہے اور
سابقاً مرقوم ہوا پس ایسی صورت مین اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک نام
کیونکر قایل ہونگے محققین اخبار و ناقدین آثار سے امید واثق یقین کامل
ہے کہ معروضہ فقیر کو جو سابقاً مقدمہ مین مذکور ہوا خیال کر کے بلا تعصب
و حمیت صرف ان واقعات پر غور کر کے ان اغلاط و تحریفات کا دفعیہ
کرینگے چوتھے نظیر صحیح بخاری مین ہے انس بن مالک سے کہ ہم شراب
پلا رہے تھے ابو عبیدہ جراح اور ابو طلحہ انصاری و ابی بن کعب کو اسی
اثنا مین کسی نے آکر خبر دی کہ شراب حرام ہو گئی ابو طلحہ نے کہا شراب گرا دو
علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ذیل شرح اس
روایت کے لکھتے ہین کہ بعض روایات مین ابو طلحہ کے بعد بہتسے نام

صفحہ ۱۵۵
فتح الباری بخاری
[illegible]

فلان فلان درج ہے پھر بعد چند روایات کے کہتے ہین کہ انس کی
روایت سے معلوم ہوا کہ شراب پینے والے اوس جلسہ مین گیارہ آدمی تھے
کہ سات آدمیونکا نام معلوم ہوا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت
کی ہے کہ ابوبکر و عمر بھی اوس جلسہ مین تھے مگر یہہ روایت باوصف
صحت و پاکیزگی سند نہایت بری معلوم ہوتی ہے مجھے گمان ہوتا ہے
کہ غلط ہوا اور یہہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ اوس روز ابوبکر و عمر ملاقات
ابوطلحہ کو گئے ہون لیکن شراب نہ پی ہو بعد اوسکے روایت بزار سے
معلوم ہوا کہ انس نے کہا کہ ہم شراب پلاتے تھے ایک جماعت کو
جنمین ابوبکر بھی تھے ابن حجر کہتے ہین کہ یہہ ابوبکر مشہور بہ ابن اشعوب
ہے روایت مین ابوبکر کے نام ہونے سے لوگون نے یہہ سمجھا کہ وہ ابوبکر
صدیق تھے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ دوسرا شخص ہے مگر ذکر عمر ابوبکر
کے ساتھ اسکا قرینہ ہے کہ راوی کی غلطی نہین ہے اور وہ ابوبکر صدیق ہی تھے
انتہے محصلاً و ملخصاً چونکہ مقصود راقم یہان بطعن صحابہ ہے نہ اثبات
شراب خواری خلیفہ اول جسپر نصوص روایات ابن مردویہ و بزار و فتح الباری
واقرار ابن حجر عسقلانی موجود ہے نہ اعلام مے نوشی خلیفہ دوم جو باقرار
ابن حجر و اظہار ابن الخطیب صاحب مستطرف و علامہ زمخشری صاحب
ربیع الابرار ثابت ہے تھے کہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ آخر خدام خلیفہ دوم
شراب سے تھے بلکہ مقصود میرا یہان اثبات اشتباہ رواۃ ہے بوجہ اشتراک نام
جو اس عبارت سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ علامہ مذکور نے صرف اس

غرض اس سے کہ برات حضرت شیخ عتیق عیب شراب خواری سے ثابت ہو
باوصف وجود قراین متعدد جنکا خود اقرار کیا بلکہ باوصفیکہ بالاتفاق
چالیس برس تک اس سے اکبر کبایر یعنی شرک و بت پرستی مین مبتلا تھے
اور کوی اونکی عصمت کا بھی قایل نہین اور سند روایت مین کوی جاے
گفتگو نہین بااینہمہ بلاوجہ و بلاسبب فقط بہوا خواہی خلیفہ اول ایسی تاویل
وتحریف کے قایل ہوے کہ راوی بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہوا دوسرے
ابوبکر کا حال ابوبکر صدیق کیطرف منسوب کردیا پس ان روایات عقدین
اگر ذرا بھی خیال خدا و رسول ہوگا اور ذرہ برابر بھی محبت اہلبیت طاہرین
ہوگی بلکہ اگر کچھہ بھی عقل و نقل سے کام لیا جاویگا تو ضرور اشتباہ روات
کے بوجہ اشتراک نام قایل ہونگے جسکے خلاف مین بیش ازبیش فسادات
ولزوم محالات دربیش ہین خصوصًا درصورتیکہ برعکس اس روایت
صحیح بخاری کی جسکی صحت پر اجماع اہلسنت ہے روایات عقد موضوع
اور غلط ہون اور تمامتر راوی اسکے وضاع و دجال و کذاب و مفتری ہون
نظیر پنجم اسماء الرجال
جیساکہ مابعد مذکور ہوگا انشاءاللہ **نظیر پنجم** شیخ عبدالحق جنکو محقق
ص ۶ ورق قلمی
دہلوی کہتے ہین اپنے اسماء الرجال مشکوۃ مین بذیل ذکر اولاد خلیفہ
دوم فرماتے ہین کہ انکے تین بیٹونکا نام عبدالرحمن تھا عبدالرحمن اکبر
عبدالرحمن اوسط عبدالرحمن اصغر ویکنی احد الثلاثۃ ابا شحمہ و
بلغ خبر منہم مجہ یعنی ان ثلاثہ سے کوی ابو شحمہ بھی تھا حالانکہ قصہ ابو شحمہ
انکے بیان ازحد مشہور ہے مگر بوجہ اشتراک نام اصلی تینون [illegible]

صفحہ ۱۵۰ ازالۃ الخفا

اور تمیز نہین کر سکتے بلکہ باوصفیکہ دارقطنی سے ناقل ہین کہ عبد الرحمن
اوسط ہی ابو شحمہ تھا معذلک تیقن نہین ہوتا لطف برآن مزید یہ ہے
کہ مثل عدم تعین شخص کے اصل قصہ بھی مختلف ہو گیا چنانچہ شاہ ولی اللہ
صاحب یہان تین روایت نقل کرتے ہین اول یہ کہ حبش عورت کے ساتھ ابو شحمہ نے بحالت نشہ
زنا کیا اور اوسنے لڑکا جنا یا وہ عورت خدمت خلیفہ مین لڑکا لائی اور فریادی ہوئی خلیفہ نے ابو شحمہ
کو پکڑوایا اور افلح سے حد جاری کرا لی ادہر حد تمام ہوئی اودہر ابو شحمہ
دوسرے یہ کہ ابو شحمہ نے خود بلا کسی نالش و فریاد کے اقرار کیا کہ ہمنے

ف زنا عمر

زنا کیا حد لگاؤ خلیفہ نے چار مرتبہ اقرار لیکر حد جاری کرنا چاہا اوسپر
ابو شحمہ نے کہا (عجب تعریض لطیف جگر سوز ہے) جسنے زمانہ جاہلیت
یا اسلام مین میری سی حرکت کی ہو وہ مجاز نہین ہے کہ ہمپر حد لگائے
پس جناب امیر ع اوٹھے اور امام حسن ع سے فرمایا داہنا ہاتھ لو اور امام حسین
علیہ السلام سے فرمایا دست چپ تھام لو بعد ازان حضرت نے سولہ
کوڑے مارے تھے کہ ابو شحمہ کو غش آگیا گر پڑا حضرت ع نے حد موقوف
کی اور فرمایا (سبحان اللہ) جا خدا سے کہدینا مجھپر اوسنے حد جاری کی
جسکے ذمے تیری کوئی حد نہین ہے تب عمر کو جوش آیا اور اوس
مردہ صفت سے تعریض کا بدلہ لینے چلے) گھڑی ہوئی اور پورے
سو کوڑے مارے کہ وہ مر گیا تیسرے یہ کہ عمرو عاص جس زمانہ مین
حاکم مصر تھا عبد الرحمن بن عمر (ابو شحمہ) اور ابو سروعہ نے آکر کہا کہ
ہم لوگون نے کل شراب پی عمرو عاص نے جھڑک دیا عبد الرحمن نے کہا

اگر حد نہ جاری کروگے تو اپنے باپ عمر کو خبر کرینگے تب عمرو عاص نے
حد لگائی اسکے بعد خلیفہ دوم کا خط عتاب آمیز آیا اور عبدالرحمن کو طلب کیا
بعد حاضری چاہا کہ حد لگائین عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ حد تو اسپر
جاری ہوچکی مگر عمر نے نہ مانا اور دوبارہ حد لگا کر قید کیا شاہ ولی اللہ
فرماتے ہین کہ ابو عمر نے استیعاب مین کہا عبدالرحمن اوسط بھی ابو شحمہ ہی
جسپر عمرو عاص نے مصر مین حد جاری سکے بعد ازان عمر نے بلوا بھیجا اور دوبارہ
بطور ادب والد حد جاری کی کہ بیمار ہوکر مرگیا مگر اہل عراق کا قول ہے
کہ عمر کے کوڑے مارنے مین وہ مرگیا اور یہہ قول غلط ہے کہا زبیر نے
کہ عمر نے حد شراب جاری کی اس سے بیمار ہوا اور مرگیا انتہے اصل
قصہ سے ہمکو غرض نہین ہے کیونکہ سیکڑون مثالین اسکی حکام جورنین
موجود ہین کہ بغرض اپنے ناموری و اشتہار عدالت و بی بوتی کے
ایسے امور ناجایز کے مرتکب ہوتے ہین جیسے کہ حکام انگریز سے
ہندو مذہب کی ہزارون نظیرین روزمرہ دیکھی جاتی ہین لیکن یہ امر بخوبی
ثابت ہوا کہ بوجہ اشتراک نام رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تعیین ابو شحمہ
محدود کی نہوسکی کہ تین عبدالرحمن مین یہ شخص کون تھا یہانتک کہ
اصل قصہ بھی ایسا مختلف اور مشتبہ ہوا کہ ایک کو دوسرے سے
لگا و نہین حالانکہ خاص خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند کا واقعہ ہے جس سے
خلیفہ کے اعلے درجہ کی فضیلت و عدالت ثابت کیجاتی ہے
درحقیقت مستلزم جرم ارتکاب امر نا مشروع سے ہے لیکن جناب امام

علیہا السلام کے بارہ مین بھی ایسے ہی اشتباہ رواۃ کو کیون نہین مانتے کہ
بوجہ اشتراک نام واحد چار شخصو مین رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تین شخصون کے
مختلف حالات کو جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کیا حالانکہ بغرض اعلاے
مناقب خلیفہ دوم و توہین اہلبیت طاہرین یہان انکو ضرورت وضع وافترا
بھی درپیش ہے چھٹی نظیر جسمین خود مولوی حیدر علی سا عالم متبحر مبتلا ہوا یہہ کہ آپنے
رسالہ واہیہ حاطمہ مین فضل بن روزبہان مصنف ابطال الباطل کو روزبہان
بقلی مصنف عرائس تصور کرتے ہین حالانکہ روزبہان بقلی جو صاحب عرائس ہے بہت متقدم ہے فضل بن
روزبہان پر اشتراک لفظ روزبہان نے ایک جگہ صرف روزبہان سے
دوسری جگہ فضل بن روزبہان انکو اشتباہ مین ڈالا پس جہان اس سے
زاید اشتراک نام ہوا اور اسباب اشتباہ بھی موجود ہون اگر رواۃ مشتبہ
ہوجائین جنکی جہالت کا بھی اقرار ہے تو کیونکر تعجب ہوتا ہے جیساکہ ناقلین
قصہ موضوع مین مشاہد ہے ساتوین نظیر اشتباہ بلا اشتراک
نام وبلا سبب صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بذیل قصہ افک مرقوم ہے
کہ جب سعد بن عبادہ نے منافقین کی حمایت کی تو سعد بن معاذ نے
اونکا جواب دیا اور سخت نزاع واقع ہوئی امام نووی اسکی شرح مین فرماتے ہین
کہ کہا قاضی عیاض نے یہان سخت اشکال ہے جسکو آجتک کسی نے
نہین لکھا کیونکہ سعد بن معاذ دو برس قبل اس واقعہ کے شہید ہوچکے تھے
پس اشتباہ یہی ہے کہ قایل یا اشتباہ در رواۃ ہوئی الخ پس جب بلا اشتراک نام
وبلا سبب اشتباہ صرف بمبالغات و تعصبات تاریخی کے سبب سے امر متفقہ محققین

قصہ وفات ام رومان و اعتراض علما

ہین جو موجب حصول الیقین سے ہے یہہ تاویل کیجاتی ہے اور اشتباہ و وہم
رواۃ کا قایل ہونا پڑتا ہے تو جہان اسقدر مخالفت و واقعات وارد و محالات
کا سامنا ہوا اور اسباب اشتباہ اور قراین و شواہد بھی اوسکے موجود ہون
کیون نہ اشتباہ رواۃ کا اقرار کرینگے خصوصًا درصورتیکہ اصل روایات ہی
موضوع و مکذوب ہون اور رواۃ اوسکے دجال و وضاع ہون انہون نے
اسی قصہ افک مین سے ہے صحیح بخاری مین کہ حدیث کیا مسروق نے ام رومان
مادر عایشہ سے الخ اسپر حافظ ابو علی سعید خطیب بغدادی ابن عبد البر مکی
قاضی عیاض ابراہیم بن یوسف ابو القاسم سہیلی ابو الفتح اندلسی علامہ مزی
علامہ ذہبی ابو سعید صلاح الدین وغیرہ وغیرہ جو اکابر محدثین و اعاظم دین
اہلسنت سے ہین بالاتفاق معترض ہین کہ ام رومان تو بعہد آنحضرت سنہ ٦
ہجری مین مری کہ خود حضرت اوسکی قبر مین اترے اور دعا فرمائی اور کہا
جسکو حور العین کی صورت دیکھنا منظور ہو وہ ام رومان کو دیکھے پس ام
رومان سے اور مسروق سے ملاقات کیونکر ممکن ہے کیونکہ ام رومان
سنہ ٦ مین مرے اور مسروق خلافت ابو بکر یا عمر مین آیا پس روایت کرنا
کیونکر ممکن ہے اب اسکی تاویل یہہ نکالی کہ راوی نے شاید سئلت ام رومان
بصیغہ مجہول کہا ہو جسکے معنی یہہ ہوے کہ ام رومان سے کسی نے سوال کیا ناقلین نے
سالت لکھا جسکے معنی یہہ ہوے کہ اسنے خود پوچھا جو غلط ہے
آخر اسمین بھی اشتباہ رواۃ کی تاویل نکالی گئی مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے
بلحاظ صحت صحیح بخاری کے لیے تضعیف وفات ام رومان کو بعہد آنحضرت

غلط کیا جس سے وہ سارے فضائل موضوعہ بھی ہوا ہو گئے چنانچہ
تفصیل اسکی عبقات الانوار میں مذکور ہے پس جب معتقد اعاظم علما کے عبقات الانوار جلد اول لدھیانہ صـ ۲۰۶
نزدیک اشتباہ رواۃ کا ہونا خود صحیح بخاری کی روایت میں ممکن ہو تو ان
روایات عقد میں اشتباہ رواۃ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے **نوین نظیر**
صحیح بخاری میں مسروق سے روایت ہے کہا ابن مسعود نے کہ جب قریش نے صـ ۱۳۹
اسلام قبول کرنے میں دیری کی تو جناب رسالت مآب نے اونپر بد دعا کی باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط صـ بجواب کا استسقا
جسکے بدولت وہ سب قحط شدید میں مبتلا ہوئے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے
ہڈیاں مردار کھانے کی نوبت آئی تب ابوسفیان حضرت کے پاس آیا اور
کہا اے محمد تم حکم کرتے ہو کہ ہم لوگ صلہ رحم کریں حالانکہ تمہاری قوم
ہلاک ہوی خدا سے دعا کر پس حضرت نے آیہ فارتقب یوم تاتی السمآء بدخان
مبین کی تلاوت کی بعد ازان پھر او نہو نے کفر کیطرف رجوع کیا اسکے طرف
اشارہ ہے قول باری میں یوم یبطش البطشۃ الکبریٰ کہ مراد اوس سے روز بدر ہے
اور اسباط نے منصور سے اس روایت پر یہ زیادہ کیا کہ حضرت نے دعا کی
خوب بارش ہوی سات روز تک پانی برستا رہا جب لوگون نے کثرت بارش
کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا تب ابر دفع ہوئے
وقع ہوا اور اطراف کے لوگ سیراب ہوی تمام ہوی روایت صحیح بخاری کی
علامہ محمود بن احمد حنفی عمدۃ القاری میں بشرح اسکے فرماتے ہین لوگون نے
اس اسباط والی روایت پر اعتراض کیا ہے کہا داودی نے قصہ مدینہ مین
قصہ قریش مداخل کر دیا گیا کہا عبد الملک نے کہ زیادتی اسباط وہم و اختلاط ہے عمدۃ القاری قصہ مدینہ

کیونکہ سند عبداللہ بن مسعود مین اور قول انس بن مالک مین (یعنے بارہ شخص والا مضمون) ترکیب کر دیا ایک کی سند کو دوسرے کی متن روایت سے
ملا دیا و میاطی نے کہا کہ پہلی روایت عبداللہ بن مسعود سے ہے جو واقعہ
مکہ ہے اوسمین یہ قصہ دوسری روایت کا نہین ہے تعجب ہے بخاری سے
کہ اس روایت مختلط کو نقل کیا حالانکہ بہت سی روایتین اسکے مخالف ہین
بعض نے تایید بخاری مین کہا ممکن ہے دو مرتبہ یہہ قصہ واقع ہوا ہو مگر یہ
احتمال محض لغو ہے کہا کرمانی نے اگر تو کہے کہ قصہ قریش و التماس ابو سفیان
مکہ مین ہوا تھا نہ مدینہ مین تو ہم کہینگے کہ اصل قصہ مکہ کا ہے اور جسکو اسباط نے
ملا دیا وہ مدینہ کا قصہ ہے (تمام ہوا کلام عینی) پس جب خود صحیح بخاری مین ایسا
اختلاط ہوا کہ مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین ملا کر راویون نے معجون مرکب بنا یا
جسکی بدولت بخاری تصحیح ہوئی تو ان روایات عقد مین اگرچہ نہ صحیحین مین ہے
نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحہ مین نہ کوئی روایت ہی صحیح ہو
ایسا اختلاط اور امتزاج ہوا کہ متن ام کلثوم کے مختلف حالات کو بوجہ اشتراک
نام چوتھی ہمنام کیطرف منسوب کیا تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے بہر کیف اگرچہ
ایسے اشتباہ روایات اہلسنت مین ہزارون مقام پر ہین چنانچہ کتاب
مستطاب استقصار الافحام و عبقات الانوار و تنبیہ اثنا عشریہ مین مفصلاً قوم کے
بوجہ اختصار بیان نہین لکھ سکتے لیکن و اشتباہ و خطا کی نظیر دنیا در نظر
نظیر یہ ہی ہے قصہ حجۃ الوداع ہے جسمین پچاسون خطا اور وہم انکے
ہوئے ہین چنانچہ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد مین تفصیل فصل اسکے لیے قائم

پہلے یہ کہ ابن حزم نے گمان کیا کہ حضرت نے قبل تشریف لیجانے کے فرمایا کہ
رمضان کا عمرہ برابر حج کے ہے حالانکہ یہہ صریح غلطی ہے کیونکہ حضرت نے
بعد معاودت از حجۃ الوداع یہہ فرمایا نہ قبل دوسرے یہ کہ بیان کرتے ہیں
حضرت پنجشنبہ ۲۴ ذیقعدہ کو روانہ ہوئے حالانکہ تشریف لیجانا حضرت کا
پچیسویں روز شنبہ کو ہے تیسرے یہہ کہ طبری نے بعض کا قول ذکر کیا
کہ حضرت بروز جمعہ بعد نماز روانہ ہوئے حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ روانگی
حضرت کے روز شنبہ ہے چنانچہ طبری اور واقدی کا بھی یہی قول ہے
مگر پھر بھی واقدی نے تین خطا کی ایک یہہ کہ کہا حضرت نے ذوالحلیفہ
میں نماز دو رکعت پڑھے دوسرے یہہ کہ کہا حضرت نے اوسی روز بعد نماز ظہر
احرام باندھا حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت شب کو ذی الحلیفہ میں مقیم رہے
دوسرے روز احرام باندھا تیسرے یہہ کہا کہ وقفہ روز شنبہ کو ہوا حالانکہ
غلط ہے چوتھے یہہ کہ قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت نے وہیں قبل غسل
خوشبو لگائی اور وقت غسل دھوڈالے حالانکہ محض وہم ہے پانچویں
ابو حزم نے کہا کہ احرام قبل ظہر باندھا حالانکہ غلط ہے کسی حدیث میں ایسا
منقول نہیں ہے چھٹیں ابو حزم نے کہا ہدی حضرت کے ساتھ از راہ تطوع
لیجانا استحباب تھی یہہ بھی غلط ہے ساتویں یہ کہ بعض نے کہا کہ حضرت نے
وقت احرام تعیین نسک نہیں کیا حالانکہ غلط ہے اور جسنے کہا کہ عمرہ مفردہ
کے تعیین کے مع تمتع جیسا کہ قاضی ابو یعلی و صاحب مغنی وغیرہ کا قول ہے
اوسنے بھی غلطی کی اور جسنے کہا کہ مجرد افراد کی تعیین کی کہ حضرت [illegible]

عمرہ نہ کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ تعیین عمرہ مفردہ کے کی تھی اور
اوسپر حج کو داخل کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ حج مفردہ کے تعیین سے تھے
اوسپر عمرہ کو داخل کیا بعد حج اوسنے بھی وہم کیا آٹھوین یہ کہ طبری نے کہا
اثناے راہ مین حجۃ الوداع کے ابو قتادہ نے جو محرم نہ تھا حمار وحشی کا
شکار کیا اور حضرت نے کہایا حالانکہ یہہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہے نہ حجۃ الوداع
نوین طبری نے بعض سے نقل کیا ہے کہ حضرت مکہ مین سہ شنبہ کو داخل
ہوے حالانکہ یہہ غلط ہے داخلہ حضرت کا یکشنبہ نہم ذی الحجہ کو ہے دسوین
قاضی عیاض کا قول ہے کہ حضرت بعد طواف و سعی محل ہوے حالانکہ غلط ہے
گیارہوین بعض نے گمان کیا کہ حضرت وقت طواف رکن یمانی کا بوسہ لیتے تھے
حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت نے تقبیل حجر اسود فرمائی ہے بارہوین قول
ابن حزم ہے کہ حضرت نے وقت سعی تین شوط مین رمل کیا اور چار شوط مین مشی کی
حالانکہ غلط ہے اور دعوے اتفاق اسپر غلط تر ہے تیرہوین وہم کیا جسنے کہا کہ
طواف درمیان صفا و مروہ کے چودہ شوط اور ذہاب و سعی ایک مرتبہ تھا
چودہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر قبل از وقت نماز صبح پڑھی اوسنے
بھی غلطی کی پندرہوین جو قائل ہوا کہ حضرت نے ظہر و عصر بعرفہ اور مغرب و
عشا اوس شب کو دو اذان دو اقامت سے پڑھے اوسنے بھی غلطی کی اور
جسنے گمان کیا کہ صرف دو اقامت سے نماز پڑھے اذان مطلقا نہ ہے اوسنے
بھی غلطی کی اور جو قائل صحیح ہوا بہ اقامت واحدہ اوسنے بھی خطا کی
کیونکہ صحیح یہ ہے کہ حضرت نے دونو کو با اذان واحد پڑھا اور ہر نماز کے لیے

اقامت فرمائی ستائیسوین وہم کیا اوسنے جو قائل ہوا کہ حضرت نے
بروز عرفہ دو خطبہ پڑہے اور درمیانین بیٹہہ گئے اور موذن نے اذان کہی
بعد اذان دوسرا خطبہ شروع کیا اوسکے بعد اقامت صلاۃ ہوئی کسی
حدیث مین یہہ مضمون نہین بلکہ جابر والی حدیث مین تصریح ہے کہ بعد کمال
خطبہ بلال نے اذان و اقامت کہی پس حضرت نے نماز ظہر پڑہی بعد خطبہ
کے سترہوین ابو ثور نے کہا کہ جب حضرت منبر پر تشریف لیگئے موذن نے
اذان کہی بعد فراغ اذان حضرت نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا حالانکہ یہ
قول وہم ظاہر ہے کیونکہ اذان بعد خطبہ ہے اور جسنے یہ روایت کی
کہ ام سلمہ لیلۃ النحر کو آئین اور حضرت نے حکم دیا کہ بوقت نماز صبح مکہ مین آئین
اوسنے بہی خطا کی اٹھارہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر طواف
زیارت کو رات ہونے تک موخر فرمایا اوسنے بہی خطا کی انیسوین وسنے بہی
خطا کی جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ کوچ کیا ایک دن کو دوسرے شب کو
بیسوین اوسنے بہی وہم کیا جسنے یہہ بیان کیا کہ بروز نحر طواف قدوم کیا بعد اوسکے
زیارت کا طواف کیا اور اوسنے بہی وہم کیا جسنے کہا کہ حضرت نے سعی بہی
فرمائی طواف کے ساتھہ اکیسوین جو قایل ہوا کہ حضرت نے بروز نحر مکہ مین نماز ظہر
پڑہی اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے گمان کیا کہ حضرت نے وادی محسر مین جلدی
نہ کی اوسنے بہی وہم کیا بائیسوین طاوس وغیرہ کو وہم ہوا کہ قائل ہوئے
حضرت ہر شب کو منی سے خانہ کعبہ مین تشریف لاتے تہے تیئسوین اوسنے
بہی وہم کیا جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ وداع فرمایا اور جسنے یہ گمان کیا کہ حضرت نے

مکہ کو خروج و دخول مین بطور دائرہ قرار دیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے یہ
گمان کیا کہ حضرت نے محصب سے طرف ثنیۂ عقبہ کے انتقال کیا اوسنے بھی وہم کیا
پس یہ کل وہام ہین جسپر ہمنے اجمالاً و تفصیلاً تنبیہ کی (تمام ہوا خلاصہ کلام ابن القیم
زاد المعاد مین) پس جب صرف واقعہ حجۃ الوداع مین ان علماء اہلسنت کو سقدر
اوہام لاحق ہوے جسکی تعداد قریب چالیس کے ہو تو واسے بردیگر وقایع
کیونکہ حج اسکے اصول دین مین داخل ہی ہمیشہ عمل کی ضرورت دائمی ہے روزمرہ
حج کرتے مین اور حضرت کا یہ آخری حج تہا اسی غرض سے کہ تعلیم احکام
حج ہو جاوے حتے کہ آیۃ اکملت لکم دینکم اسی حج مین بقول خلیفہ دوم
نازل ہوے بلکہ امارت حج بقول شاہ ولی اللہ لوازم خلافت خاصہ سے ہے
جس سے عیاذاً باللہ جناب امیر محروم رہے سوا اسکے کوئی ضرورت
وضع و افتراے رواۃ بھی نہین پائی جاتی یا اینہمہ جب اکابر علماے اہلسنت
کو ایسے اوہام و اغلاط پیش آ گئے تو اس مسئلہ عقد مین اسکے اوہام اور
اغلاط اور اشتباہ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو نہ داخل اصول دین ہے
نہ ضرورت عمل صرف علم ہی علم ہے کہ بفرض وقوع حسب مزعوم اہلسنت
جہان بہت سے فضائل خلیفہ دوم ہین اسکے یہان نہین سے یہی ایک ہے
اور چندان ضرورت تحقیقات بھی نہین ہے بلکہ ضرورت وضع و افترا و جعل و
تہمت البتہ موجود ہے پس ایسی حالت مین خود موضوع ہونا ان روایات کا
قرین قیاس ہے چہ جاے اوہام و اشتباہ کی مع ذلک وہ اوہام و اغلاط و اشتباہ
جو کہ ان روایات عقد مین کم سن بنسبت اون اوہام و اغلاط کے جو حج کا

ج مین مذکور ہوئے پس ان دونامو پر تعجب ہوتا اور اون علما پر اسناد صدقنا
کہنا اسرار حیرت خیز ہے گیارہوین نظیر ابوالفضل محمد بن احمد بن عبداللہ
بن عبدالمجید بن اسماعیل معروف بحاکم شہید متوفی سنہ ۳۳۴ کتاب کافی مین شمس الائمہ
ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی متوفی سنہ ۴۸۳ کتاب مبسوط مین فخر الدین
حسن بن منصور اوزجندی فرغانی معروف بہ قاضی خان متوفی سنہ ۵۹۲ اپنی فتاوے مین
کہ مشہور بہ فتاوی قاضی خان ہے برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی متوفی
سنہ ۵۹۳ کتاب ہدایہ مین ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخاری متوفی
سنہ ۶۱۹ اپنے فتاوے کہ مشہور بہ فتاوی ظہیریہ ہے فخر الدین ابو محمد عثمان
بن علی زیلعی متوفی سنہ ۷۴۳ تبیان الحقایق شرح کنز الدقائق مین اکمل الدین محمد
بن محمود بابرتی الحنفی متوفی سنہ ۷۸۶ عنایہ شرح ہدایہ مین ابوبکر بن علی معروف بحدادی
عبادی متوفی سنہ ۸۰۰ سراج وہاج شرح مختصر قدوری مین
بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی سنہ ۸۵۵ رمز الحقائق شرح کنز الدقائق مین
عالم بن علاء الحنفی فتاوے تاتارخانیہ مین وجیہ الدین عمر بن عبدالمحسن
ارزنجانی حدائق الازہار شرح مشارق الانوار مین الیاس شرح وقایہ مین
ابوالمکارم شرح وقایہ مین یوسف اعور رسالہ رد مذہب شیعہ مین [illegible]
گجراتی خزانۃ الروایات مین اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد مین
اور دیگر علماے کبار اہلسنت جنکی تحقیقات وفتاوی پر دین وایمان اہلسنت کا
مدار ہے کہ اسامی گرامی اونکے ضربت حیدریہ جلد اول و تشیید المطاعن
مین مع نقل عبارت مذکور ہے اور جنسے ہی اصل کتاب مین تصریحات اونکی

ضربت حیدریہ جلد اول از صفحہ [illegible] تا صفحہ [illegible]
تشیید المطاعن جلد دوم [illegible]
تشیید المطاعن جلد اول صفحہ

لکھی ہے اون سبھون کا بالاتفاق بیان ہے کہ امام مالک کے نزدیک
متعہ جائز ہے حتے کہ شمس الائمہ سرخسی وغیرہ نے دلائل جواز متعہ بھی امام
مالک سے نقل کئے کہ کن دلیلون سے وہ جائز بتاتے ہین جب اقوال
ان علماء فحول کے اہلسنت کے سامنے پیش کئے گئے تو اون سبکا جواب
یہی دیا چنانچہ بقول فاضل رشید ہی از صاحب ہدایہ در نقل مذہب مالک خطا واقع
شدہ وبعض علماء اکہ صاحب رسالہ نامبردہ در مولفات خود تبعیت صاحب ہدایہ
نمودہ اند پس ہرگاہ اس مسئلہ مین کہ قدیم الایام سے اسکے حلت وحرمت مین
درمیان شیعہ وسنی گفتگو چلی آتی ہے اور الزام عظیم خلیفہ دوم پر وارد کیا ہے
جیساکہ ناظرین کتب کلامیہ پر مخفی نہین ہے بقول فاضل رشید صاحب ہدایہ نے
ایسی غلطی صریح کی کہ اوس متعہ کے جواز وحلال ہونے کے نزد امام مالک
قائل ہوے جسکو کس شفقت سے خلیفہ دوم نے حرام کیا تھا اور بقول فاضل مذکور
دیگر علماء نے بھی غلطے فاحش مین صاحب ہدایہ کی متابعت کی اور آنکے
مذہب کے نقل کرتے چلے گئے جسمین نہ کوی وجہ اس خطا کی معلوم ہوتی ہے
نہ کوی سبب اشتباہ بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ برخلاف حکم حضرت عمر جو جناب امیر
اور عبداللہ بن عباس اور عمران بن حصین اور جابر بن عبداللہ انصاری
وغیرہ قائل بجواز متعہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہرگز جناب رسالت مآب نے
متعہ کو حرام نہین کیا تھا ورنہ یہ لوگ کیونکر قائل بجواز ہوتے اور تحریم عمری کو
بدعات وبدعات مین شمار کرتے اسکے جواب مین فاضل رشید فرماتے ہین
لیکن ہے بحکم الانسان لیساوی السہو والنسیان ان صاحب نے سہو کیا ہو اور کوئی

بلکہ امام فخرالدین رازی نے جو دربارہ جواز متعہ عمران بن حصین صحابی سے نقل کیا اوسکے بارہ مین رشادت پناہ فرماتے ہین کہ امام رازی سے خطا ہوئی اور اس عار کے دفعیہ کے لئے علمائے کرام کے تخطیہ باخود ہا کو نقل کرتے ہین حالانکہ علامہ نیشاپوری و امام ثعلبی وغیرہ بھی دس بیس قرآ کے ناقل ہین جسمین امام رازی خطاوار بنائے جاتے ہین پس جب ایک ایک مسئلہ مین اتنے صحابہ و خلفا و ائمہ و علما خطا کرین سہو فرمائین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین اگر ایسی خطائے فاحش ان علما سے سرزد ہوئی ہو جنھونے یہہ روایت ذکر کی اور ایکے بعد دیگرے اوسکو نقل کرتے گئے کہ تعداد اس جماعت خاطئین کی کم ہے پہلے جماعتون سے تو کیونکر جائے تعجب ہوسکتا ہے حالانکہ دونو صورتون مین فرق بین نمایان ہے کہ یہان بقطع نظر از ضرورات جعل و افترا اشتباہ روات بہت اچھی طرح ثابت ہے اور اسباب اشتباہ بھی موجود بخلاف مسئلہ متعہ کے کہ کوئی خاص وجہ اشتباہ و صدور خطا بتابعت یکے بعد دیگرے نہین معلوم ہوتی پس باوجود ان نظائر و دلایل قویہ کے اب کسکو اسمین شبہ رہیگا کہ روات اس مسئلہ مین بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہوئے اور با شتباہ تین ہمناموں کے دو مختلف واقعہ جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کر دئے اور دیگر علمانے بتبعیت اونکی کے اور بلا تحقیق و تفحص اس واقعہ کو اسی حیثیت سے لکھدیا از ینجاست کہ جناب شیخ مفید علیہ مقامہ ورا فی الخلد اکرامہ اس مسئلہ کے بارہ مین فرماتے ہین کہ جو روایت دربارہ عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا زبیر

بن بکار سے اور وہ نقل مین موثوق بہ نہین تہا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو وہ
ذکر کرتا ہے بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مامون ہے یہانتک
کہ فرماتے ہین جمال الدین کہ یہ ہے کہ ابی محمد حسن بن یحیے صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تہا
لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ
اونہون نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے انتہی
کلامہ الشریف بقدر الحاجۃ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول موجد اس افترا کا
زبیر بن بکار ناصبی ہے کہ اوس سے ابی محمد حسن بن یحیے نے نقل کیا بعد اسکے
لوگ اسیوجہ سے مشتبہ ہوئے اور یہ اشتباہ بڑہا اور بقول مولوی حیدر علی جسطرح زمانہ
ابو حنیفہ مین بہت سی مسائل خلاف واقع ابو حنیفہ کو فی کیطرف بوجہ اشتراک
نام منسوب ہوے جسکی تحقیق بعضونکو اوسوقت ہوئی بعضون کو نہوے اور
متاخرین نے طوق تقلید گلے مین ڈالکر بلا تحقیق و تفحص ان معائب کو نقل کیا
اوسیطرح اس مسئلہ مین بہی متاخرین نے بتقلید واضعین متقدمین یا مشتبہین
سابقین بلا تحقیق و تفحص ان روایات کو نقل کیا اور بے تحقیق نہوا اور متعدد
ام کلثوم کے مختلف حالات مین جو مجموعہ بنا کر ایک کی طرف منسوب ہوے
تمیز نہ کر سکے یا بالقصد باز آئے و الا حق واضح ہوتا من حج ھلک قینا انہد نہم سبلنا
یا انکی میری تقریر واقعی اور تقریر مصنوعی انحضرات مین جو فرق ہے مخفی نہین یا وہ
بھی مرتضی اہلسنت کا اس مسئلہ مین تحقیق نہ کرنا ان نظائر کے بعد کسطرح
تعجب انگیز ہے جبکہ ان حضرات نے اپنے امور کے لئے اصول ہی بنا لئے

کہ جب روایت احکام حلال وحرام ہو تو اوسمین تشدد کرو اور جب بیان فضائل وغیرہ
مین ہو تو اوسمین مسابلہ کرو اور تحقیقات مین تشدد نہ کرو جیسا کہ سعی مشکور ہوا کے صفحے
عبدلے مین ہے پس جب عموماً احادیث فضائل کے لیے یہہ قانون مقرر ہو
تو واسے برحال فضائل عالیہ موضوعہ خلیفہ دوم جنکے سیلئے ہزارون موضوعات
کی یوہین ضرورت ہوتی ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ عمل درآمد اس قانون کا
صرف دربارہ خلفا وصحابہ وائمہ مقبولین اہلسنت ہی ہوتا ہے جناب امیر ؑ اور
اہلبیت طاہرین کے لیے تو برخلاف اسکے آیات محکمہ اور روایات صحیحہ یقینیات کی
بھی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ ناظرین تحفہ وازالۃ الغین پر مخفی نہین لیکن شیعون کے
شکایات اہلسنت سے اس بارہ مین بیکار ہے کیونکہ جب انبیاء کرام ؑ کے ساتھہ ہی
انکے بھی برتاو ہین کہ بجائے اظہار فضائل ومناقب انکے حقائق حالات
کو مکرتے ہین اور درپے تحقیق نہین ہوتے مسابلہ کرتے ہین تو اہلبیت کرام ؑ
کے بارہ مین کیا امید کیجائے دیکھیے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب منح مین جہان
اسکی تحقیقات کی ہے کہ اجداد وآباء کرام سرورانام در دین اسلام پر تھے جو مقتضی
اعتقادات خصوصہ شیعہ ہے جو خلاف اہلسنت اکثر طاعن رہے
اور ہین علامہ مذکور بعد تحقیقات بیشمار تحقیق پدر حضرت ابراہیم ؑ مین فرماتے ہین
کہ آزر پدر نہ تھے بلکہ چچا تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے
قرآن مین آزر پر باپ کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا قائل
ہونا ضروری ہے اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کے جو قائل ہوے
کہ حقیقتاً آزر باپ تھے یہ چچا ابیرا ہوئے مخفی تھا ہر آیہ مرادلیا اور تحقیقات

صب ۱۹۸
سعی مشکور ۵۷
افضۃ ...
ان الرفضۃ ان النبی
الفا یعون ان ابا ابوی
کانوا مومنین یسبتین
تقیۃ وتقلب
الساجدین وتقبلۃ
لم ازل انقل من اصلاب
الطاہرین الی ارحام المطہرات
کما نقل فی استقصا الافحام
من صفحہ ۵۰۵ الی صفحہ
۲۸۵ مع الرد علیہ
من شاء التفصیل
فلیرجع الیہ ۱۲

صف ۶۱ مدارج النبوۃ ج ۲

پوری نہ کی اسمین مساہلہ و سستی کی نتھے اور شیخ عبد الحق صاحب مدارج النبوۃ
مین فرماتے ہین متاخرین اثبات کردہ اند کہ آباء و اجداد آنحضرت پاک و مصفا
بودند از دنس شرک و کفر جس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اہلسنت کو اسکی تحقیق
نہوئی یا دیدہ و دانستہ امر خلاف کے قایل ہوئے ہای افسوس صرف
خلفا کے معائب پوشی نے ان لوگون کو کن کن امر دینی مین مبتلا کیا کہ آبا انبیا
کرام کے کفر کے قایل ہوئے بلکہ ہواخواہی حضرت فاروق بغرض مساوات
نسب رسول مین بھی قدح کی ہے کہ بتصریح محمد بن فضل اللہ المحبی خلاصۃ الاثر
فی اعیان القرن الحادی عشر مین ملا علی قاری نے ایک رسالہ مشتمل بر
اسارت ادب والدین آنحضرتؐ تصنیف کیا اگرچہ یہ تصنیف نہوتی تو اوسکے
تالیفات و تصنیفات کے فوائد سے دنیا مملو ہوتی نتھے چونکہ یہ واقعہ نہایت
شرمناک واقعہ ہے جس سے مخالفین اسلام کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے
لہذا ہم یہاں نہین لکھ سکتے اصل کتاب پر مع رد محول ہے بہرکیف جب ایسے
امور عظیمہ مین ان لوگون نے مساہلہ کیا بلکہ درحقیقت افترا کیا اور انساب انبیا
ان اغراض باطلہ سے مقدوح و مخدوش کیا تو اگر انہین اغراض سے اس مسئلہ
مین مساہلہ کیا اور طالب تحقیق نہوے یا دیدہ و دانستہ اعلائے مراتب حضرت
فاروق کے لیے افترا پردازیان کین ہون کما ہو موافق الواقع تو کوئی محل استعجاب
و استعجاب نہین کیونکہ اسکے لیے خاص قانون سے بنایا گیا ہے کہ فضائل
مین مساہلہ کرو جو اسد رجہ جاری ہوا کہ اوسکے باعث سے موضوعات فضائل وغیرہ فضائل
خلفا مین بالاتفاق اہلسنت تسلیم کئے جاتے ہین [illegible] ابھی تک تمام احتیاط رہا [illegible] جسکو جھوٹا تھا

مع نظایر و دلایل و وجوہ اشتباہ بیان کیا ہے ثابت قدم ہین مصالحہ گفتگو
کرتے ہین کہ رواۃ کو بوجہ اشتراک نام اس مسئلہ مین اشتباہ ہوا اور اس نسبت
مین اونسے خطا ہوئی دیگر علما و رواۃ بھی بہ تبعیت اونکے مبتلا اسی خطا و
وہم و اشتباہ ہوتے گئے در پے تحقیق نہوے ورنہ جیسا بعد مدت مدیدہ
اسلام آبا و اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کا انکو پتہ ملا اور طہارت نسب سرور انام
کا سراغ لگا یہہ بھی ضرور معلوم ہوتا کہ یہ نسبتین بھی محض غلط اور سراسر تہمت بے اصل
ہین نہ خلیفہ نے خواستگاری کی نہ عقد ہوا نہ دوسرا کوئی امر بلکہ اصلیت
اسیقدر ہے کہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے خطبہ عقد کیا اوسنے
انکار کیا حسب استدعا بی بی عائشہ عمرو عاص نے مکر و حیلہ سے کام لیا کہ
یہہ فتنہ فرو ہوا اور زوجیت ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم
کے زوجہ تھی اور اوسکے بطن سے عبد اللہ بن عمر و زید بن عمر وغیرہ پیدا ہوئے تھے
کہ ان مان بیٹے نے بعہد معاویہ ساتھہ وفات کی اور نیز زوجیت ام کلثوم
بنت عقبہ جس سے بمقام حدیبیہ خلیفہ نے بعد اسلام عقد کیا تھا سبب اشتباہ
رواۃ ہوا جسکے سبب نکاح و اصرار و وقوع عقد و تولد زید و وفات بعد معاویہ
وغیرہ سب امور حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر کیطرف منسوب ہوگئے اور
ناقلین آثار و حاملین اخبار نے بالخصوص اون علما نے جنکو اثبات موافقت
ثلثہ و اہلبیت کی سب سے زیادہ فکر رہی تھی مثل ابن حبان مصنف کتاب الثقات
وغیرہ کی وہین غلط اور مشتبہ خبرونکو باغراض فاسدہ اپنی جا بجا مشتہر کیا اس لیے
حضرات اہلسنت کچھہ بھی خدا و رسول کا خیال کرکے اس تقریر کو تسلیم کرے

قبول کر لیں تو سبحان اللہ نعم الوفاق کیونکہ مدار اونکی حقیقت و بطلان کا کچھ اسی
قصہ پر نہیں ہے تو خلیفہ دوم کے ایمان و فضیلت کا ثبوت اس عقد پر منحصر پھر کیون
ناحق ایذا دہی خدا و رسول کیجاوے اور اگر مصالحہ و مباہلہ سے فرار کرین اور
خلاف حکم خدا و رسول حدیث ہدایا قصہ کیطرح اپنی اونہیں روایات موضوعہ
واہیہ پر اصرار ہے نہایت تعجب سے ہم بھی اونکی خدمت گذاری سے باز نہ رہینگے
اونہیں کے قواعد اصول کے مطابق غلطی بلکہ موضوعیت انکی روایات کی
ثابت کر دکھائینگے بحول اللہ و قوتہ تعالے **مقالہ ثانیہ** یہ امر تو
یقینی ہے کہ جب کسیکو خدا و رسول کا خوف نہیں ہوتا تو نہ اوسکو کچھ دین و ایمان کا
پاس ہوتا ہے نہ کذب و افترا سے پرہیز خصوصاً در صورتیکہ اس جھوٹ سے
کوئی غرض بھی نکلتا ہو خواہ وہ غرض کسیکی عداوت سے متعلق ہو یا کسیکے
بیجا محبت سے دیکھئے **حضرت مریم** علیہا السلام پر اعدائے دین نے
کیا کیا تہمتیں لگائیں جسکی پروردگار عالم کو اپنی کلام مجید میں کرنی پڑی چند
سورہ میں اونکی پاکدامنی و عصمت و عفت پر شہادتیں فرمائیں حالانکہ وہان تہمت
لگانیوالون کو صرف عداوت اسکا باعث ہوئی کیونکہ اس تہمت سے عیاذاً باللہ بجز
ابطال آیت الٰہی یعنے نبوت حضرت عیسی روح اللہ علے نبینا
علیہ الصلوۃ کے دوسرا کوئی فائدہ نہ تھا بخلاف اس مسئلہ عقد [illegible]
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے کہ عداوت اور محبت کی دونون غرضین
ساتھ شامل ہین عداوت تو جناب امیر و اہلبیت طاہرین کی کسیطرح ہو سکے
انکی تحقیر ہو اور محبت خلیفہ ثانی کی جنکے اثبات فضایل و مناقب کیلیے

مقالہ ثانیہ در اثبات موضوعیت روایات

کیا کیا بہتان نہ جوڑے گئے تھے کہ عیب پوشی نسب کے لیے
نسب مطہر سرور عالم میں قدح کی گئی بلکہ بالخصوص نسب خلیفہ دوم کے
معاملے میں اوسکو پیش بہی کیا اور خوف دار و گیر الحق سے آخر
اوسکی قباحت پر متنبہ ہو کر خود ہی اوسکو باطل بہی کیا اور اوسکے
قایل کو کافر بنایا پس ان لوگوں سے ایسا اتہام لگانا کیونکر
تعجب خیز ہو سکتا ہے خصوصًا درصورتیکہ یہی بغض و نفاق اصل
اصول مذہب قدریائی اور اہالیان سلطنت کی یہی دلی خواہش تھی
کیا خوب تقریر کی ہے ابو جعفر اسکافی نے بجواب جاحظ عثمانی کے
کہ اگر خیال غلبہ جہل وحب تقلید نہوتا تو اس عثمانی کے جواب
دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سب جانتے ہیں کہ دولت و سلطنت
اونہیں کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہمراز
ہوں اور سب آگاہ ہیں کہ قدر و منزلت اونہیں علما و شیوخ کے
ہوتے تھے جو فضایل ابوبکر بیان کرتا ہی اسکے اس بابمیں
کسقدر تاکید دیتے تھے کہ بدون اسکے کسیطرح دنیا سے
تمتع ممکن نہ تھا پس ان محدثین نے بہی کوئی دقیقہ ایسی روایات کے
بنانے میں اوٹھا نہ رکھا اور چونکہ یہ امر بدون اخفاے مناقب
علی بن ابیطالب ممکن نہ تہا ہر طرح در پے ہوئے کہ ذکر علی
و اولاد علی کو محو کریں اور اونکے فضایل و مناقب سے سوائے کو
[illegible] جناب [illegible] کیا محمد کا [illegible] حضرت کو [illegible]

کما نقل عنہ ابن ابی الحدید [illegible] نہج البلاغہ [illegible]

کرین اور منبرون پر لعن کرین اور اونکے لیئے اولاد علی کی یہ حالت تھی کہ اونکے
دشمنون کی قطار روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور تلوارین اونکے خون سے
رنگی جاتی ہین تعداد کم ہوتی جاتی ہے کوئی کہین قتل ہوتا ہے کوئی اسیر ہوتا ہے
کوئی کہین پوشیدہ ہو رہا ہے غرض عجب عالم خوف وبیم وترس ہے یہانتک
کہ فقیہ محدث قاضی متکلم سبکے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین
کہ انکے فضائل نہ بیان کرو انکے گرونہ ہیٹکو نوبت بدینجا رسید کہ محدثین مارے
خوف کے جناب امیر ع کا نام نہین لے سکتے اگر کسی حدیث مین حضرت کا ذکر ہے
تو یون تعبیر کرتے ہین کہ کہا ایکمرد نے قریش سے یا ایسا کہا ایکمرد قریش نے
مگر نام نہین لے سکتے انکی تو یہ حالت ہے اما اہل مذہب جتنے ہین وہ سب اسی پر
تلے بیٹھے ہین کہ فضایل ومناقب کو انکی باطل کرین تاویلات بعیدہ اور حیلہ
ومکر سے کام لین خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہو یا معتزلے یا جو فرقے
ان فرقون سے پیدا ہوئے سبکی یہی خواہش ہے کہ کسیطرح انکے فضائل
ومناقب کو مخفی کرین حتے کہ زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد والی سلاطین
بنی امیہ تک کہ اسی سال تک اونکی سلطنت رہی کوئی دقیقہ سب وشتم ولعن و
طعن مین انحضرت کے اوٹھا نہ رکھا اسپر بہی نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا گیا فضائل
ومناقب انکے مشہور ہوتے گئے انتہی پہر دوسرے مقام پر کہتے ہین
تم خوب جانتے ہو کہ سلاطین وملوک کوئی دین یا کوئی بدعت قائم کرتے ہین
تو اپنی رعایا کو اوسکی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہین کہ اس دین و بدعت
کے سوا دوسرے سے واقف تک ہونے نہین دیتے جیسا کہ حجاج بن

یوسف نے کہ عامل عبدالملک بن مروان تھا علاوہ اون ظلم و ستم کے جو اولاد علی
پر کیئے لوگون کو مجبور کیا کہ قرآن کو بقراءت عثمان پڑہین اور قراءت ابن مسعود و ابی
بن کعب کو ترک کرین کل بیس برس اوسکی سلطنت رہی مگر اوسکی زندگی ہی مین
تمامی ملک عراق قراءت عثمان پر متفق ہوگیا اب انکی جو اولاد پیدا ہوئین تو
سوائے اس قراءت عثمانی کے دوسری قراءتون سے بالکل ناواقف تہی
خواہ اسوجہ سے کہ اون کے ماں باپ مانع ہوئے یا اسوجہ سے کہ معلمون
نے اوسکی تعلیم ہی موقوف کی تہا اینکہ اگر کوئی شخص عبداللہ بن مسعود یا ابی
بن کعب کے قراءت پر پڑہتا تو اوسکو وہ لوگ قرآن نہ جانتے تہے بلکہ پڑہنے
والے کی تالیفات و موضوعات سے قرار دیتے تہے بس یہ حال تو ان سلاطین
و رعایا کا اس قراءت کے بارے مین تہا جسکے خلاف کے رواج سے نہ خوف
زوال ملک تہا نہ کسی فساد کا ڈر بخلاف اظہار فضائل علی ع کے اور اونکی اولاد
کی بزرگیون کے ظاہر ہونے مین تو ہر طرح کا خوف تہا اسلیے اسمین اور بہی کد کے
مگر خدا نے ان لوگون کے عظمت و جلالت کو روز بروز ظاہر کیا اسنے مختصر ایسی
ایسی حالتون مین جو کچہ نہ ان دنیا پرستون کے اتہامات کو فروغ ہو تہوڑا ہے اور جو
کچہ نہ انکے موضوعات کو ترقی ہو کم ہے کیونکہ استحکام سلطنت و حصول تمکنت
و جاہ کا اسی پر دار و مدار تہا جلب دنیا بغیر اسکے محال تہا چہ جائیکہ بغیر ان ضروری
بہی موضوعات بنائی جائین اور ادنے ادنے امر کے لئے اسکا ارتکاب
ہو چنانچہ علامہ ابن اثیر جامع الاصول مین بذیل طبقات مجروحین فرماتے ہین
کہ بدترین طبقات جرح سے افترا کرنا ہے رسول مقبول پر جسکے باعث ہین

تعمیم قراءت عثمان

حضرت نے فرمایا ہے جو جان بوجھ کر مجھپر افترا لگاوے اوسکی جگہ جہنم مین ہے
مگر اس بلا مین بہت بڑی جماعت مبتلا ہوے جنکی مقاصد و مطالب جداگانہ
ہین بعض ایسے زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی کی جو بہونے
اس غرض سے احادیث وضع کیے کہ لوگون کے دلونمین شک پیدا کرین
بعضون نے اپنے خواہشون کے مطابق حدیثین بنائین جنسے بعض نے
توبہ بھی کی ورانہی وضع کا اقرار کیا چنانچہ ایک شیخ نے شیوخ خوارج سے
بعد توبہ کہا کہ یہ حدیثین دین ہین دیکھو تم اپنے دین کو کس سے لیتے ہو ہم لوگ
جب کوئی بات چاہتے تھے تو اوسکو حدیث بناتے تھے ابو العینا کہتا ہے
کہ مینے اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے سامنے پیش کیے
سبنے قبول کیے مگر ابن شیبہ علوی نے کہ وہ پہچان گیا اور کہا اول حدیث آخر سے
نہین ملتی سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ وہ روتا ہے
مینے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ چار سو حدیثین بنا کر مینے داخل کردین ایکبار ون
بعضون نے بغرض خوشنودی خدا حدیثین بنائین تاکہ لوگونکو فضایل اعمال
کیطرف رغبت دلائین مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی
و احمد بن عبد اللہ جوئباری وغیرہ کے چنانچہ کسینے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اسقدر
حدیثین ہر ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت
کرتے ہو حالانکہ دوسرے شاگردان عکرمہ اوس سے واقف نہین تو ابی عصمہ
نے کہا چونکہ مینے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن اسحق مین مشغول ہین
قرآن سے بالکل رو گردان ہین اسلئے مینے قربۃً الی اللہ یہ احادیث

وضع کی بعضون نے خوشامد مین بادشاہون کے حدیثین بنائین چنانچہ
غیاث بن ابراہیم محدث مہدی خلیفہ کے یہان گیا چونکہ اوسکو اوڑنیوالے کبوترونکا
بڑا شوق تھا کہ دور دور مقامات سے منگاتا تھا اسلئے غیاث نے ایک
حدیث نقل کی کہ فرمایا حضرت صلعم نے سبق نہین ہے مگر خف اور حافر اور نصل اور
جناح مین جسپر مہدی خلیفہ نے دس ہزار درہم دلوائے جب غیاث وہان سے
چلنے لگا تو مہدی خلیفہ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تیری قفا جھوٹون
کی ایسی ہے بعد اوسکے کل کبوترون کو ذبح کر ڈالا کسینے کہا کبوترون کا
کیا قصور ہے اوسپر خلیفہ نے کہا انہین کی بدولت تو رسول پر تہمت دہری گئی
کسینے مامون بن احمد مروزی سے کہا شافعی کی عظمت و جلالت دیکھتے ہو
کہ خراسان والے انکے کیسے مطیع و منقاد ہین مامون نے یہہ حدیث بنائی
کہ فرمایا حضرت نے ہماری امت مین ایک مرد ہوگا جسکو محمد ابن ادریس
کہینگے اوسکی مضرت ہماری امت کے لئے ابلیس سے بھی زیادہ ہوگی
اور ایک شخص ہماری امت سے ابوحنیفہ نامی ہوگا جو چراغ ہے ہماری امت کا
بعض انہین سے وہ لوگ ہین جو دروازون پر سوال کرتے پھرتے ہین اور بازارون مین
کھڑے ہوکر حضرت کیطرف موضوعات کی نسبت کرتے ہین چونکہ سندین
صحیح یاد کرلی ہین انہین اسناد صحیحہ کے ساتھ اپنے موضوعات کو بیان کرتے ہین
اسلئے از عبارت جامع الاصول واضح ہو کہ یہہ خلیفہ مہدی عباسی وہ ہے
جسکے لیے اسقدر موضوعات بنائے گئے کہ مہدی موعود اہلسنت کا قرار
پایا اور اسیکے بدولت یہہ حدیث بنائی گئی کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور اوسکے

اصل حدیث یہ ہے لا سبق الا فی خف او حافر او نصل غیاث نے او جناح بڑھا دیا ۱۲ منہ

وضع حدیث در مذمت شافعی
وضع در مدح ابوحنیفہ

باپ کا بھی وہی نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے چنانچہ تاریخ الخلفا میں ہے
واخرج ابن عدی من حدیث عثمان مرفوعا المهدی من ولد العباس عمی تفرد به محمد
بن الولید مولی بنی هاشم وکان یضع الحدیث واورد الذهبی فی مسند حدیث ابن مسعود مرفوعا
المهدی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی اخرجه ابو داؤد والترمذی وصححه یعنے ابن عدی نے
روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مہدی اولاد سے چچا میرے عباس کے ہونگی راوی اسکا محمد
بن ولید ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تھا اور بیچ میں ذہبی نے اس حدیث کو بھی
وارد کیا ہے کہ مہدی میرے ہمنام ہونگے اور اونکے باپ میرے باپ کے
ہمنام ہونگے اور ابو داؤد اور ترمذی نے بطور صحیح اسکی روایت کی اب اسی سے
انکے موضوعات کا حال سمجھ لینا چاہیے کہ حالانکہ بالیقین ثابت ہے کہ حضرت
مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ اولاد جناب سیدہ از نسل جناب امام حسین علیہ السلام
ہیں مگران خوشامد خوروں نے مہدی عباسی کو مصداق اس حدیث کا بنادیا
اور اسم ابیہ اسم ابی اوسپر اضافہ کیا جسکی وجہ سے کیا کچھ اختلاف پیدا ہوا
چنانچہ تفصیل اسکی مجلد ہشتم ذوالفقار حیدری میں بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
بہرکیف جب واضعین کی یہ کثرت ہے اور اونکے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت
کا وہ تقاضا ہو سبب وہ اغراض تو ایسی صورت میں مدح خلفاے ثلثہ اور
توہین حضرات اہلبیت طاہرین میں موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی
بڑی بات نہیں ہے خصوصاً در صورتیکہ بڑے بڑے علماے اہلسنت
جنکو خاص خلیفہ دوم والا خطاب امیر المومنین فی الحدیث کا لقب ملا ہو
اس مرض مہلک میں مبتلا ہوں چنانچہ ایک واقدی ہے جسکی روایت

نہ کرنے سے حدیث غدیر ایسی حدیث متواتر صحیح ہو جائے بلقب امیر المومنین کی

نے الحدیث ملقب تھا اوسنے بیس ہزار حدیثیں موضوع بنائیں میزان الاعتدال

میں ہے کہا اور آدرد کی سے نے واقدی امیر المومنین سے نے الحدیث ہے اور سند

ابوحنیفہ خوارزمی میں ہے کہ کہا یحیی بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار

حدیثیں بنائیں اور رسول کیطرف انکی نسبت کی اور شافعی نے کہا کہ کتابیں

واقدی کے کذب ہیں انتہی التفصیل نے المجلد الاول من استقصا

الافحام کیوں صاحب ایک عالم اہلسنت بلکہ امیر المومنین انکا بیس بیس ہزار

حدیثیں بنائے اور خاص رسول پر تہمت لگائی اور وہ سب شایع و مشہور ہوں تو انکی

اتباع و لواحق نے کیا کچھ نہ بنائی ہونگی ورجب رسول پر اسقدر تہمتیں ہوں تو دیگر صحابہ

خلفا پر اور خاص جناب امیر علیہ السلام پر کیا کیا تہمتیں لگائی ہونگی یہی وجہ ہے کہ امام

ابوحنیفہ و شافعی و امام غزالی وغیرہ بھی اس فیض سے محروم نہ رہے پس

بنظر کثرت واضعین و تواتر موضوعات و تکاثر اغراض ان روایات عقد کے

موضوع ہونیکا اگر یقین نہیں ہوتا تو ظن غالب قریب بیقین تو ضرور حاصل

ہوتا ہے خصوصاً بنظر اون احادیث کے جنمیں حضرت نے پیشین گوئی

فرمائی کہ جو امور بنی اسرائیل میں گذرے ہیں اس امت میں بھی ضرور ہونگے

کیونکہ ان اتہامات کا نظیر جو حضرت مریم علیہا السلام پر بنی اسرائیل نے لگائے

اگر ملتی ہی تو یہی نظیر کہ عیاذاً باللہ مریم ثانی حضرت ام کلثوم بضعہ رسول

پر ایسی تہمت لگائی اور خلاف عقل و دیانت ایسی نسبت کی چنانچہ بقدر تو

میرے اس دعوے عدم صحت ان حکایات کے اور موضوعیت ان

[illegible]

دلیل اول

روایات عقد کی ان ادلہ سے بخوبی ہوتی ہے **دلیل اول** یہ ہے
کہ جتنی روایتیں دربارہ اس عقد موضوع کے حضرات اہلسنت پیش
کرتے ہین کوئی روایت اسکی نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم مین نہ دیگر صحاح
ستہ مین چنانچہ مطالعۂ کتاب تشیید اور صواعق محرقہ وازالۃ الغین کا اسپر
گواہ ہے اور صحیحین مین مذکور نہونا دلیل عدم تیقن بہ صحت روایت ہے کیونکہ

صحت ورق

قاضی محمد بن ابراہیم کتاب منہل الروی فی علم اصول حدیث النبی مین فرماتے ہین
ویعرف الزاید علیہما بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی السنن المعتمدۃ لا
بمجرد وجودہ فیہا الا اذا اشترط فیہا مولفہا الصحیح ککتاب ابن خزیمہ وابی بکر
البرقانی ونحوہما یعنی جو حدیث کہ صحیحین سے خارج ہو اوسکی صحت قابل قبول
نہین جبتک کوئی امام معتمد سنن معتمدہ مین اوسکی صحت پر نص نہ کرے فقط کسی
کتاب معتمدہ مین پائی جانے سے وہ صحیح نہین ہو سکتے ہان اگر کتاب کے مصنف نے
شرط کرلی ہو کہ بجز روایت صحیح کے کسی حدیث کا اخراج نہ کرینگے تو البتہ حکم
صحت اوسپر جاری ہو سکتا ہے مثل کتاب ابن خزیمہ وابو بکر برقانی کے پس
یہ روایات عقد جو خارج از صحیحین ہین حکم صحت سے بھی خارج ہین کیونکہ نا قابل
قبول ہونگے اور ابن القیم کہتے ہین دربارہ حدیث متعہ کے جو صحیح مسلم سے
منقول ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح مین اس روایت کو نہ لکھا باوصف شدت
حاجت کے کیونکہ اصول اسلام سے ہے پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو
ممکن نہتھا کہ بخاری اوسکو روایت نہ کرتا اور اوس سے احتجاج نہ کرتا اسطرح
کہا ابن تیمیہ نے دربارہ حدیث لا … الا مومن کے جو صحیح مسلم مین منقول ہے

کہ بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکو نہ لکھا
جس سے معلوم ہوا کہ صرف بخاری کا کسی روایت کو نہ لکھنا اور نقل نہ کرنا قادح
صحت روایت ہے گو وہ صحیح مسلم مین بھی ہو چہ جائیکہ نہ صحیح بخاری مین ہو نہ صحیح مسلم
مین نہ دیگر صحاح ستہ مین جیسا کہ ان روایات عقد مین مشاہدہ ہے اور
حدیث غدیر ایسے متواتر و یقینی حدیث مین سے جسکے صرف طرق روایت
کے جمع مین ابن عقدہ اور طبری اور عبد اللہ حسکانی اور ابو سعید
سجستانی اور علامہ ذہبی نے مصنفات خاص اسکے بارہ مین تصنیف کی
اور ابو المعالی جوینی کا بیان ہے کہ مینے بغداد مین ایک صحاف کے
ہاتھہ مین ایک کتاب دیکھی جسمین اسی حدیث غدیر کے طرق روایت کو جمع
کیا ہے اوسپر لکھا تھا کہ یہہ اٹھائیسوین جلد ہے طرق من کنت مولاہ مین اور
اونتیسوین جلد اسکے بعد آتی ہے الخ اور سو صحابی سے زیادہ اس
حدیث کے راوی ہین اور علامہ ذہبی اور علامہ سیوطی ملا علی متقی
جمال الدین محدث اور ملا علی قاری محمد بن اسمعیل امیر ضیاء الدین مقدسی
محمد صدر عالم قاضی ثناء اللہ پانی پتی علم الہدیٰ اہلسنت ہوتے ہین
وغیرہ بالاتفاق بیان کرتے ہین کہ یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ جناب آیۃ اللہ
فی العالمین اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین نے مجلدات عبقات الانوار
فی حدیث الغدیر مین نمونہ اعجاز ید للہ دکھایا ہے اہلسنت بھی عذر پیش
کرتے اور اوسکی صحت و تواتر کو بوجہ نہ درج ہونے صحیحین کے باطل کرتے ہین
چنانچہ امام فخر الدین رازی اور عضد الدین صاحب مواقف و علامہ تفتازانی

اسامی مصنفین کتاب در جمع طرق حدیث غدیر

اسامی مصرحین تواتر حدیث غدیر

اور سید شریف جرجانی شارح مواقف اور علامہ قوشجی شارح تجرید اور
مرزا مخدوم صاحب نواقض اور اسحق ہروی صاحب سہام ثاقبہ اور حسام الدین
بدخشی صاحب مرافض الروافض اور ابن تیمیہ اور ابن حزم اور محسن کشمیری
اور شیخ عبد الحق دہلوی اسی بنیاد پر اس حدیث غدیر کو باطل کرتے ہین جیسا
کہ سید شریف شرح مواقف مین بجواب شیعہ کہتے ہین کہ صحت حدیث
ممنوع و غیر مسلم ہے یعنے صحیح نہین ہے کیونکہ ارباب حدیث مثل بخاری
و مسلم وغیرہ اسکو نقل نہین کرتے اور شیخ عبد الحق صاحب جنکی مصنفات پر
اہلسنت کو ناز ہے شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین روایت نکردہ اند انرا
اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری
و مسلم و واقدی و غیر ایشان از اکابر اہل حدیث الخ والتفصیل فی
العبقات پس ان تقریرون سے معلوم ہوا کہ بوجہ نہ روایت کرنے بخاری
و مسلم کے یہ حدیث غدیر غیر صحیح قرار پائی تو یہ روایات موضوعہ بدرجہ اولی
غیر صحیح بلکہ موضوع قرار پای جو نہ صحیحین مین ہین نہ دیگر صحاح ستہ مین بلکہ
صرف بعض کتب غیر معتمدہ اہلسنت مین البتہ داخل ہین جس سے صاحب
صواعق متعصب مولوی حیدر علی جاحد نقل کئے ہین کہ اونکے نام مولوی صاحب
یہ بتلاتے ہین ابو عمر صاحب استیعاب نور الدین حسینی و شریف موسوے
شیخ ابن السمان و دار قطنی و بیہقے و مانند ایشان جس سے بخوبی معلوم ہوا
کہ مولوی صاحب کے نزدیک بھی کوی روایت صحاح ستہ مین نہین ہے ورنہ اونکے
جامعین کے نام مرقوم ہوتے پس صحیحین بلکہ صحاح ستہ مین نہ مندرج ہونا

عدم صحت حدیث غدیر [illegible]
نہ درج صحیحین

ان روایات عقد کا دلیل عدم صحت ہے حالانکہ ہمیشہ مریضے بذریعہ نقل کرنے
بخاری و مسلم کے روایت کو غیر صحیح اور باطل کرنا کچھ اسی حدیث غدیر کے ساتھ
خاص نہین ہے بلکہ دوسری روایتونمین بھی یہی دلیل پیش کرتے ہین ابن تیمیہ دربارہ حدیث
ما قلت الغبراء الخ منہاج السنہ مین کہتے ہین کہ اس حدیث کو کل جماعت نے روایت کیا نہ صحیحین مین
سے پس طرح حدیث متفرق امتی کی بابت کہا کہ صحیحین مین نہین ہے اور شاہ سلامت اللہ کشفی
معرکہ آرا مین سابق حدیث کرار غیر فرار کہتے ہین دہر گاہ وارد است از روایات
صحیحین لفظ کرار غیر فرار است و زیادہ غیر ثقہ مقابل ثقہ و ثقہ مقابل
اوثق محل کلام ست پس تشبث با زیادت کذائی مقبول ارباب عقول نیست
جس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ کرار غیر فرار صحیحین مین نہین ہے تو شاہ صاحب
کے نزدیک اس سے استدلال کرنا غیر معقول ٹھہرا اور مولوی حیدر علی صاحب
عالم تبحر جنکے قدح بلکہ حکم موضوعیت روایات متفقہ صحیحین سابقا مذکور ہوئے
دربارہ اوس روایت کے جو زرندی نے کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام
مین بطور حتم و جزم روایت کی ہے کہ جب بی بی عایشہ کو احتضار ہوا شروع ہوا
تو لوگون نے کہا روضہ رسول مین آپکو دفن کرین تو عایشہ نے کہا ہمکو ہمارے
بہنون کے ساتھ بقیع مین دفن کرو فانی قد احدثت امورا بعدہ یعنی بعد آنحضرت
بہت سے امور مین مجھسے احداث ہوے ہین منتہی الکلام مین فرماتے ہین ۱۲۶
لانسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند منع روایت بخاری
ست کہ از لفظ مذکور عاری ست و روایت صاحب اعلام در باب سیزدہم از
کتاب مذکور سند مروی ست پس جب ان احادیث و روایات کی صحت

بتصریح ان اکابر اہلسنت کے بوجہ نہ درج ہونے کے صحیح بخاری و مسلم مین
باطل ہوئی جس سے نہایت درجہ مستحکم ہونا اس دلیل کا کہ جو دو چند برہ عمالون نے
اس سے استدلال کیا ظاہر ہوا اور روایات عقد بدرجہا وسے غلط و
باطل قرار پائینگی جو نہ صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب
مشروط الصحۃ مین نہ مسانید معتمدہ مین معہ حکم صحت امام معتمد اور یہ تقریر ان لوگون کی
صرف بمقابلہ شیعہ ہی نہین ہے جہان بغیر انکار قطعیات و یقینیات و متواترات
چارہ نہین ہے بلکہ باخود بہ اہل خانہ جنگیو نہین بہی کسی روایت کی باطل کرنے مین
یہی دلیل پیش کرتے ہین چنانچہ مولوی بشیر صارم منکی نے سے دربارہ من جاز اہل
الخ ناقل ہین لم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ ولا رواہ احمد فی مسندہ
ولا احد من الائمۃ المعتمد علی ما طلقوہ ولا صححہ امام یعتمد علی تصحیحہ یعنے دلائل
عدم صحت روایت مذکورہ مین کہتے ہین کہ یہ حدیث نہ صحاح ستہ مین ہے
نہ مسند احمد مین نہ کسی امام معتمد نے اسکی روایت کی ہے نہ کسی امام معتمد نے
اسکی صحت کا حکم کیا ہے پس ان روایات عقد کا نہ صحیحین مین ہونا نہ صحاح ستہ
مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحۃ مین دلیل قطعی بطلان روایات مذکورہ ہے
جسمین اہلسنت کوئی عذر نہین کر سکتے فان اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول
یعنی مقر کا اقرار اوس پر حجت ہوتا ہے اور یہ تقریر میری مثل تقریر لاطائل اہلسنت
از راہ مجادلہ و ہٹ دہرمی کی نہین ہے بلکہ مطابق واقع و تحقیق کیونکہ درمیان
حدیث غدیر اور ان روایات عقد کے بڑا فرق ہے اسلئے کہ حدیث غدیر
و دیگر روایات سے ہے جسکا خلافت جناب امیر پر نص ہونا آفتاب کی طرح نمایان ہے

چنانچہ امام غزالی اور حکیم سنائی اور شیخ فرید الدین عطار اور محمد بن طلحہ شافعی
اور سبط ابن جوزی اور محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی اور سعید الدین فرغانی
اور ابن زرواق اور شہاب الدین دولت آبادی ملک العلما اور علامہ محمود بن احمد
امیر یمانی اور مولوی محمد اسمعیل برادرزادہ شاہ عبد العزیز وغیرہ کی تصریحات سے
ظاہر و باہر ہے کما فصل فی العبقات پس ایسی روایت کا نقل نہ کرنا ہمنوا اہلسنت سے خصوصا
بخاری مسلم سے جای تعجب نہیں ہے کہ انہوں نے ایسے مضر ترین روایت کو جس سے سارا مذہب
اہلسنت باطل ہوتا ہے حذف کر دیا کیونکہ خود اکابر اہلسنت نے تصریح کی ہے
کہ عادت بخاری سے ہے کہ روایات فضایل جناب امیر میں دیدہ و دانستہ
اغماض کرتا ہے اور قطع و برید کر ڈالتا ہے اور بوجہ قدح و جرح قطان
دربارہ امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرنا حضرت سے اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے
از قبیل مشہورات ہے بخلاف اسکے ان روایات وقوع عقد کو نہ ذکر کرنا
دلیل قوی اسکی ہے کہ یہ روایات اوسکے نزدیک بھی موضوعات و مفتریات
سے ہیں جبھی تو نہ ذکر کیا کیونکہ بدانست اہلسنت جو فضیلت و منقبت خلیفہ دوم
اس امر سے ثابت ہوتی ہے دوسرے کسی امر سے یہ فضیلت نہیں نکلتے
اور اوسکو مشہور بھی سمجھتے ہیں پس ایسے منقبت عظمی کو نہ ذکر کرنا خصوصا
بخاری کا جنکی محبت و ولا خلیفہ دوم کے ساتھہ محتاج تشریح نہیں دلیل قوی ہے
بطلان عدم صحت روایات مذکورہ پر اور باوصفیکہ بتصریح مولوی حیدر علی
صحیحین میں دو سو دس سے زیادہ حدیث ضعیف اور موضوعات ہیں اسپر
بھی ان روایات کا تذکرہ صحیحین میں مندرج ہونا نہ دیگر صحاح میں بندا سے بلند آواز ہے

لو از صفحہ ۲۴۴ و لغایت ۲۸۰ جلد رابع از مجلدات حدیث ولایت عبقات الانوار مطبوعہ لکھنو
لو کما فی المجلد الاول من استقصاء الافحام نقلا عن ذو الفقار ... صفحہ ۹۸
سو تفصیل اسکی جلد اول میں ... دیکھو
ف قطع و برید بخاری فضائل امیر علیہ السلام

کہ یہ سب ایسی موضوعات اور مفتریات سے ہین کہ بخاری و مسلم وغیرہ نے
دوسرے موضوعات کے برابر بھی اسکا وزن نہ سمجھا جو اپنے صحاح مین داخل
کرتے حالانکہ اگر یہ روایات ان صحاح مین (جو حقیقۃً ستام ہین) مذکور بھی
ہوتی تو شیعہ پر حجت نہین ہو سکتی تھی بلکہ خود اہلسنت بھی اوس سے استدلال
نہین کر سکتے تھے کیونکہ اکابر اہلسنت نے بھی صحیحین کی قدح کی ہے چنانچہ
کلام مولوی حیدر علی سابقاً مذکور ہوا و المقصد اسے فیجے مستقصا الافحام و
عبقات الانوار مین ایسی مہمل روایات سے ایسے امر عظیم پر استدلال کرنا اپنی جہالت کی
داد دینا ہے **دلیل دوم** یہ کہ مسند امام احمد بن حنبل کہ بارہ مین حضرات اہلسنت فرماتے ہین کہ سات
لاکھ حدیث سے انتخاب کرکے اسکو لکھا ہے اور اوسکو امام بنایا ہے
جو روایت اسمین نہ پائی جاوے اوسکی اصلیت نہین ہے اور قابل
حجت نہین ہے جیسا کہ طبقات شافعیہ امام سبکی و مفتاح کنز الدرایۃ مین
مرقوم ہے اور کلام صاحب منتہی سابقاً مذکور ہوا ایسی اوسمین بھی اس روایت
نہ ہونے سے جیسا کہ منقولات ابن حجر مکی و حیدر علی وغیرہ سے ظاہر ہے
اس قصہ کا بے اصل ہونا ثابت ہوا **دلیل سوم** یہ کہ اگرچہ صحیحین بلکہ
صحاح ستہ و مسند امام احمد مین نہ مذکور ہونا ان روایات عقد کا خود غیر صحیح
اور بے اعتماد ہونے کے لیے ان روایات کی دلیل کافی ہے مگر
بنظر مزید توضیح دوسرے بعض حالات انکے اجمالاً حوالہ قلم ہوتے ہین
کیونکہ یہ سب روایتین دو حال سے خالی نہین ہین یا بلا سند ہین یا باسند
جو بلا سند ہین ہونگی وہ حالت سے ہے یا درج کتب حدیث ہین یا درج کتب

تواریخ **قسم اول** احادیث بلا سند یعنی مندرجہ کتب احادیث ہیں جنکے
عموماً غیر صحیح ہونے کے لیے بھی دو جملے شاہ عبدالعزیز صاحب کے کافی ہیں کہ
ایک مقام پر فرماتے ہیں اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب
مسندہ محدثین ست مع الحکم بالصحۃ وحدیث بے سند نزد ایشان شتر
بے مہار ست کہ اصلا گوش بآن نمی نہند اور بذیل حدیث تشبیہ فرماتے ہیں
وقاعدہ مقررہ اہلسنت ست کہ حدیثی راکہ بعضے ائمہ فن حدیث در کتابے
روایت کنند وصحت ما فی الکتاب التزام نہ کردہ باشند مثل بخارے ومسلم
وبقیہ اصحاب صحاح وصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب
یا غیر او از محدثین ثقات بتصریح نہ کردہ باشند قابل احتجاج نیست زیرا کہ جماعۂ
از محدثین اہلسنت کہ در طبقہ متاخر پیدا شدند مثل دیلمی وخطیب وابن عساکر
چون دیدند کہ احادیث صحاح حسان را متقدمین مضبوط کردہ رفتہ اند وجائے
سعی نماندہ مایل شدند بجمع احادیث ضعیفہ وموضوعہ ومقلوبۃ الاسانید والمتون
تا بطریق بیاض یکجا فراہم آوردہ نظر ثانی نمایند وموضوعات را از حسان
لغیرہا ممتاز سازند بسبب قلت فرصت وکوتاہی عمر خود آنہا را این مہم انجام نشد
پس جو روایتیں در بارۂ اس عقد کے بلا سند ہیں یا اونپر حکم صحت نہیں جاری
ہوا ہے وہ سب ہوا ہو گئیں کہ اہلسنت اونپر کان دے سکتے ہیں نہ ان
شتران بے مہار کے مہار لے سکتے ہیں اور شیعے تو یوں ہیں اونکے روایات
کو گو شتر سمجھتے ہیں باقی رہے روایات **قسم دوم** بلا سند کے
جو درج کتب تواریخ ہیں پس اونکے بارے میں مولوی حیدر علی صاحب

قسم دوم روایات بلا سند

ص ۸۸۹

ازالۃ الغین مین فرماتے ہین حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین بمثل
تالیفات وتفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان است
کہ محتاج بیان نیست پس بطلان ان روایات عقد کا جو درج کتب تواریخ
ہین بخوبے ظاہر ہوا الحمد یہانتک تو اجمالی گفتگو اصل روایات بلا سند کے
متعلق تھی اب ایک نظر اجمالی متعلق بہ متن احادیث اور دیکھہ لینا چاہیے

ف دلیل چہارم در باب اختلاف روایات

دلیل چہارم یہہ ہے کہ کل روایتین اس عقد کی باسند ہون یا بلاسند
کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات
اونکے ایسے مضطرب ہین کہ کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ
مفید اعلے اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ فرماتے ہین کہ
بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بجے
فی نفسہ مختلف ہے کہ کبھی[۱] روایت کرتا ہے جناب امیر[ع] خود متولی عقد ہوے
اور نکاح کردیا کبھی یہہ[۲] روایت کرتا ہے کہ عباس[رض] عم رسول نے عقد کردیا
کبھی یہہ[۳] روایت کرتا ہے یہہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا
کبھی یہہ[۴] روایت کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض روات کا

ف عبارت شیخ مفید علیہ الرحمہ

یہ بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام زید رکھا بعض[۵] کا یہہ بیان ہے کہ قبل از ہمبستری عمر
قتل ہوا بعض[۶] کا یہہ بھی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کیے گئے
اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون[۷] کا قول ہے کہ زید مر گئے اور بعضون کا
قول ہے کہ قتل ہوے بعض[۸] کا یہہ بیان ہے کہ ماں بیٹے دونوں ساتھ قتل
ہوے بعض[۹] کا یہہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض روات کا

یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم معین ہوا
بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم معین ہوا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا
کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہیں انتہے کلامہ الشریف
فلتقویۃ اللطیف اب ان اختلافون کے ساتھ چند اختلاف و اضطراب اور
گذارش کرتا ہون کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کے
حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا او سپر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے
اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہو گی پس اور العقد بیا آورد
علی جواب داد کہ بدر ستیکہ من او را در نکاح تو دادم بعد او سکے خلیفہ صاحب
بمقام روضہ تشریف لا کر حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الغین ص ۹۴۱
بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد بجواب
فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیر ست فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من
خانہ داری نیست (اس روایت مین وقوع عقد کا مطلقا ذکر نہین ہے ص ۹۴۰ ازالۃ الغین
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس بارہ مین کی تب حضرت نے
عذر صغر سنی کیا او سپر عمر نے حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کر کے
عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہون اور راضی ہون
پس حضرت امیر او را عقد بستہ بخانہ عمر فرستاد و بعض کا بیان ہے کہ ص ۹۴۲ ازالۃ الغین
حضرت نے فرمایا کہ اس بارے مین میرے ساتھ دو امیر ہین یعنی دولت سرا مین
تشریف لا کر حسنین سے فرمایا کہ بیٹے مکروہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اوسکا نکاح کرون ص ۲ وقائع الفجیعہ
بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین سے

مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن اوسکے بعد حضرت نے عمر یا بن کو بلایا عمر نے
گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ مینے علی سے درخواست کی
اونہونے تزویج کردیا حضار سے کہا ایسے صغیرہ سے عقد کرنے کا کیا نتیجہ
عمر نے حدیث رسول بیان کی صـ ٢١ بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنین ع صـ ٩٤٣ ازالۃ الغین
سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اوسپر امام حسین ع نے فرمایا وہ عورت ہین مثل با
سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین اسپر جناب امیر ع غضبناک ہوکر چلے امام حسن ع نے
دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرمائے بجا لاتے ہین صـ ٢٢ تب عقد واقع ہوا بعض کا صـ ١٥٩ صواعق محرقہ
یہ بیان ہے کہ حسنین ع سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ع ساکت رہے
امام حسن ع نے تعریف عمر بیان کی اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا
کہ مطلب تمہارا بر آئے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا کہ اسنے
ہم عقد کیا چاہتے ہین بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباس اور عقیل صـ ١٥٩ صواعق محرقہ
سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس ع سے کہا کہ یہ کلام عقیل
خیر خواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث صـ ٩٤٤ ازالۃ الغین
رسول ہے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہوگا بعض کا بیان ہے حضرت نے
عباس اور عقیل اور امام حسن ع سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوے
اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام و شہور گذرتے ہین
معاذ اللہ تمہاری عقل بڑھتی جاتی ہے واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو امر شنیع ہوگا اور ہوگا یعنی فساد عظیم
قایم ہوگا الخ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بوجھا کر خود عقد کردیا بعض کا صـ ٢١ ٨٥ ذخائر العقبے
بیان ہے عمر نے ساق کھولا صـ ٢٣ بعض کہتے ہین بوسہ لیا بعض کہتے ہین گلے سے لگایا صـ ١٤ اسماء الرجال مشکوٰۃ

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] اگر اسود کی دینا چاہئے

[illegible]

امیر [illegible] اختیار حاصل [illegible] اسود کی [illegible]

اور پھر حضرت [illegible]

امام حسن [illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اختلاف ہین جنکو اصل کتاب [illegible] تفصیل و بسط تمام لکھا ہے اور [illegible]

بھی کچھہ مذکور ہوا ہے کیونکہ اختلاف روایات و اضطراب رواۃ اسقدر ہے [illegible]

اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہین ہیں خود اسی اختلاف

اور اضطراب سے بھی یہ روایات باطل و غلط ثابت ہوتی ہیں چنانچہ [illegible]
فرماتے ہیں اضطراب مانع عمل ہے بالبداہۃ العقلیہ [illegible]
لیکن جب ایسا ہو اس طرح حصول علم و یقین ممکن نہیں [illegible]
ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں [illegible]
و تعارض و اضطراب بعد الطرفین مانع عمل [illegible] دوسرے مقام پر
فرماتے ہیں تعدد روات چون باین رنگ باشد کہ ہر یکی در قصہ واحد
روایت کند کہ مخالف دیگر باشد [illegible]
حیدر علی [illegible] کہ اذا تعارضا تساقطا یعنی جب دو روایتیں باہم خلاف ہوں
تو دونوں ساقط کر دیجائینگی اور چونکہ یہ روایتیں متضاد ہیں لہذا اختلاف
بیان دلیل کذب و افترا ہے لہٰذا یہ روایات ساقط الاعتبار و محض بیکار
قرار پائیں کیونکہ ان روایات میں جسقدر اضطراب و تخالف ہے ثانیاً
دوسرے روایات میں ہو پس اس رو سے بھی یہ روایات غلط و بے بنیاد
قرار پائے فقولوا جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا افسوس
کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدری میں ہر ہر روایت کے سبب ضعف کو کس کس
خیال سے یہ حدیثیں مختلف بنائیں گئیں بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار صرف
بیان اختلافات پر اکتفا ہوا **دلیل پنجم** روایات مسندہ کی عدم صحت
اور موضوعیت سے متعلق ہے افسوس کہ یہ بحث اصل کتاب ذوالفقار حیدری
جلد پنجم میں اس توضیح و تفصیل سے لکھی گئی ہے کہ خلاصہ کرنا دشوار اگر
محال نہیں تو دشوار ضرور ہے کیونکہ ہر ہر روایت کے راوی کی تضعیف و

وتکذیب بلکہ اوسکے ناقلین کے مقدوحیت وجرح جن کتابون مین یہ روایتین
درج ہوئین اونکی لغویت اور بطلان باقرار علمای خود اہلسنت نہایت بسط سے
دکھائے گئے ہین حتے کہ ایک روایت بھی ان عیوب سے جنکو اہلسنت ابطال
روایت مین پیش کرتے ہین خالی نہین ناظرین بانکین ہمین انبعض روایتون
جنکا حال بالاختصار یہان مذکور ہوتا ہے سمجھ سکتے ہین ع قیاس کن
ز گلستان من بہار مرا ۔۔ روایت اول ازالۃ الغین مین ہے — ص ۹۲۶ ازالۃ الغین
اصابہ ابن حجر عسقلانی مین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے حدیث کیا
سفیان نے عمر سے اوسنے محمد بن علی سے کہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم
بنت علی کا جناب امیر علیہ السلام سے صغر سنی بیان کیا لوگون نے عمر سے کہا
کہ حضرت نے تمکو رد کیا دوبارہ عمر نے اصرار کیا حضرت نے کہا مین تمہارے
پاس بھیجتا ہون اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے جب ام کلثوم
عمر کے پاس آئین تو عمر نے ساق کو کھولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین
نہوتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتی انتہے یہ اصل روایت ہے راوی اسکے
سفیان ہین جنکی تدلیس پر تلبیس مشہور ہے کیونکہ سفیان دو ہین سفیان — سفیان
بن عیینہ صاحب تفسیر اور سفیان ثوری یہہ دونو بزرگ تدلیس کرتے تھے
جیسا کہ شرح الشرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری مین ہے کہ اعمش اور ثوری — عنعنہ بن اسحق
(یعنے سفیان ثوری) اور ابن عیینہ (یعنے سفیان بن عیینہ) اور ابن اسحق
وغیرہ تدلیس کرتے تھے (یعنے روایت ہی اور کیکی نسبت کرتے ہین — تعریف تدلیس
دوسرے کیطرف علامہ ابن جوزی تدلیس کو تلبیس ابلیس سے کہتے ہین اور خیانت — تلبیس ابلیس

شرع مطہر جانتے ہین اور کتاب الموضوعات ابن جوزی مین ہے کہ تدلیس
اعظم خیانات شریعت سے ہے علامہ سیوطی تدریب مین شعبہ سے
ناقل ہین کہ زنا کرنا بہتر ہے تدلیس روایت سے تدلیس برادر کذب ہے
اور امعان النظر توضیح نخبۃ الفکر مین ہے کہ جس شخص نے ایک مرتبہ
تدلیس کے وہ مجروح ہوا اور روایت اوسکی ہمیشہ کو مردود ہوے
صفحہ ۳۲۹ تحفہ
خود شاہ صاحب نے بھی تدلیس کو کذب سے تعبیر کیا ہے چنانچہ تحفہ مین لکھتے ہین
تیز اطلاق کنند بر خبر کاذب الاسناد کہ راوی سماع آن خبر از شخصے دارد
و نسبت میکند او را بہ پدر او یا جد او انتہی پس جب تون سفیان سے
تدلیس ہوے کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے کیطرف حالانکہ وہان
نہ شرکت نام ہوتی ہے نہ باعث اشتباہ تو ان بزرگون کے آگے
سہوا خواہی خلیفہ دوم ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف
منسوب کر دینا کون بڑی بات ہے بہرکیف یہ روایت سفیان کی کاذب
و باطل و مردود قرار پائی خواہ سفیان ثوری ہون خواہ سفیان بن
عیینہ حالانکہ سفیان بن عیینہ بشہادت یحیی بن سعید آخر عمر مین مختلط ہو گیا تھا
صفحہ ۱۶۶ میزان الاعتدال
کہ اس زمانہ کی روایتیں لاشی ہو گئیں جیسا کہ حاشیہ کاشف اور میزان الاعتدال
مین ہے اور قبل اسکے بھی زیادہ نسبت احادیث مین غلطی کرتا تھا اور
سفیان ثوری علاوہ برآن کہ تدلیس پر تلبیس انکے ابلیس سے بھی زیادہ
مشہور ہے جیسا کہ میزان الاعتدال تہذیب التہذیب تقریب التہذیب
کتاب التبیین لاسماء المدلسین وغیرہ مین مذکور ہے مخالفین و معاندین

اہلبیت طاہرین سے ہے کہ جو شان حضرات طیبات پر تہمت لگانے کی ... اوسکو
تہمت لگانا اہلبیت طاہرین پر کون مشکل ہے تا اینکہ جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے لوگ اپنے تصرف کرامت ظہور سے نکالا ہوا [illegible] ڈالکر
[illegible] آیا کہ تجھے مجھے ضرر پہونچیگا اور مجھے تجھے ضرر پہونچیگا
جیسا کہ [illegible] فتح الانوار امام شعرانی رسالۃ الاولیاء میں باب امام جعفر
[illegible] محمد بن طلحہ شافعی تذکرہ [illegible] ابن جوزی [illegible]
ابن صباغ مالکی عقد النبوی و سیر مظفر سے شیخ بن عبداللہ [illegible]
[illegible] ہے کہ [illegible] شعرانی [illegible] ہے کہ [illegible]
[illegible] جناب امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت جبہ [illegible]
[illegible] سفیان نے اسپر اعتراض کیا کہ آپ اہلبیت نبوت میں ہوں [illegible]
لباس [illegible] حضرت نے اوس کو باطن کو دکھا دیا کہ دیکھ یہ لباس ظاہری
[illegible] اپنی [illegible] ہے اور اپنے نفس کشی کے لیے جو نیچے اسکے
ملصق ببدن ہے کیسا گندہ اور خشن ہے قربان اعجاز نمای امام برحق
کہ بعد اوسکے سفیان کے ظاہر و باطن کا حال دکھا دیا کہ فریب ہی عوام
کے لیے تو ظاہری لباس ایسا گندہ اور پشمی جبہ پہنے ہے اور نیچے اوسکے
جو بدن میں ملصق ہے وہ کپڑا ایسا نرم اور ملایم ہے کہ پوست اندرون
بیضہ کے ملاحت اوس سے کم ہے یہی حال ہے اہلسنت کے اولیاء اللہ
مشایخ تصوف کا بعد اوسکے حضرت نے فرمایا اے سفیان تو زیادہ
ہمارے پاس آیا کر کہ تجھسے مجھکو ضرر پہونچیگا اور مجھسے تجھکو ضرر ہوگا اور

اور حلیۃ الاولیا میں ہے کہ جب ثوری سے [illegible]

سفیان کہتے ہیں [illegible]

[illegible] تو حضرت نے فرمایا [illegible]

[illegible]

سفیان ثوری سے فرمایا تو وہ [illegible]

اور تو [illegible]

[illegible]

[illegible] روایت [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] بیان [illegible]

[illegible] علیہ السلام

[illegible] حضرت نے فرمایا [illegible]

[illegible] اس ثوری [illegible]

[illegible]

غلبہ [illegible] ہوتا ہے آخر سبط ابن جوزی کو بھی باوصف تعصب

اسلام کا جوش آہی گیا اور اس روایت کو اپنے نانا کی کتاب سے نقل کر کے

باطل کر دیا جیسا کہ مذکور ہوا ہر کیف اس روایت کے موضوع اور باطل

ہونے میں کوئی عذر نہیں رہا دوسری روایت منقول از ازالۃ الخفاء

از اصابہ روایت کیا ابن وہب نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے اور

صفحہ ۱۲۱۵ در حاشیہ ازالۃ الاوہام [illegible]

صفحہ ۵۰ استفتاء ازالۃ الاوہام [illegible]

[illegible]

صفحہ ۹۳۷ ازالۃ الخفاء

صفحہ ۳۴۳ اصابہ

زید سے اوسنے اسلم سے کہ عمر نے نکاح کیا ام کلثوم سے اور چالیس ہزار
درہم مہر دیا اولاً اس روایت سے کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
علیہ السلام کی تخصیص و تعیین نہیں سمجھے جاتے کیونکہ صرف نام ام کلثوم
کے متعلق ہے اور سابقاً مذکور ہوا کہ خلیفہ دوم کی دو جورو ونکا نام ام کلثوم
تہا لیس اونہیں دونوں میں کسیکا مہر ہوگا کما لیس ایسی روایت سے تعیین نکاح
حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام پر استدلال کرنا دادخبط دینا ہے ثانیاً
عبد الرحمن بن زید بتصریح میزان الاعتدال و کاشف و حاشیہ کاشف ص ۲۴۶ میزان الاعتدال جلد اول
باستشہادت یحیی بن معین و عثمان دارمی و ابن منکدر و اصبغ و قتیبہ و ہشام
و بخاری و ابو حاتم و ابن مدینی و نسائی ضعیف ہے اور یحیی نے کہا لیس بشئے
اور ابن مدینی نے کہا کہ کل اولاد زید بن اسلم میں کوئی ثقہ و معتمد نہیں ہے پس
یہ شخص بطرح علو و خصوصاً ضعیف و لیس بشئے و غیر ثقہ قرار پایا حتے کہ مولوی
عبد العلی ذہبی اپنی سعی مشکور میں اقرار کیا کہ تقی سبکی نے اقرار کیا ہے ص ۳۸۶ سعی مشکور
کہ غفاری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں انتہی ثالثاً زید بن
اسلم خادم خاص خلیفہ دوم جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے زید بن اسلم و آوا زید رضی ص ۹۴۴ ازالۃ الخفا
کہ آزاد کردہ عمر بن خطاب بود لہذا پس خود خادمیت خلیفہ دوم بے اعتبار
کے لیئے کافی ہے کہ اپنے آقائے نامدار کے لیے کیا کچھ بنایا ہوگا اور
حق نمک کیا کچھ ادا کیا ہوگا لیکن علاوہ اس وجہ سے کہ میزان الاعتدال میں ہے ص ۱۵۲ میزان الاعتدال جلد اول
کہ اہل مدینہ کو اسکے بارہ میں کلام ہے اور عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ
قرآن کی تفسیر بالرائے کرتا ہے جسکے بارہ میں یہ روایت ہے جو شخص

تفسیر قرآن کرے اپنی رائے سے وہ کافر ہوا کما سے فی مدارج النبوۃ اور
تذہیب التہذیب مین ہے کہا مالک نے زید بن اسلم من تلقاء نفس حدیث
صفحہ ۹۲ منتہی الکلام — بیان کیا کرتا تھا اور مولوی حیدر علی نے بھی منتہی الکلام مین زید بن اسلم کے
روایت کو باوصف موافقت روایات صحیحین غیر معتمد قرار دیا چنانچہ کہا روایت
زید بن اسلم البتہ لائق احتجاج و اعتقاد نخواہد بود پس نہین معلوم اہلسنت
ایسے شخص کی روایت اس امر مین کیونکر پیش کر سکتے ہین جو خلیفہ دوم کا
غلام اور غلام زادہ تھا کہ بوجہ تفسیر بالرائے کافر ہوا اور اپنی خواہش
نفسانی سے حدیثین گڑہا کرتا تھا پس یہ روایت بھی باطل ہوی اور موضوعیت
صفحہ ۹۲۷ ازالۃ الغین — اوسکی بخوبی ثابت ہوئی **تیسری روایت** بنقل ازالۃ الغین صفحہ ۔۔ اصابہ سے
کہا زبیر نے کہ بطن ام کلثوم سے زید و رقیہ پیدا ہوئے ام کلثوم و زید نے
ساتھ وفات کی انتہے **اولاً** اس روایت مین بھی کوئی تصریح اسکی
نہین ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام ہین کسی لفظ سے
اس روایت کے یہ امر ثابت نہین ہو سکتا اور سابقاً مذکور ہوا کہ ام کلثوم بنت
جرول خزاعی زوجہ خلیفہ دوم کے بطن سے بالاتفاق زید بن عمر پیدا ہوا تھا
پس معلوم ہوا کہ یہ وہی ام کلثوم و زید ہے کہ بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم علیہا السلام کیطرف نسبت ہوی جو باتفاق فریقین شریک
معرکہ کربلا تھین **ثانیاً** راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہے جسکا حال
سابقاً کلام جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ سے مذکور ہوا کہ دشمن جناب امیر تھا
علاوہ برین احمد بن علی سلیمانی نے اسکو منکر الحدیث کہا اور ضعیف حدیث

مین شمار کیا جیسا کہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی مین ہے کہ یہہ روایت بھی باطل ہوئی اور موضوعات زبیر بن بکار مین شامل اگر ایسے موضوعات پر بناے کار ہو تو اہل اسلام کا کہین ٹھکانا نہ رہیگا۔ اور یہہ صفت اس واضع ناصبی کی کچھ ایسے ہی مقامون پر موقوف نہین ہے جس سے کسر شان اہلبیت طاہرین ہو اور اعلاے مراتب فاروقی بلکہ خلیفہ اول کی زوجہ بی بی عایشہ کی ماں ام رومان کی بزرگی جتانے کے لئے یہہ روایت بنائی کہ جب ام رومان نے انتقال کیا تو سرور عالم جناب رسالت مآب صلعم اوسکی قبر مین اوترے اور دعاے مغفرت فرمائی اور کہا کہ جسکو حور العین کے دیکھنے کا شوق ہو وہ ام رومان کو دیکھ لے چنانچہ یہہ روایت موضوع اسدرجہ مشہور و معروف ہے کہ اعاظم دین ائمہ اہلسنت نے مثل ابن السکن اور خطیب بغدادی و ابوعمر صاحب استیعاب و قاضی عیاض و ابراہیم ابن یوسف صاحب مطالع الانوار و ابوالقاسم سہیلی و ابوالفتح اندلسی و حافظ مزی و امام ذہبی و ابوسعید صلاح الدین وغیرہ نے صحیح بخاری کے اوس حدیث افک پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکا راوی مسروق ہے ام رومان سے بربنیاد اسکے کہ ام رومان تو عہد رسول مین وفات کرگئی اور مسروق بعد وفات سرور کائنات آیا پہر ملاقات کیونکر ہوئی جو روایت کرے چونکہ صحیح بخاری پر الزام سخت آتا تہا کہ ایسی روایت منقطع درج صحیح ہوئی لہذا علامہ ابن حجر عسقلانی کو جوش آیا اور سارے محققین کو فاسق کیا اور ثابت کر دیا کہ یہہ حدیث محض غلط اور وضعیات زبیر بن بکار اور واقدی کے

صفحہ ۲۵
کتاب المناقب المغازی
حدیث الافک

واقدی سے ہے چنانچہ فتح الباری مین بعد نقل قول معترضین فرمایا
کہ بنیاد انکی اعتراضات کی واقدی اور زبیر بن بکار کے اس روایت پر ہے
کہ ام رومان نے سنہ ۴ ہجری مین وفات کیا حالانکہ بخاری نے تاریخ اوسط
و صغیر مین اس قول کے غلطی کیطرف اشارہ کیا ہے اور ابراہیم حربی نے
بیقین بیان کیا ہے کہ مسروق نے پندرہ برس کی سن مین بعہد خلافت
عمر ام رومان سے سماعت کی کیونکہ ولادت مسروق سال ہجرت مین ہے
اسی وجہ سے ابو نعیم اصبہانی نے کہا کہ ام رومان بعد وفات آنحضرت
زندہ رہی اور خطیب وغیرہ کا اعتراض بر بنیاد قول واقدی و زبیر بن بکار کے
جو صحیح نہین کیونکہ بروایت احمد مین عایشہ سے منقول ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوا
تو حضرت نے مجھسے ابتدا کی اور فرمایا کہ ایک بات مین تجھسے کہتا ہون مگر
اسمین جلدی نہ کرنا جبتک اپنے باپ ابوبکر اور ماں ام رومان سے مشورہ
نہ لیلو اور صحیحین مین بھی یہ روایت ہے مگر ام رومان کا نام نہین ہے اور آیہ
تخییر سنہ ۹ مین نازل ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ جسوقت واقدی اور
زبیر بن بکار نے وفات بیان کی اوسوقت ام رومان نہین مرے تھے بہرکیف
اس عبارت طولانی سے معلوم ہو کہ ابن حجر عسقلانی نے کسطرح واقدی
اور زبیر بن بکار والی روایت کو جسمین کمال فضیلت ہے بی بی عایشہ
باطل کیا اور ان دونون کی لغویت اور بے اعتمادی اور غلط بیانی
ثابت کی پس ایسے شخص کے یہہ روایت باوصف عداوت اہلبیت
کیونکر نہ موضوع قرار پایینگے حالانکہ جن دلایل سے عسقلانی نے روایت

وفات ام رومان کو باطل کیا اونہین دلایل سے یہہ بھی باطل ہی مگر ظاہر ہین
یہین سے سمجھ سکتے ہین کہ غلط قصے کسطرح مشہور ہوجاتے ہین کہ اتنے
اتنے اکابر علمانے ایسے موضوعات کی بنیاد پر صحیح بخاری کو مقدوح کیا
پس جہان فضیلت عمر اور توہین اہلبیت دونون غرضین شامل ہون وہان
ایسی وضعی روایت کا مشہور ہونا کون بڑی بات ہی ہای افسوس
صحیح بخاری کے برابر بھی اہلبیت نبوی ص کی قدر نہین جو کسیکو جوش آئے
اور ان وضاعین کذابین کی پردہ دری کرے **چوتھی روایت**
بنقل ازالۃ الخفین از اصابہ ابوبشر دولابی نے بطریق ابن اسحق روایت کی (ص ۹۲۷)
کہ جب بیوہ ہوئین ام کلثوم بنت علی عمر سے الخ تا آخر روایت امید ابن اسحق (چوتھی روایت)
وہ بزرگ ہین کہ اہلسنت کے یہان علم سیر و مغازی انہین پر موقوف ہے سعید
بن حجاج انکو امیر المومنین فے الحدیث کہتے ہین مگر دیگر ائمہ دین اہلسنت ان کو
کذاب و دجال بتاتے ہین چنانچہ میزان الاعتدال مین ہے کہا ابوداود نے (ص ۲۹۸ ... نسخے)
کہ ابن اسحق قدری معتزلی ہے اور سلیمان تیمی نے کہا کہ کذاب ہے یحیے نے بہت
بڑا جھوٹا ہے ہشام بن عروہ نے کہا کذاب تہا یحیے بن سعید اور مالک
ابن اسحق کے بارے مین جرح کرتی تہے ابن ادریس سے روایت ہی کہ
مین امام مالک کے پاس بیٹھا تہا کہ کسینے کہا ابن اسحق کہتا ہے علوم مالک ہمارے
پاس لاؤ کہ ہم اوسکے عیب بیان کرین مالک نے کہا وہ دجال ہی منجملہ دجالون کے
سنتے کہا ابن عیینہ نے کہ مینے ابن اسحق کو مسجد خیف مین دیکھا پس مجھکو شرم
آئی کہ کوئی مجھکو اوسکی پاس نہ دیکھے کہا یحیے نے تعجب ہے کہ ابن اسحق (ابن اسحق دجال ہے)

اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور شرجیل کے روایت نہین مانتا کہا ہے
قطان نے مین گواہی دیتا ہون کہ ابن اسحاق کذاب ہے کہا دراوردی نے مین
صحبت ابن اسحاق مین بغرض تحصیل علوم بیٹہا تہا کہ ابن اسحاق کو اونگہ ہے
آئے بیدار ہوکر کہا ابہی مینے خواب مین دیکہا کہ کوئی مسجد مین آیا ہے اور اوسکے
ہاتہ مین رسی ہے ایک گدہے کی گردن مین ڈالکر کہینچتا ہوا لیجاتا ہے اس
خواب کے بیان کرنے کو تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ ایک آدمی ہاتہ مین رسی لیے
ہوے آیا اور ابن اسحاق کی گردن مین ڈالکر بادشاہ کے پاس لیگیا
اور اسپر تازیانہ لگائی گئی کہا محمد بن سمعیل نے کہ خاص ابن اسحاق کے
ہزار روایتین ہین جنکو دوسرا کوئی نہین روایت کرتا تہا اور علامہ ابو القاسم
اندلسی عیون الاثر مین فرماتے ہین کہ یحییے قطان نے کبہی ابن اسحاق سے
روایت نکی اور امام مالک نے کہا ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے اور ہشام
بن عروہ نے کیسی کہا کہ ابن اسحاق یہہ حدیث بیان کرتا ہے اوسپر ہشام نے
کہا کذب الخبیث خبیث جہوٹہا ہے یہہ دشمن خدا کذاب میری زوجہ سے
روایت کرتا ہے بہلا کہان دیکہا اوسکو کہا مالک نے کہ ابن اسحاق کذاب ہے
تا آخر عبارت طولانی عیون الاثر پس اگر ایسے دجال بلکہ خر دجال اور کذاب کے
روایت سے استدلال اہلسنت درست ہو تو لچہمن و رام کے قصون سے
اہل اسلام کیون نہ ملزم ہونگے اب یہان سے اوس حدیث کی بہی بخوبی
تصدیق ہو گئی جسکو آنحضرت نے فرمایا کہ جب دجال خروج کریگا تو بہت مین عثمان
اوسکی متابعت کرینگے جیسا کہ میزان الاعتدال و مغنی اور لسان المیزان مین

ف ابن اسحٰق کذاب ہے

ف خود ابن اسحٰق کذاب

صفحہ ۱۵۴ میزان الاعتدال جلد اول

سے اور ذہبی اور حافظ ابن حجر نے اوسکی تصحیح کی ہے کیونکہ اس دجال یعنے
ابن اسحق کی روایت کو دوستداران عمر وعثمان کس بشاشت سے قبول کرتے ہین
اور اہلحق یعنے شیعہ کے روبرو پیش کرتے ہین اور حق کو کسیطرح نہین مانتے
اور اس دجال کذاب کے پیروی پر اڑے ہین پہر کیف مولوی حیدر علی ... کے
اوس فقرہ کا بخوبی جواب ہوگیا جو رواۃ شیعہ کے بارے مین نقل کیا تھا کہ روایات — صفحہ ہیں مولوی حیدر علی شیعون کے ۱۲
چندے از ابالسہ و دجاجلہ کہ بعض این احادیث ست حوالہ می کنند کیونکہ خود
انہین حضرات کی روات دجال بلکہ خر دجال قرار پاتی ہین روایت — ف جواب عبارت مولوی حیدر علی
منقول ازالۃ الغین از اصابہ عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ ... یا
مضمون وہی ہے جو عبد الرحمن بن یحیی بن اسلم کی روایت کا مضمون ہے پہر کیف
یہہ عطاء خراسانی عقیلی کے نزدیک ضعفا مین سے ہے اور کذاب و مفتری کو
بہی ابن حبان نے بہی ضعفا مین شمار کیا ہے اور اوسکی روایات سے استدلال
کرنیکو باطل قرار دیا ہے اور بخاری نے اوسکی روایات کو مقلوب الاسانید
کہا جیسا کہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے اور انساب سمعانی مین ہے — ص ورق قلمی ج ۲
کہ ردی الحفظ تہا وہم وخطا وخلل مین گرفتار تہا اوسکی روایات سے
استدلال کرنا باطل ہے انتہے پس ایسے ضعیف وکاذب مفتری کی روایت
مقلوب الاسانید سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرنا کیونکر زیبا ہے کہ خود ان
اکابر نے اوسکی روایات کو باطل کردیا والحمد للہ وکفی اللہ المومنین القتال چہٹی
روایت ازالۃ الغین مین ہے نور الدین حسینی از رئیس المحدثین یعنے — ص ۹۲۹
دارقطنی روایت نمایدکہ ابو حنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقر

مشرف شدم در وقتی که باشندگان کوفه را بسوی خود راه نمیداد و اینهارا نزد

خود نمی نشاند ابو حنیفه گوید که من مطلب امام را فهمیدم و بسوی آنجناب

نشستم و گفتم که در حق ابوبکر و عمر چه میفرمائی فرمود که خدا رحمت کند بر ایشان

عرض کردم که اهل کوفه میگویند که تو از شیخین بیزاری فرمود که برب کعبه قسم میخورم

که اینها بر من افترا می کنند آیا تو نمیدانی که حضرت علی بن ابیطالب دختر خود را که نام

او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمه زهرا پیدا شد بنکاح عمر داد و جد او

حضرت پیغمبر خاتم المرسلین است و جده او حضرت خدیجه کبری سیده

اهل الجنة و برادرانش حسن و حسین هر دو سرداران اهل بهشت و عم او حمزه و جعفر بن ابیطالب

اگر علی مرتضی عمر بن الخطاب را مستحق تزویج نمیدانست زینهار دختر خود را

که خالش دادن بنکاح عمر نمی سپرد ابو حنیفه میگوید که بعد از ین عرض کردم که

کاش این مضمون را باهل عراق در مکتوبی می نوشتی تا ایشان را معلوم میشد

که تو ازین تهمت مبرا هستی فرمود که اهل عراق اطاعت نمیکنند ترا گفتم که

نزد من ایشان برگشته من عمل نکردی انها که سرا شریعت می تابند سخن مرا کی

گوش میکنند انتهی **اقول** اولاً اس نقل سے مولوی صاحب کی نور الدین حسینی

سے بخوبی شاہ صاحب کی اوس اتمام کی حالت ظاہر ہوئی جو تحفہ مین

اس روایت سے نسبت کتب شیعہ کی طرف کی اور کوی نام اوس کتاب کا

یا راوی کا بھی نہ لکھا کیونکہ اگر کچھ اصلیت اسکی شیعونکی کسی کتاب مین ہوتی

تو کبھی مولوی صاحب اس روایت کو اپنے یہان کی روایت نہ بتاتے چونکہ تحفہ

جوابین شاہ صاحب کی صرفت اس بارہ مین بخوبی ظاہر کی گئی ہی لہذا مولوی صاحب

سے اودہر اسکی نسبت نہ کی اور بخوف تفضیح اپنے ہی مفتریون کے سر تھا
نہیں شکر خدا کہ مولویصاحب کی بدولت اس افترا سے نجاۃ ملی ثانیاً موضوعیت
اس روایت کی ہر ہر لفظ سے تو اس بداہت سے ظاہر ہے کہ کسی عاقل کو ذرا تامل
بھی نہو گا بفور سماعت اسکے موضوعیت کا حکم لگا دیگا ثالثاً خلاف روایات
مذکورۃ الصدر ہے جسمین انکار اور اعتذار جناب امیر اور ناراضی حضرت کی
یقیناً مذکور ہے مگر ہم ان امور سے قطع نظر کرکے اصل روایت اور سند کے
حالت بیان کرتے ہین کیونکہ ناقل اس روایت کے نور الدین حسینی ہین جو — سید سمہودی
مشہور بہ سید سمہودی ہین جنکے تصانیف سے تاریخ مدینہ اور جواہر العقدین
ہے فاضل رشید انکی شان مین فرماتے ہین ما کتاب جواہر العقدین را ندیدایم
و مصنف از انہی شناسیم ذکر انیقسم مجہولین بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد
پس مولویصاحب کی خدمت مین ہم بھی یہی مضمون بلاغت مشحون
فاضل رشید ادا کرتے ہین عطاے تو بہ لقاے تو کہ ایسے مجہولین سے
استناد خصوصاً مقابلہ اہلحق بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد باقی رہے
نقال اول یعنے رئیس المحدثین دار قطنی جنسے سید سمہودی نے نقل کیا — دار قطنی
پس انکے بارمین زیادہ کد کرنیکی ضرورت نہین ہی یہان صرف عبارت
صحی مشکور پر کفایت کیجاتی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر تضعیف حدیث — ص ۳۲۰
من نزار قبرے مین فرماتے ہین کہ اس حدیث کو کسینے حفاظ مشہورین سے
صحیح نہ جانا اور نہ ائمہ محققین نے اسپر اعتماد کیا بلکہ فقط امثال دار قطنی نے
روایت کیا ہے جو اپنی کتاب مین غرائب سنن کو روایت کرتا ہے

اور بہت سی روایات منکرہ اور موضوعہ اوسمین بہرتا ہے اور بعض جگہ
علتہ حدیث اور سبب ضعف و انکار بیان کرتا ہے انتہے مولوی عبدالحی
بجواب اسکی فرماتے ہین کہ اس سے موضوع اور ضعیف واہی ہونا اس روایت کا
لازم نہین پس کچہہ ضرور نہین کہ جو روایتین اسمین ہون وہ سب ساقط ہو جاتین
تا آخر تقریرہ پس اس سوال وجواب اہل حدیث و حنفی سے دارقطنے کا
جامع غرائب سنن و مخرج روایات منکرہ و موضوعہ ہونا ثابت ہوا کیونکہ
مولوی عبدالحی نے جرح دارقطنی کو قبول کیا گو ایک روایت خاص
من زار قبری مین دوسرے خصوصیات سے وہ حکم عام کتاب دارقطنی نہ
جاری ہو مگر اصل کتاب کا مجموعہ غرائب سنن و موضوعات و منکرات
ہونا بخوبی ثابت ہوا حالانکہ بنص امام ذہبی لفظ منکر الحدیث مثل الفاظ
دجال وکذاب و وضاع وغیرہ اردو عبارات جرح سے ہے کما فی مقدمہ
میزان الاعتدال بہر کیف اگر مولوی صاحب روایت ابوحنیفہ کو دربارہ
عقد جسے دارقطنی نے نقل کیا مثل روایت من زار قبری کے عیوب
موضوعیت و منکریت سے خالص کہینگے تو دیکھا جائیگا ابھی تو حکم عنادی
اوسپر جاری ہے اور کیونکر نہ جاری ہو کہ خود شاہ عبدالعزیز صاحب
نے بے اعتمادی اوسکی ظاہر کردی ہے چنانچہ فاضل رشید شوکت عمرمین
فرماتے ہین صاحب تحفہ در رسالہ اصول حدیث میفرماید طبقہ ثالثہ احادیثیکہ
جماعۃ از علمائے متقدمین در زمان بخاری و مسلم یا معاصرین انہما
یا لاحقین بانہما در تصانیف خود روایت کردہ اند و کتب آنہا بشہرت و

و قبول در طبقۂ وسطی و ثانیہ نرسیدہ و رجال آن کتب موصوف بعدالت اند
و بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہاء نشدہ
بلکہ اجماع برخلاف آن منعقد شدہ و اسامی آن کتب اینست مسند دارمی
مسند ابی یعلی موصلی مسند عبد بن حمید سنن دار قطنی الخ پس کتاب سنن دار قطنی
کا مجموعہ روایات مستورین و غیر عادلین و مجہولین ہونا مسلم ہوا اور خود دار قطنی
کی بھی عظمت تحقیق بخوبی معلوم ہو گئی پس کیا تماشا ہے کہ اپنی خانہ جنگی اور
تحقیقات واقعی میں تو روایات دار قطنی کو موضوعات و منکرات سے قرار دیں
اور بخلاف اجماعیات ثابتہ اور شیعوں کے سامنے اس بشاشت
اور مسرت سے اوسکے موضوعات کو پیش کریں سبحانک ھذا شیء عجیب
باقی رہے راوی اول اس روایت کے اہلسنت کے امام اعظم ابو حنیفہ تو مجھے
بس میری کیا مجال جو انکی شان والا میں کچھ کہہ سکوں ابھی انکی امت
حنفی لوگ سر کھا جائینگے دماغ چاٹ جائینگے مگر چونکہ تحقیق روایت کا واسطہ
گو ہم مشکل و گرنہ گوئیم مشکل ہاں چند شہادتیں بڑے بڑے ائمہ دین اہلسنت
کی اونکے بارے میں حصہ اول ذوالفقار حیدری میں لکھ چکا ہوں انہیں کی طرف
اشارہ کافی ہے جسکے بعد کسی عاقل و ہوشیار کو انکی روایت پر اعتبار نہیں ہو سکتا
اور اگر اہلسنت اون عام شہادتوں کو نہ مانیں اور اپنے بڑے بڑے پیشوایان
دین کے گواہوں کی سماعت فرمائیں تو بمجبوری اور چند شہادتیں
بیان کرتا ہوں جنکو اصول فن حدیث سے خاص تعلق ہے اور حدیث
کی صحت و سقم کا اوسی پر مدار ہے پس واضح ہو کہ انکی ابتدائے سوانح

ع صفحہ ۱۳۱ تا ۱۴۲ ذوالفقار حیدری حصہ اول

عمری مین بھی اہلسنت کو اختلاف عظیم لاحق ہے کوئی تو انکو کابلیونکی نسل
سے بتاتا ہے کوئی عجم سے کوئی نسل عرب سے کہتا ہے مگر اکابر علمائے
اہلسنت مثل امام فخر رازی محقق دہلوی وغیرہ کے ناقل ہین کہ ابوحنیفہ
غلام زادہ تھے آزاد و احرار سے نہ تھے چنانچہ انکا نسل عجم سے ہونا بھی
اسی امر کی دلیل ہے انکے دادا زوطی نام کی نسبت مورخون کا بیان ہے
کہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم کے کسی عورت کی غلام رہے
بعض ہوا خواہون نے اسکا بھی دعوے کیا ہے کہ غلام زادہ نہ تھے اور سند
مین اسکے خود انکے پوتے اسمعیل کا قول نقل کیا ہے جسکی بے اعتباری
ایسی ہے کہ محتاج برہان نہین بعضون نے یہانتک ترقی کی کہ انکو
نسل عرب مین داخل کر دیا جسکی بدولت غیر غیر لوگون کو انکا دادا پردادا
بنانا پڑا مگر جب اسکی خرابی پر تنبہ ہوا تو خود انہین لوگون نے تردید کر کے
عجمی النسل ہونا انکا ثابت کیا بہرکیف چونکہ امام فخر رازی نے انکے اس
غلام زادگی کو دلائل فضیلت امام شافعی مین پیش کیا ہے اور اسوجہ سے
بھی امام ابوحنیفہ کو اونسے مرجوح کیا لہذا اسقدر حوالہ قلم ہوا ورنہ
زیادہ بحث اس سے فضول ہے کیونکہ اکثر ائمہ اہلسنت ایسے ہی ہوگئے ہین
رنگریزی مین ۹۵ انکے پیشہ کی نسبت صاف صاف یہ نہین کہا جاتا کہ جولاہے
بلکہ کہا جاتا ہے کہ خزبافی انکا پیشہ آبائی تھا یعنی خز جو ایک قسم کا کپڑا ہے
اوسکے بنتے تھے اور اوسکی تجارت کرتے تھے جیسے نہارس وغیرہ کے
جولاہے زربفت وغیرہ بنتے ہین شاید یہی وجہ ہے کہ جولاہے وغیرہ

سوانح عمری ابوحنیفہ

ولادت ابوحنیفہ

سیرۃ النعمان جلد اول ص

سیرۃ النعمان ص

پیشہ ابوحنیفہ

دیگر اقوام زیادہ تر اسکے پیرو و مقلد ہین الجنس یمیل الی الجنس کیونکہ ہمجنس
کیطرف میل کرنا امر فطری ہے انکی ابتداے تحصیل علم کے متعلق علامہ
خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا
ابو حنیفہ نے جب مجھی شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت
کرنا شروع کیا کسیسے کہا علم قرآن سیکھو ہمنے فائدہ پوچھا تو لوگون نے
کہا کہ جب قرآن سیکھ لوگے تو مسجد مین بیٹھ کر لڑکون کو تعلیم کرو گے کچھ دنون بعد
کوئی لڑکا تمسے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہو گا ساری ریاست تمہاری
جاتی رہیگی تب ہمنے کہا کہ علم حدیث حاصل کرین اور ایسی حافظ حدیث بنین
کہ دنیا مین ہمارے برابر کوئی حافظ ہو لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑہاپے مین
مبتلاے اغلاط ہو گے آخر تمکو لوگ کاذب کہکر بدر کرینگے تو ہمنے (ابو حنیفہ)
کہا ایسے علم کی مجھے حاجت نہین اچھا علم نحو سیکھین لوگون نے کہا
تب معلم بنوگے منتہاے آمدنی تمہاری دو دینار یا تین دینار ہوگی تب کہا
کہ فن شعر مین مہارت پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسیکی تمنے مدح کی
اور اوسنے کچھ دیا تو خیر ورنہ تم ہجو کہوگے اور پارسا عورتون پر تہمت لگاؤگے
تب ہمنے کہا کہ علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر و
زندقہ کا تمپر الزام لگایا جائے گا آخر قتل ہوگے اور اگر بچ گئے تو ہمیشہ مذموم
و ملوم رہوگے تب ہمنے کہا علم فقہ حاصل کرین لوگون نے کہا تب تمام پوچھ جاوگے
لوگ تمسے فتوی لینگے قاضی بنائینگے تو ہمنے (ابو حنیفہ) کہا کل علوم مین علم فقہ سے زیادہ
نفع کا کوئی علم نہین لیس ہمنے علم فقہ سیکھنا شروع کیا یہانتک کہ سیکھا تمام ہوا

کلام ابوحنیفہ مختار مختصر تاریخ بغداد دسے مولوی محمد شبلی نعمانی نے
بھی اپنی سیرۃ النعمان صفحہ ۳۰ مین اس روایت کو کچھ کتر بیونت کر کے بطور اختصار
لکھا ہے مگر اوسکے غلط ہونیکا بھی دعوے کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ امام
جو ریمارک امام صاحب کیطرف منسوب کئے ہین ایسے جاہلانہ ریمارک ہین
کہ ایک معمولی آدمی کیطرف بھی نسبت نہین کیجا سکتی اس روایت کو صحیح
مانین تو ماننا پڑیگا کہ حدیث وکلام کیطرف امام ابوحنیفہ نے توجہ ہی نہین کی
حالانکہ ان فنون مین امام ابوحنیفہ کا جو پایہ ہے اوس سے کون انکار
کرسکتا ہے انتہے ہمکو بہت افسوس ہے کہ اس معترض نے مطلقاً
اسکا خیال نہین کیا کہ یہہ اعتراض اس روایت پر کس اصول کے مطابق
ہے کیونکہ روایت کی غلطی یا از راہ سلسلہ کیجاتی ہے یا از راہ درایت سلسلہ
مین تو کوئی عذر ہی نہین کیونکہ علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین مسلسل السند
یہہ روایت لکھتے ہین اور اس تاریخ کا یہہ مرتبہ ہے کہ جناب رسالتماب صلعم
اسکی سماعت کو تشریف لاتے تھے کمافی بستان المحدثین لشاہ عبدالعزیز
باقی رہا دوسرا اصول یعنی درایت کی راہ سے پس جب خود اسکو بڑے
فخر سے بیان کرتے ہین کہ ابوحنیفہ نے حسب تقاضائے سلطنت تمدن
مسائل کو سہل کیا اور سلطنت کے ایک رکن قرار پائے اور بعد
تجارت کے بعد تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوئے تو کس عاقل کو تامل ہو سکتا
کہ ایسا آدمی ضرور علے درجہ کے پر نفع علم کیطرف متوجہ ہوگا جسکے منافع
بہ نسبت تجارت کے زیادہ ہون کہ وہ علم فقہ ہے جسکی بدولت کیا کچھ نفع

نہ ملا اور فائیز بمرام ہوے سوائے اسکے حب دنیاوی خیال سے امام
ابو حنیفہ نے ان علوم کے نفع و ضرر کو بیان کئے ہین ایسے بدیہی ہین
کہ کسیکو اوسمین تامل نہین ہو سکتا پس ایسے بدیہی نفع و نقصان دکھانیوالے
کو جاہل کہنا سراسر حیرت خیز ہے **باقی** رہا ابو حنیفہ کا بے بہرہ ہونا علم کلام
و علم حدیث سے پس ایسا مسلم ہے کہ کسیکو عذر ہی نہین کیونکہ اہلسنت کے یہان
اصلی اوستاد علم کلام کے معتزلہ ہین مگر جب سے اشاعرہ کا مذہب قائم ہوا
تو اب تین اوستاد مانے جاتے ہین ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی
حنابلہ ابو حنیفہ کو کیسنے بھی اس فن کا اوستا نہین جانا ہے **باقی** رہا علم حدیث
پس حقیقت یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو بہ نسبت کل علوم کے زیادہ تر نفرت اسی
علم سے تھی بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابی جناب رسالت مآبؐ کے انکے زمانہ مین موجود تھے مگر کسی سے کوئی حدیث
کی روایت نہین کی مولوی شبلی صاحب نے بھی اقرار کیا ہے پس اس سے
بڑھکر انکے کنارہ کشی کی دلیل علم حدیث سے کیا ہو سکتی ہے اور لسان المیزان
مین امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اوسکا اوستاد ابو حنیفہ
مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبریٰ
مین نقل کیا ہے کہ حنفیونکی کتابین مثل فروخ کے مشک کے ہین
کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب
مسائل انکے خلاف ہین از انجملہ یہ ہے کہ یہ امام اہلسنت اکثر احادیث
نبوی کے بارہ مین حکم دیتے تھے کہ اسکو خنزیر یعنی سور کی دم سے

معیار الحق صفحہ ۵ لاہور

عمارۃ المساجد مولوی محمد سعید صفحہ ۱۹

جہیل ڈالا اور خلیفہ دوم کے بعض احکام کو ہذیان مجنون بتاتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد یہان بعض ہواخواہون نے جیسا کہ انکی تابعین سے ہونیکا دعوے کیا ہے اوسیطرح بعض صحابی سے بسند انکے روایتین بہی نقل کین تا اینکہ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی نے دفعیہ عار جہل علم حدیث کے لیئے ابو حنیفہ کے پانچ سو چہتیس ۵۳۶ برس عرصہ نکے بعد سنہ ۶۶۵ کے قریب قریب یک مسند تیار کیا جسمین پندرہ مسندون کا نام بہی بتایا ہے حالانکہ کہین اونکا پتہ نہین آخر خود انہین لوگون نے فیصلہ کردیا کہ محض جعلی کارروائی یارون کی حرفت بازی ہے نتیجہ اس ہواخواہی کا یہ ہوا کہ جس عیب سے بچنے کے لئے امام حنیفہ نے علم حدیث سے گریز کیا تہا اون بدخواہون کی بدولت اونہین جرم مکرر مجرم اور اونہین الزامون کے ملزم قرار پائے شعر دشمن دانا کہ پئی جان بود بہتر از ان دوست کہ نادان بود بہت صحیح ہے مین اپنے دعوے کی تصدیق مین چند شہادتین ائمہ عدول اہلسنت کی پیش کرتا ہون علامہ ذہبی جنکو شاہ عبد العزیز صاحب امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال مین لکہتے ہین نعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ کوفی امام اہل الرائے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسیطرح ابن عدی وغیرہ نے بلکہ اوسی میزان مین ہے اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین یعنی ضعیف ہیں یہ بھی ضعیف ہیں علامہ عبد الرؤف مناوی اپنے فیض قدیر مین جہان کہ حدیث

اذا طلعت الثریا امن الزرع من العاهة کے ضعیف ہونے کی وجہین بیان
کی ہین سہمین لکہتے ہین کہ راوی اس حدیث کا ایک شعیب ہی جسکو ذہبی نے
ضعفا مین شمار کیا ہے اور ایک راوی اسکے نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ)
ہین جسکو ذہبی نے ضعیفون مین گنا ہے اور ابن عدی کہتے ہین کہ کل
روایتین انکی غلطی اور تصحیف و زیادات سی مملو ہین اور علامہ ابن جوزی
نے کتاب منتظم مین لکہا ہی کہ کہا سعید بن ابی مریم نے کہ یحیی بن سعید سے
ابو حنیفہ کو پوچہا تو یحیی نے کہا حدیثین اوسکی لکہی جائین قابل نقل
نہین اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کو
از حد ضعیف جانا کیونکہ ابو حنیفہ نے کل پچاس حدیثین روایت کین اور
سہو مین خطا کی اور ابی حفص عمرو بن علی سے روایت ہی کہ کہا ابو حنیفہ
حافظ نہین ہی مضطرب الحدیث اور واہی الحدیث ہی ابو بکر بن ابی
داؤد نے کہا کہ کل یکصد و پنجاہ حدیثین ابو حنیفہ نے روایت کین
سہو مین خطا کی یا کہا کہ نصف روایتین غلط ہین انتہی اور امام بخاری
حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ گیا تو حجامت
بنانے والے سے تین سنتین سیکہین کیونکہ جب حجامت کیلیے ہم بیٹہے
تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹہو بعد اوسکے داہنی طرف سے حجامت بنانا شروع کیا
اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی کہا حمیدی نے کہ جو شخص ایسا ہو
کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے نہ واقف ہو کہ حجام سے سیکہنے کا
محتاج ہو اوسکی تقلید احکام خدا میراث و فرائض و زکوۃ و صلوۃ و دیگر امور

اسلام مین کیونکر کی جا سکتی ہے اور امام فخرالدین رازی رسالہ ترجیح مذہب
شافعی مین فرماتے ہین کہ بخاری ابو حنیفہ کو ضعفا مین شمار کرتے تھے اور
امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی نہ راے ہے نہ حدیث بلکہ تاریخ صغیر
بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس
تھے کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئی اوسپر سفیان نے کہا شکر خدا یہہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ
کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا پس جب
ایسے ایسے ائمہ دین اہلسنت اور ارکان شرع متین انکے ضعف اور ناثقاہت
اور عدم صحت روایت پر ابو حنیفہ کی نص قطعی کرین اور اتنی جماعت کثیر محدثین
محققین متفق اللفظ انکی روایت کے باطل ہونے پر شہادت دین تو کون ایسا
مسلمان ہے جو انکی روایت پر اعتماد کر سکتا ہے بالخصوص اس روایت مین
جس سے ہمکو بحث ہے یعنی روایت عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے
بارہ مین تو پرشہ برابر بھی انکی صداقت نہین مانی جا سکتی کیونکہ خود
اصل روایت ہی سے انکی مخالفت امام کے ساتھ ظاہر ہے کہ امام زمان
منع کرتے ہین تو ہمارے پاس نہ آؤ مگر یہہ عدول حکمی کرتے ہین اور کسیطرح
حکم امام نہین مانتے اور دربار امام مین چلے جاتے ہین گو امام علیہ السلام نے
مصلحتاً للوقت یا بخوف فتنہ و فساد کان پکڑ کر نکلوا تو دیا مگر غیظ و غضب اپنا
ظاہر فرمایا اور کہدیا کہ تو بھی دشمنین اہل کوفہ سے ہے جنھون نے احکام شریعت
سے سرتابی کی ہے تجھے منع کیا کہ میرے پاس نہ آ مگر چلا آیا پس جس شخص کو
روبرو امام علیہ السلام کے یہہ جرات ہو اوسے بلکہ امام پر اتہام [illegible]

اور افترا جوڑنا کیا مشکل ہے چنانچہ یہی ابوحنیفہ نے جنکو اسکا دعوی ہے
کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین اور مریدان انکے اس شاگردے
و تلمذ کو بڑے فخر سے لکھتے ہین ابھی جو مخالفت امام کی وہ معلوم ہوے
اب ذرا انکی سلوک کو اپنے مرشد زادہ اور محسن زادہ محسن تمام عالم جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام ابن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ملاحظہ
فرمائیے کہ قاضی القضاۃ ابو المویدمحمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ
مین لکھتے ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے
کہلا بھیجا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر مفتون
اور گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت
و دشوار ہون تاکہ امام اوسکے جواب سے عاجز ہون پس مین نے حسب الحکم
خلیفہ چالیس مسلہ نہایت سخت منتخب کئے اور منصور خلیفہ کے پاس مقام
حیرہ بھیجدیا خلیفہ نے مجھے بلا بھیجا جب گیا تو دیکھا کہ منصور خلیفہ سریر خلافت پر بیٹھا ہے
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بھی داہنے طرف خلیفہ کے رونق افروز
ہین امام علیہ السلام کے مشاہدہ سے وہ ہیبت اور رعب میرے دل مین
معلوم ہوا کہ منصور خلیفہ کا بھی یہ دبدبہ کبھی نہ معلوم ہوا تھا حسب الحکم خلیفہ
مین بیٹھ گیا تو منصور امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ یا ابا عبد اللہ یہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون
تب منصور خلیفہ نے کہا اے ابو حنیفہ جو تمنے اون مسائل کو جو
منتخب کیا ہے پس مجھے سوال کرنا شروع کیا حضرت امام علیہ السلام

ص ۱۹ جزو اول ... اثنا عشریہ ... ابوحنیفہ ... فی استقصاء الافحام ... وعبقات الانوار ص ۸۰

ہر مسئلہ کا ایسا مسکت جواب فرماتے تھے کہ میں لاجواب ہو جاتا تھا
یہانتک کہ چالیسوں سوال کا جواب دیا اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ
امام جعفر صادق علیہ السلام اعلم ناس ہیں باختلاف فقہا اور سب
سے زیادہ فقیہ ہیں سہتے **ناظرین** کو اس روایت سے جسکو تنے بڑے
خیرخواہ بلکہ محسن ابو حنیفہ نے لکھا ہے اخلاص و محبت ابو حنیفہ کا حال
بہ نسبت حضرات اہلبیت طاہرین علیہم بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا اور سلطنت کے
مخالفت امام سے اور ابو حنیفہ کا لگاو سلطنت کے ساتھ اور خاندان
رسالت سے اپنی علیحدگی جتانا خلیفہ وقت کے نزدیک جس سے خلیفہ نے
جانا کہ جناب امام علیہ السلام ابو حنیفہ کو پہچانتے بھی نہونگے اسی وجہ سے
ظاہر کیا کہ یہ ابو حنیفہ ہے اور فرزند رسول کا صبر و تحمل اور خوش اخلاقی
سے کام لینا کہ اتنا بھی نہ فرمایا ہمارے ہی خاندان کا تعلیم یافتہ ہے
یہ کل سوال ایسے پیچیدے ہیں ہر شخص اس روایت کے دیکھنے سے سمجھ سکتا ہے
پس جس شخص کی ہمت علیا بخاطر خلیفہ عباسی تذلیل و تحقیر فرزند رسول
امام جناب امام ہمام علیہ السلام پر ایسے منہمک ہو کہ دربار عام میں حضرت کو
لاجواب کرکے عیاذاً باللہ عوام پر جہالت حضرت کی ثابت کرنا چاہے او
اونکی گرویدگی و حسن عقیدت کو مٹانا چاہے تو اوسکے نزدیک امام
اتہام لگانا کون بڑی بات ہے خصوصاً ایسے ایسے امراء و خلفاء و اعدائے
اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی خوشامد میں جنسے ہزارہا روپیہ انعام
ملتے تھے اور جنکو ہمیشہ توہین اہلبیت طاہرین اور اظہار فضائل مصنوعہ

خلفاے ثلثہ خصوصاً خلیفہ دوم کی فکر میں رہتی ہوں اور انواع مکر و حیلہ
سے اسکے اشاعت اور شہرت میں سرگرم رہتے ہوں پس گو اب اس
روایت کے بعد کہ ابو حنیفہ نے دربار عام میں اپنے محسن زادہ فرزند رسول
کے ساتھ یہہ برتاو کیا بلکہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت
کے عالم صغر سنی میں یعنی پنج شش سالگی میں بھی سلوک کیا اور جواب دندان شکن
پاکر خود ذلیل ہوا اسکا موقع نہیں رہا کہ انکے مخالفات کو اصحاب امام کے ساتھ
بیان کریں مگر چونکہ ظرافت آمیز ہے اور اوس مخالفت سے امام کی زیادہ تر
تائید ہوتی ہے لہذا ایک لطیفہ بیان کرتا ہوں کہ ایک روز ابو حنیفہ اور
مومن الطاق علیہ الرحمہ سے جو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
کے تھے مسئلہ رجعت میں مباحثہ ہوا ابو حنیفہ کچھ مونہہ آئے اور کہا کہ تم لوگوں
کے عقیدہ کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کئے جاوینگے اور قاتل و قتیل
قصاص جاری ہوگا پس دو سو اشرفیاں اسوقت ہمکو قرض دو رجعت میں
ہم سے لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے کہا ہاں مگر ہمکو یہ کیونکر معلوم
ہوگا کہ تم کس صورت میں مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تم سے روپیہ وصول
کرینگے اگر اسکے اطمینان ہو جاوے تو ہم قرض دینے کو حاضر ہیں ابو حنیفہ
اس جواب سے شرمندہ ہوکر ساکت ہوئے علی ہذا القیاس ہزاروں واقع
ہیں جنمیں ظاہر بظاہر عداوت و بغض و عناد اہلبیت کے ساتھ ابو حنیفہ نے
ظاہر کئے ہیں پس ایسے شخص کی روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے نہایت
قابل حیرت یہ امر ہے کہ باوصفیکہ حضرات اہلسنت فضائل و مناقب

علوم وکمالات اہلبیت طاہرین ع کے مقر ہین حتی کہ اس شاگردی کو ابو حنیفہ
کے بڑے فخر ومباہات سے بیان کرتے ہین کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے
شاگرد تھے باایں ہمہ نہ معلوم انکو امام اعظم کا خطاب کیونکر ملا اور امام مالک جو
انکے اوستاد تھے اس شرف سے کیون محروم ہوے شاید اسکے یہی وجہ ہو
کہ جس خلیفہ یا عالم کو قران ورسول و اہلبیت سے زیادہ علحدگی ہو وہی اعظم
بنایا گیا چنانچہ خلیفہ دوم جنہوں نے سیکڑون مسائل مین خود رائی کر کے
خلاف حکم خدا ورسول اپنے قیاس ورائے سے احکام جاری کئے جنکو اصول
اجتہادات ائمہ اربعہ کہتے ہین اور مذہب فاروقی کہا جاتا ہے اونکو فاروق
اعظم کا خطاب ملا ابو حنیفہ نے جو بہ نسبت بقیہ ائمہ اربعہ کے بالکل قرآن وحدیث
واہلبیت کے مخالفت کر کے اپنے قیاس ورائے سے حسب خواہ سلاطین
وقت احکام جاری کئے تو امام اعظم بنے چنانچہ دیکھئے معاویہ ویزید وہارون رشید
وغیرہ جو اپنی مان بہن پھوپھی کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوے اونکے لئے
یہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنے محرمات شرعیہ کے ساتھ بلف حریر مرتکب حرام ہو
تو جائز ہے فرق اتنا ہوا کہ نام بردگان بلا پردہ مرتکب ہوے اس امام اعظم
نے ایک پردہ شرعی قائم کر دیا طرہ آن یہ اختراع کیا کہ اگر اپنی مان بہن
کے ساتھ نکاح کرے تو کسیطرح اوسپر حد نہین جاری ہوگی اور چونکہ
خلفاے بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھ لواطہ کرنا بہ حد
رائج تھا اسواسطے محدثین اہلسنت نے یہ روایت بنائی کہ آیہ نساؤکم حرث لکم
اسی بارے مین نازل ہوا کہ عورتون کے دبر مین جماع کرنیکی اباحت پر

۱؎ سیرۃ النعمان

۲؎ ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۹۶

مشتبہ ہوکر اخیر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکال دیا چنانچہ سنا گیا
مذکور ہوا مگر امام ابو حنیفہ نے عام فتویٰ دیدیا کہ عورتون کے ساتھ لواطہ جائز ہے
اور اوسکی کوئی اصلاح بھی نہ کرسکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار
مین لکھتے ہین کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے مینے کسی ایسے شخص کو جو قابل
اقتدا ہوا مر دین مین ایسا نہ پایا جو اسمین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر
مین وطی کرنا حلال ہے بعد اوسکے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا آپ
اسسے بڑھ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ
اگر وطی کرے اپنے غلام کے دبر مین یا اپنی لونڈی کے دبر مین یا اپنی عورت
کی دبر مین تو اوسپر حد نہین ہے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین ہے
اسیطرح چونکہ اون سلاطین کو شراب وکباب کا ازحد شوق تھا حتے
کہ خود قاضی یحیےٰ بن اکثم جو بڑا عالم اہلسنت کا تھا ہارون رشید کو شراب
پلایا کرتا تھا تو اونکی خوشامد مین ابو حنیفہ نے یہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو پیالہ
شراب پئے اور نشہ نہو تو اوسپر حد نہین اسیطرح نماز کی یہ گت بنائی کہ نبیذ
سے جو ایک قسم کی شراب ہے اوسکا وضو کرے اور کتّے کی کھال کہ باغت
کی ہوئی پہنے اوسپر بھی جو تھائی کپڑہ نجاست سے آلودہ کرے اور الله بزرگ
بر دو برگ سبز کہکے مرغون کیطرح دو چار ٹھوکرین لگا کر بجائے سلام
ری گوز کردی تو نماز درست ہے جیسا کہ تفصیل اسکی ظفر المبین مین
[illegible] ہے اور جلد ہشتم ذوالفقار حیدری مین مفصل لکھ چکا ہون اسیطرح
[illegible]ن سلاطین کو چونکہ ایمان سے کوئی واسطہ نہ رہا تھا امام ابو حنیفہ نے

صہ ۶۷۸
عینی شرح ہدایہ
ج ۲ مطبوعہ لکھنؤ

صفر المبین
صہ ۲۶۰

فتاویٰ عالمگیری
مطبوعہ [illegible]
[illegible] ج ۵
[illegible]

کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑہتی ہے چنانچہ کہا ایمان
ابوبکر و ایمان ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین
وکفش وغیرہ کی پرستش کرے تو جائز ہے وغیرہ وغیرہ مسائل کہ اجمالاً
جلد اوّل ذوالفقار حیدریہ مین مرقوم ہوا پس غالباً یہی وجہ ہوے کہ اس امام کا
مذہب اہلسنّت کو نہایت درجہ مرغوب ہوا کیونکہ ع ہر عیب سلطان بہ
پسند د ہنر ست اہلسنّت کا نہایت ہی مضبوط اصول ہے چنانچہ ابتدا
سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو
فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین ہے ازینجاست کہ اصول کو تابع
سلاطین کا بنایا نہ یہ کہ خلفا و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دین
چنانچہ جب امام صاحب نے ان سلاطین و امرا کی رعایت مین احکام
شرعی کی یہہ حالت بنائی تو اُن سلاطین نے بھی بقاعدہ ھل جزاء
الاحسان الا الاحسان اس مذہب کے ترویج مین نہایت کوشش کی سیرۃ النعمان ص۱۰
مین ہے ابن حزم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہین اونکا قول ہے
کہ دو مذہبون نے سلطنت کی زور سے ابتدا سے رواج عام حاصل
کیا ایک ابوحنیفہ کا مذہب کیونکہ جب قاضی ابو یوسف کو قاضی القضاۃ کا
منصب ملا تو انہون نے حنفی لوگون کو عہدہ قضا پر مقرر کیا دوسرا امام مالک کا
مذہب اندلس مین کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحیی مصمودی خلیفہ اندلس کے
نہایت مقرب تھے اور کوئی شخص انکے مشورہ کے عہدہ قضا پر مقرر
ہو نہین سکتا تھا وہ صرف اپنے ہم مذہبون کو مقرر کرتے تھے سوا اسکے

مصنف سیرۃ نے اور اور خلفا اور سلاطین کے حالات بھی لکھے ہیں جنہوں نے
اس مذہب حنفی کو رواج دیا اور نہایت غلو سے اسکی ترویج میں کوشان
ہوئے مگر افسوس ہے کہ ان واقعات کے بعد بھی مولف کو خیال تردید قول
ابن حزم پیدا ہوا جو موجب صد مضحکہ ہے از انجا کہ مشاہدہ سے یہ بھی ثابت ہے
کہ اکثر ظالم لوگ اپنی سزا کو پہونچ جاتے ہیں خوشامدی کی مکاری آخر کھل جاتی ہے
ابو حنیفہ نے بھی اپنا نتیجہ اوٹھایا جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کو
تباہ کیا تھا پہلے اونہوں نے کفر و زندقہ سے دو مرتبہ ابو حنیفہ کو توبہ کرایا
آخر میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے جو مروان کیطرف سے کوفہ کا گورنر تھا
حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس درے لگائے جائیں چند روز تک کوڑے
کھایا کئے جب مروانی سلسلہ سلطنت کے بعد بنی عباس کا دور آیا خلیفہ
منصور جسکی خاطر سے ابو حنیفہ نے چالیس سخت مسئلہ جناب امام جعفر صادق
سے پوچھے تھے اور معاذ اللہ حضرت کو جاہل بنانا چاہا اور دوستوں کے
محبت و گرویدگی کو کم کرنا چاہا تھا اور اسی منصور کی تعلیم سے امام مالک نے
کتاب **موطا** تصنیف کی کہ بطور فخر کے اس تعلیم کو امام مالک ذکر
کرتے تھے جیسا کہ تاریخ ابن خلدون میں ہے اور اوسکی تعریف عدالت
و زہد و تقوے و فضل و کمال سے کتاب تاریخ خمیس اور کنز الاخبار
اور تاریخ الخلفا علامہ سیوطی اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ مالا مال ہے ایسے
خلیفہ عادل عالم و زاہد اہلسنت نے جسکو بقول صاحب سیرۃ النعمان حضرت
اچھا دیندار ماصر تھا معلوم کہ نا تحقیقات واقعہ کے بعد اس امام اعظم

ابو حنیفہ کو سنہ ۱۴۶ھ مین قید کیا مگر انکے مریدون اور پیرون کی جماعت
ایسی لاتعداد تھے کہ منصور ایسا خلیفہ عادل امام برحق انکا باوصف
ثبوت جرم ابو حنیفہ کے عام مجمع مین تعزیر نہ کر سکا اور باوصف کمال رعب
و دبدبۂ شاہی و رشوکت وجلالت سلطانی کے ایسا خائف رہا کہ بقول
حضرات اہلسنت ابو حنیفہ کو قتل نہ کر سکا آخر قید خانہ مین زہر دلوادیا مگر
اسپر بھی فتنہ اونکا فرو نہوا اور لوگون نے اونکی پیروی نچھوڑی علامہ خطیب
بغدادی ایکسٹھ ۶۱ علماے دین کا نام ایکجگہ اور پینتیس ۳۵ امامونکا نام دوسری جگہ
لکھتے ہین جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی تردید کی اور نہایت توہین و تحقیر سے
پیش آئے حتے کہ امام بخاری کے اوستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف
کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو
اولٹ دیا حتی کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا ناجائز ہوا وہ اسکے
سلف میں اپنے اس امام اہلسنت کی نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ
خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ دجال ہے اور خود پیر دستگیر غوث الاعظم عبدالقادر
جیلانی کی شہادت انکی کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدری
مین تفصیل لکھ چکا ہون لہذا حاجت اعادہ نہین صرف اسقدر کہنا کافی ہے
کہ امام صاحب کے قیاس و رائے کا اور شریعت نبوی کے تخریب کی تصدیق
اس تولیف سے بخوبی ہوتی ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان ص ۲۱۲ لکھتے ہین بعض
لوگون کا خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا سے
رومیون کے قانون سے بہت کچھ مدد لی اور اوسکے بہت سے مسائل

اپنی فقہ مین داخل کرنے کے لئے اس عبارت کو مولف نے تعریف مین ابو حنیفہ کے
ذکر کیا ہے کہ مثل مقننین قوانین انگریزیہ انکا درجہ قایم کیا چنانچہ اسی وجہ سے
اس فقہ حنفی کو چار شخصون کی رایونکا مجموعہ قرار دیا مگر آخر مین کچھ سمجھ
بوجھ کر اسکی تردید کرنے چاہے ہو اور بہت کچھ دماغ سوزی کی مگر کچھ
بن نہ پڑا آخر مین اسکا اعتراف کیا کہ مینے رومن لا ہمین دیکھا جو موازنہ کرتا
بہر کیف اس جملہ سے امام غزالی کے اوس جملہ کی بخوبی تصدیق ہو گئی
کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا اور انتظام کو اوسکے بدل دیا اور
چونکہ شناخت کے لیے یہہ قاعدہ بھی نہایت ہی خوب ہی کہ جس شخص کے
حالت دریافت کرنا منظور ہو تو اوسکے ساتھی کو دیکھنا چاہیئے لہذا
اس امام اہلسنت کے شاگرد ساتھی کا حال لکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا
خصوصًا حال ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ جو بلقب احد صاحبیہ ملقب ہین
تاریخ الخلفا علامہ سیوطی صـ۲۰۵ مین ابن المبارک سے جو مثل ابو یوسف وغیرہ کے
تلامذہ ابو حنیفہ سے ہین اور انہین چند نفرون نے ملکر ابو حنیفہ کو امام بنایا
اور فقیہ کہلوایا نقل ہی کہ ہارون رشید خلیفہ ہونیکے بعد اپنے باپ
مہدی عباسی کی ایک لونڈی پر عاشق اور فریفتہ ہوا جب قصد ہمبستری
کیا تو اوس لونڈی نے کہا کہ ہم تم پر حرام ہین کیونکہ تمہارے باپ کے
تصرف مین آچکے ہین ہارون نے ابو یوسف قاضی کو بلا بھیجا اور سارا قصہ
بیان کیا ابو یوسف نے کہا اے امیر المومنین اس لونڈی کے کہنے کا
کیا اعتبار اور اوسکے کلام کی تصدیق کرنے کی کیا ضرورت جو تمہا

جان کراہی کار روائی کردا ابن المبارک کہتے ہین ہم نہین جانتے ان تینون
آدمی کے حال سے کسکا حال زیادہ قابل تعجب ہے آیا ہارون رشید کے
حال سے تعجب کرین جسنے ہزارون مسلمانون کا ناحق خون کیا اور مال
اونکا غصب کیا اسپر بھی اپنے باپ کی حرمت کا خیال کرکے
ابو یوسف سے فتوے لیا یا اس لونڈی کے حال پر تعجب کرین کہ
بادشاہ روے زمین اوسکا قصد کرتا ہے اور یہ گریز کرتی ہے یا اس ابو
یوسف کے حال سے تعجب کرین جو فقیہ روے زمین ہے ہارون رشید
کو فتوے دیا کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت کرے اور اپنی شہوت پوری
کرے اور گناہ اوسکا میری گردن پر رکھے لیتے ہے اور نیز اوسی کتاب مین ہے
کہ ایکروز ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ہم ایک کنیز پر راغب ہو
جاتے ہین کہ قبل از تمامی عدہ اوس سے کار برآری کرین کوئی حیلہ تمہارے
پاس ہے ابو یوسف نے کہا ہان اوس کنیز کو اپنے کسی لڑکے کو
ہبہ کردو بعد اوسکے نکاح کرلو اور ابن اسحق سے منقول ہے کہ ہارون رشید نے
ایک رات ابو یوسف کو بلایا اوسنے حسب خواہ خلیفہ فتوی دیا ہارون رشید
نے حکم دیا کہ لاکھ درہم انعام مین دیا جاے ابو یوسف نے عرض کیا
کہ اگر امیر المومنین اس انعام کے ادا کار مین تعجیل کرین تو بہتر ہے کہ قبل
از طلوع آفتاب وصول ہوجاے خلیفہ نے تعجیل کا حکم دیا ملازمین
خلیفہ نے عرض کیا کہ خزانچی اپنے گھر مین دروازے بند ہین ابو یوسف
نے کہا کہ ہمارے یہان بھی تو دروازے بند تھے جب خلیفہ نے

بلایا دروازے کہلگئے اور شاہ ولے اللہ رسالہ انصاف مین لکہتے ہین کہ
ابو یوسف و محمد شاگردان ابو حنیفہ عہدین مین بطریق ابن عباس تکبیر کہتے
تہے کیونکہ ہارون رشید کو اپنے جد امجد کا طریقہ نہایت پسند تہا اسنتے پہر کیف
ان شہادتون سے دنیا طلبی ابو حنیفہ اور اونکے شاگردون کی بخوبے
ثابت ہوئی کہ اونے امرونین خلیفہ کے خوشامد مین یہ لوگ ایسے
دین و ایمان کو برباد کرتے تہے افسوس کہ بوجہ اختصار زیادہ شرح و بسط
نہین کر سکتے صرف ترجمہ پر اختصار کیا جسکو شوق تفصیل ہو جلد اول
استقصاء الافحام و ضربت حیدریہ ملاحظہ کرے بہر کیف بمضمون
کجا بودم اکنون کجا آمدم ہزار فتم اما بجا آمدم بعض وجوہ سے خارج
از بحث چلا گیا کیونکہ مقصود جرح و قدح ابو حنیفہ سے متعلق بفن حدیث
پس ہرگاہ یہ بزرگوار بشہادت ان ائمہ کبار کے مقدوح و مجروح ہوون
بلکہ یہ لقب دجال ہذہ الامۃ ملقب ہوون اور بقول امام غزالی ائمہ سلف سے
انکے حق مین لعن و طعن منقول ہو تو انکی روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے
خصوصاً درصورتیکہ یحیے بن معین کا عام حکم ہو کہ روایات ابو حنیفہ قابل
نقل نہین اور علامہ عبد الرؤف مناوی صرف اسوجہ سے کہ ابو حنیفہ
راوی ہین حدیث کو باطل کر دیتے ہین تو اس روایت کے موضوع
اور مکذوب و باطل ہونے مین کس جاہل کو شک ہو سکتا ہے
طرہ برآن یہ ہے کہ بعض علماے اہلسنت نے روایات ابو حنیفہ کی تعداد
پانچ یا کچہ اس سے زیادہ بتائی تہی مگر بعض محققین متاخرین نے بڑی جانچ

پرتال کے بعد ثابت کیا کہ کل سترہ روایت کا انسے وجود پایا جاتا ہے
چنانچہ علامہ ابن خلدون جو متاخرین محققین سے ہین اپنی تاریخ مسمے
بہ عبر دیوان المبتدا والخبر مین فرماتے ہین فابو حنیفۃ رح یقال بلغت روایتہ
الی سبعۃ عشر حدیثا او نحوھا یعنے کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایتین سترہ
ہین یا مثل اسکے جس سے معلوم ہوا کہ کل سترہ روایتین انسے منقول ہین
خواہ وہ صحیح ہون یا غیر صحیح بلکہ فی الواقع کل غیر صحیح ہین کیونکہ شاہ
ولی اللہ صاحب جو ابن خلدون سے بھی متاخر ہین اپنی کتاب مسوّے
شرح موطا مین فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے بطور ثقات کے روایت
نہین ہوئی انتہے پس معلوم ہوا کہ کوی روایت انکی صحیح نہین ہے
والحمد للہ حمداً کثیراً یہانتک گفتگو اس روایت مین از روے سند تھی جس سے
ضعیف و واہی و موضوع و باطل ہونا اس روایت کا ثابت ہوا
اب ایک نظر اجمالی از راہ درایت بھی اس روایت پر کیجاتی ہے جسکے
اصول کو بقول صاحب سیرۃ النعمان خود بدولت نے قایم کیا پس اس
راہ سے بھی موضوعیت اسکے بدیہی ہے کیونکہ اولاً یہی امر خارج از عقل ہے
کہ جناب امیر ع ایسا اشرف واشجع بلا وجہ و بلا سبب اس عقد کو قبول فرمائین
کہ اپنی دختر نیک اختر چار یا پنج سالہ کو عمر ایسے پیر شصت سالہ بد خلق بد مزاج
مشکوک النسب سے بیاہ دین حالانکہ حسب وصیت رسول مقبول نسبت ایسی
سبطہ کہ اونکے چچازاد بھائی محمد بن جعفر سے مقرر ہوا اور باوصفیکہ خود
حضرت کا ارادہ اور قصد بھی یون اور تمامی خاندان از خورد تا بزرگ ناراض ہون

ص ۳۴ کما نقل فے الحطہ تصدیق حسخان مطبوعہ نظامی

ص ۱۹ کما نقل فے عمارۃ المساجد لمحمد سعید بنارسی

بلکہ خود دختر بھی عدم رضا اپنی ظاہر کرے اسپر بھی بکمال جبر شدید عقد فرماوین
کوئی عاقل منصف مزاج قبول نہین کرسکتا تھا نیز ایسے امر کو جو بفرض
محال ایسا ہی جبر شدید واقع ہو جیساکہ روایات موضوعہ اہلسنت مین مندرج
ہے اور کوئی بسر راضی ہو جناب امام علیہ السلام فضائل عمر مین
بیان کرین وہ بھی بمقابلہ ابو حنیفہ جسکو دعوائے شاگردی واخلاص ہو
کیونکہ یہ امر خود نہایت بدیہی ہے کہ جو بات کسی مجبوری کے عالم مین ہوتی ہے
اوس سے نہ کسی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے نہ کسی عیب پر چہ
جائیکہ خود امام ع ایسے امر سے استدلال فرماوین اور ابو حنیفہ ساکت
ہو جاوین بلکہ اسی جملہ سے حضرت کو دوستداران شیخین سے مانین اور
اون روایات کو بھی نہ پیش کرین جسمین ناراضی جناب امیر ع اور حضرت
عقیل وعباس وجناب امام حسن ع وامام حسین ع مندرج ہے کما مر
پس بہ بدیہت عقل سلیم معلوم ہوا کہ یہ روایت جیسے ازروے سلسلہ
موضوع وغلط ہے ویسے ہی ازراہ درایت محض غلط و بے بنیاد ہے
کوئی اصلیت نہین ہے مین سمجھتا ہون کہ جن ہوا خواہان خلیفہ دوم و ابو حنیفہ
کے روایت کرنے کو صحابہ رسول سے جھوٹی جھوٹی موضوعات لغو یات
سے ثابت کرنا چاہا کہ آخر انہین کے ہم آوازون نے اس کو موضوع
اشتہار دیا اور غلط بتایا اونہین لوگون نے دیگر حدیثون کی طرح بنا کر ابو حنیفہ
کیطرف نسبت کر دی تاکہ امام اور ابو حنیفہ دونون کی خیرخواہی ہو جائے
ورنہ حقیقت مین ابو حنیفہ [illegible] روایت سے ویسے ہی بری ہین جیسے

دوم اس خیال فاسد سے یہہ صرف یاروں کے درمیانی کارروائی ہے
ازینجاست کہ یہہ روایات صحاح ستہ اہلسنت مین نہین پائی جاتی بلکہ
بلکہ صرف دار قطنی ایسے لوگون نے اپنی کتابون مین جو مجموعہ موضوعات
وضعاف ہے نقل کیا جیسا کہ سابقا مرقوم ہوا پس الحمد للہ کہ اس روایت کے
بطلان و موضوعیت مین درایۃً روایۃً کوی حالت منتظرہ باقی نہ رہی

ساتوین روایت اوسی ازالۃ الغین (صفحہ ۹۴۰) مین محدث ابو صالح سے
روایت ہی مضمون وہی ہے کہ عمر نے خواستگاری کی اور حدیث
رسول بیان کی کہ ہر حسب و نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا حسب
و نسب جسپر عقد حضرت ام کلثوم ہوا اب انکی حالت سننا چاہیے کہ ابو صالح
کاتب لیث وہ ہین کہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال (صفحہ ۲۲۱) مین فرماتے ہین کہ
کہا صالح جزری نے ابن معین اسکے توثیق کرتے ہین اور میری نزدیک
وہ مرتکب کذب ہوتا تھا حدیث مین اور کہا نسائی نے کہ ثقہ نہین ہے
یحیی بن بکر میرے نزدیک اون سے احسن ہے اور کہا ابن مدینی نے ہم
اسے کچھ نہین دیکھتے ہین تعجب ہے کہ ایسے کاذبین غیر موثقین کے
روایات اہلحق کے سامنے پیش کر کے ایسے امر عظیم کا اثبات چاہتے ہین

آٹھوین روایت وہی ازالۃ الغین (صفحہ ۹۴۲) مین ہے دار قطنی از حدیث لیث
بن سعد از موسی بن علی بن رباح مضمون واحد ہے لیث بن سعد کو
جملہ راوی روایت مین امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین مجہولین سے
شمار کیا ہے چنانچہ کہا کہ چودہ مقامون مین صحیح مسلم کے روایت مجاہیل سے

جسکو ابو علی غسانی منقطع کہتے ہین پہلے روایت تیمم مین ہے حدیث ابی الجہم کہ روایت کیا لیث بن سعد نے الخ اور ظاہر ہے کہ روایت مجہول کی کبھی مستند نہین ہوسکتی جیساکہ سابقاً مذکور ہوا **نوین روایت** اوسے ازالۃ العین مین ہے ومولف کتاب ذریتہ طاہرہ از عاصم بن عمر بن قتادہ روایت مینماید الخ حالانکہ عاصم کے بارہمین عام حکم ابن معین سے ہے کل عاصم فی الدنیا ضعیف جیساکہ کتاب الضعفا محمد طاہر گجراتی مین ہے اور عبد الحق نے تضعیف اسکی علما سے بالخصوص نقل کی ہے کما فی میزان الاعتدال **دسوین روایت** اوسی ازالۃ العین مین ہم دار قطنی از طریق ابن مہران از حدیث شریک بسند آوردہ الخ راوی اول بن مہران یعنے سہیل بن ابی خرم مہران ضعیف ہے کما فی التقریب **راوی دوم** شریک اسکے بارہمین علامہ ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین شریک بن عبد اللہ نخعی کوفی یحیے بن سعید سے اسکی تضعیف منقول ہے کہا عبد الجبار نے کہا مجھے یحیے بن سعید نے کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ شریک آخر عمر مین مختلط ہوگیا یحیے نے کہا ہمیشہ سے مختلط ہے ابن معین نے کہا شریک بن عبد اللہ بن سنان نخعی جد اوسکا قاتل حسین ع ہے ابن مبارک سے نقل ہے کہ کہا حدیث شریک لیس بشئے ہے اور جوزجانی نے کہا سئ الحفظ مضطرب الحدیث مائل ہے انتہے اور سعی مشکور مین ہے کہا علی بن مدینی نے کہ کثرت روایت کی شریک نے سوا ہوین [illegible] زہری سے ... تاریخ ... ہین کہ جلیعر کا عقد ام کلثوم سے ہوا

میزان الاعتدال صفحہ ۱۸۶ جلد اول

سعی مشکور مولوی عبد الحی صفحہ ۳۱۲

تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۰۲

لعلہ بجگر عون سی الخ یہہ زہری وہ بزرگ ہین کہ ابن ابی الحدید معتزلی سنے شرح
نہج البلاغہ مین لکھا ہے منجملہ منحرفین کے جناب امیر علیہ السلام سے زہری ہے
چنانچہ جریر بن عبد الحمید نے محمد بن شیبہ سے روایت کیا کہ مین مسجد رسول
مین تھا کہ دیکھا زہری اور عروہ بن زبیر بیٹھے ہوے جناب امیر کا تذکرہ
کر رہے ہین پس اون دونون سنے جناب امیر کو برا کہنا شروع کیا یہ خبر جب
جناب امام زین العابدین نے سنی تو تشریف لائے اور فرمایا اے
عروہ میرے پدر بزرگوار یعنے جناب امیر سے اور تیرے باپ زبیر سے
خدا کے یہان محاکمہ ہوا خدا نے میرے جد امجد کے مطابق فیصلہ کیا
اور تو اے زہری اگر مکہ معظمہ مین ہوتا تو جناب امیر کی عظمت و جلالت
دکھاتا انتہے واضح رہے کہ ابن ابی الحدید گو معتزلی ہے اور اہلسنت
بمقابلہ شیعہ معتزلہ کے نام پر فوراً واویلا کرنے لگتے ہین مگر یہ معتزلی وہ شخص ہے
کہ فاضل فضل بن روزبہان صاحب ابطال الباطل اسکے کلام سے
استدلال کرتے ہین بلکہ قریب ابن جوزی ذکر کرتے ہین تاہم انحراف زہری جناب امیر
سے خود استیعاب ابن عبد البر کی سے بھی ظاہر ہے کیونکہ ذکر زید بن حارثہ مین
لکھتے ہین کہ کہا زہری سنے ہم جہانتک جانتے ہین زید بن حارثہ کے پہلے
کوئی اسلام نہ لایا تھا عبد الرزاق سنے سواے زہری کے اور کسی نے ایسا
بیان نہین کیا ہے انتہے پس اس سے بھی انحراف زہری کا جناب امیر
علیہ السلام سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ بالاتفاق جناب امیر کا سابق الاسلام
ہونا اس درجہ مشہور و معروف و متواتر ہے کہ سب واقف ہین مگر محض

بالغرض اغواے عوام ایسا بیان کیا کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام
لائے ہیں اگر ایسے معاندین جناب امیر سے روایت کرکے اثبات اس
عقد کا کیا جائے تو سخت عجب ہے باینہمہ زہری بتصریح امام ذہبی مبتلاے
تدلیس تھا کر روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے کیطرف جسکی مذمت
سابقا مذکور ہوئی ہیں جب بلا سبب ان لوگون کی تدلیس کار گر ہوتی ہے
تو جہان اشتراک نام ہو گا ایک ام کلثوم کے واقعات کو دوسری ام کلثوم
کیطرف منسوب کرین تو کیونکر یہہ تدلیس و تلبیس نہ کار گر ہو گی اور شیخ عبد الحق
جنکو مولوی حیدر علی محقق دہلوی سے کہتے ہین اور وہ حضرت بڑی پردہ داری
بعض جگہ بمجبوری اپنی رواۃ کے معائب کو ظاہر کرتے ہین اسماء الرجال
مشکوۃ مین جو تحریر کرتے ہین وہ بہی ابن زہری کی ضلالت و خسران کے
لیئے کافی ہے کیونکہ شیخ صاحب موصوف فرماتے ہین زہری بن شہاب
صحبت مراد یعنے خلفاے بنی امیہ مین مبتلا ہوا اقران اوسکے جو عباد
و زہاد سے تھے معترض ہوتے تھے اور اس شرکت کو اوسکی قبیح جانتے تھے
زہری بجواب اونکے کہتا کہ مین اونکے امر خیر مین شریک ہون نہ امور شر کا
وہ لوگ بجواب اوسکے کہتے تھے کہ یہہ تو ضرور دیکہتا ہے کہ اونکے فسق و فجور کو دیکہتا ہے
اور خاموش رہتا ہے کچہ اعتراض نہین کرتا انتہی مین بعبرۃ سال وفات
کے لکہتے ہین جو شخص بطمع دنیا شریک فسق و فجور خلفاے بنی امیہ ہوا
اوسنے اگر اونکی خوشامد مین یہہ عادت تدلیس و تلبیس و وضع کی ہو تو کون
جاے تعجب ہے کیونکہ منافقین اہلبیت کا دربارہ سب و شتم جناب امیر

ص ۶۲
دیکہنا چاہیے

اور اہتمام اونکا ایسی احادیث کے بنوانے مین جس سے توہین حضرت
رسول پر تہمت لگادی ڈھونڈکو رہوی کی ہوا در خوشامد پرستی علماے اہلسنّت کی کہ کبوترون کے واسطے
پس خود صحبت خلفاے بنی امیہ
اسکے لئے کافی تھی چہ جائیکہ خود بھی تنابُرا دشمن ہوکہ عیاذاً باللہ حضرت کو
دشنام دے اور برخلاف اجماعی فریقین صرف بغرض کسرشان علوے
زید بن حارثہ کو سب سے سابق الاسلام بناوے بہرکیف بوجہ اختصار انہین
روایتون پر اختصار کرتے ہین جنکو مولوی حیدر علی سے عالم متبحر امام المتکلمین
اہلسنت نے انتخاب کرکے لکھا ہے بقیہ دو چار روایتین واہیہ ازالۃ الغین
کی در صواعق محرقہ وغیرہ کی جنکی حالیتین مع قدح رواۃ وجرح مخرجین روایات
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدر مین بشرح وبسط تمام مرقوم ہے
ذکر اونکا سبب تطویل سمجھ کر یہان حذف کیا اگر پروردگار عالم نے توفیق
در حیات مستعار نے وفا کی اور مومنین بالیقین نے توجہ فرمائی تو عنقریب
انشاء اللہ اصل کتاب حلیہ طبع سے مجلی ہوکر ملاحظہ مومنین مین درآینگے
والا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید افسوس صد افسوس کہ حضرت
اہلسنت ایسے روایات موضوعہ سے جنکے راوی ضعیف کاذب وضاع
مفتری لیس بشئے دجال بلکہ خر دجال ہین اثبات ایسے امر عظیم کا چاہتے ہین
دشمنان ومخالفین اہلبیت طاہرین ہوا خواہان وخادمان خلیفہ دوم کی
تو روایت کرتے ہی تھے نوبت بہ اینجا رسید کہ قاتلان [illegible] سید الشہدا
مظلوم کربلا روحی له الفداء کے اولاد [illegible] روایت کرنے لگے

جنہونے اہلبیت نبی کی خون ریزی کی پہر اونکو یا اونکی اولاد کو آبرو ریزی اہلبیت مین کیا عذر ہوگا ناظرین بالانصاف ذرا غور کرین کہ ان راویون کے روایتین کبہی لایق سند ہو سکتی ہین ایسے ایسے واضعین وکاذبین و مفترین بلکہ دجالون کی روایتون پر کوی بہی اعتماد کر سکتا ہے کیا غضب ہے کہ ذری ذری باتون پر تو روایتون کی یہانتک قدح کیجاتی کہ چونکہ ابو حنیفہ راوی ہے لائق اعتبار نہین اور ان روایات عقد کے بارہ مین تحقیق و تفحص سے ذرا کام ہی نہین لیا جاتا یہہ نیا ظلم ہے بدعتین خلفا اور صحابہ خصوصًا بی بی عایشہ کا احداث ایسا قطعی و یقینی کہ خود بی بی عایشہ نے کہا مجکو روضہ رسول مین نہ دفن کرو کیونکہ مینے بعد آنحضرت احداث کیا اسپر بہی بدعتین اونکی جب کتب صحیحہ اہلسنت سے دکہائی جاتی ہین تو قدح و جرح رواۃ کی بدولت غلط بناتے ہین مگر ان روایات واہیہ و موضوعہ مین ذرا تامل نہین کرتے دیکہئے خود شاہ صاحب تحفہ مین صفحہ ۵۱۶ چودہوان طعن بی بی عایشہ یہہ بیان کرتی ہین کہ عایشہ نے ایک اپنی لونڈی یا لیا لڑکی کو خوب آراستہ و پیراستہ کرکے کہا کہ شاید اسکی بدولت بعض جوانان قریش کو شکار کرین اور پہنسائین اسنتہے حالانکہ یہہ طعن شیعون کی کتابون مین نہین پایا جاتا شاید شاہ صاحب نے اوپچ کی لی ہو کہ جن امرون کو شیعہ نہین بہی لکہتے اونکا بہی جواب دین بہرکیف اسکے جواب مین شاہ صاحب فرماتے ہین جواب این طعن انست کہ اول این روایت بچند وجہ مجروح است زیرا کہ بنہزاد کوفی بن الجراح عن عمار بن العمران عن امرأۃ من غنم عن عایشہ آوردہ است عمار

صفحہ ۵۱۶ تحفہ

بن عمران مجہول الحال است وامرءة من عنزہ مجہولا لاسم والمسمی است فلا یصح الاحتجاج بہما دبازدرین روایت عنعنہ است کہ محتمل ارسال وانقطاع باین قسم روایات سبے سرو بن در مطاعن امہات المومنین تمسک جستن شان مومنین نیست دوم جاے طعن نیست زیرا کہ طلب کفو کریم براے دختر خانہ پروردہ خود چہ عیب دارد پس جاے تعجب ہی کہ راوی کو صرف مجہول الحال ہونیکے سبب سے تو یہہ روایت باطل ہو جاے استدلال نہ درست ہے حالانکہ سیکڑون بلکہ ہزارون مجہول الحال کی روایتین کتب صحاح وغیرہ مین بہری پڑی ہین اور ان روایات عقد کے جو رواۃ مجہول الحال کذاب دجال وضاع مفتری ہین اوسپر بہی اس روایت کے صحت مین کوئی خلل نہ پڑے اور استدلال اس سے باطل نہو اور روایت کا بطریق عنعنہ ہونا کہ عن فلان عن فلان یہان قادح کیا جاتا ہے (حالانکہ صحاح کی اکثر روایتین بہی یوہین ہین) اور روایات عقد جو بطور عنعنہ ہین یہہ قدح نہ کارگر ہو سراسر عجب سے ہے دیکہئے اصابہ کی کل روایتین اس مادہ مین یوہین وارد ہین عن عمر عن محمد بن علی الخ عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ الخ من طریق ابن اسحق عن الحسن بن علی الخ ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ الخ واہ کیا خوب انصاف اہلسنت ہے کہ یہان جو چاہا بنا لیا خیر یہان تو مطاعن بی بی عایشہ کا واسطہ تہا اب سنئے کہ فضائل جناب امیر جو باقرار ائمہ دین اہلسنت کیسی یقینی اور متواتر ہین وہین یہ کوشش کیجاتی ہے کہ خود اپنے ہی یہان کی روایات مین کسی راوی کو ضعیف یا شیعہ بنا

اصل روایت کو باطل کریں جیسا کہ حدیث ان علیا منی وانا من علی سے
دھوو لے کل مومن بعدی ہیں شاہ صاحب فرماتے ہیں نہ حدیث باطل ست
زیرا کہ در اسنادش اجلح واقع شدہ واو شیعی ست متہم در روایت خود و جمہور اورا
تضعیف کردہ اند پس بحدیث او احتجاج نتوان کرد وغیرہ وغیرہ جسکی رد مجلدات عبقات
الانوار میں موجود ہے پس سراسر حیرت ہے کہ ایسی روایات متواترہ قطعیہ تو
ایک راوی کے ضعیف یا شیعہ ہونیکی بدولت باطل ہو جائیں حالانکہ بکثرت
طرق اس روایت کے اس عیب سے خالی ہیں اور یہ الزام بھی غلط ہے جیسا
کہ جلد ثالث عبقات الانوار خاص اسی حدیث کے لیے تصنیف ہوئے
اور ان روایات موضوعہ وکاذبہ میں روات دجال کذاب وضاع مفتری خادم خلیفہ
دوم اولاد قاتل امام حسین علیہ السلام سے ہیں ایک نظر سرسری بھی نہیں ڈالی جاتی
کہ روات اس قصہ کے کیسے ہیں نہ اصل واقعہ پر غور کیا جاتا ہے کہ کسطرح
یہ امور جو ان روایات میں مذکور ہیں ممکن الوقوع ہیں یا نہیں بہرکیف ان
روایات کے حالات سے بخوبی معلوم ہوا کہ انکی روایتیں بالکل موضوع ہیں
اور اصل قصہ باطل ہے کیونکہ یہ بات تو بدیہیات اولیہ سے ہے کہ توثیق حدیث
موقوف توثیق رجال پر ہے کما قال المولوی لبغیرہ سماہ المولوی عبد الحی فی
صہ ۲۹۲
السعی المشکور بیس المحدثین کہ یہ روایات بلکہ کل روایات قصہ کے غلط و بے بنیاد
ہوئی کیونکہ جب صرف ایک صاحب ہدایہ کے خطا سے بیچ میں عالم نے
انکی متابعت کی ور بقول فاضل رشید خان کی طرح سے تو جہاں آتی دجال
کذاب اخوان اضلال کے لیے مہیا ہو اور پھر عمر وعثمان متابعت کریں تو کیوں

تو سب جاطی و ضال مضل بنائے جائینگے حالانکہ بلا اس جرح و قدح کے
بھی یہ روایتین عقلاً باطل ہین چہ جائیکہ بلا سند ہون اور روایت بلا سند
بقول شاہ صاحب قابل اعتبار نہین بلکہ شتر بیمہار ہین فالحمد للہ ثم الحمد للہ

بحث از دعوی اہلسنت بشہرت و تواتر این قصہ

ہمارا بحمد اللہ و حسن توفیقہ بطلان اور موضوعیت ان روایات کی اجمالاً و تفصیلاً
بخوبی ثابت ہوچکی تو اب ہمکو کوئی ضرورت انکی دعوے شہرت و تواتر سے
بحث کرنے کے نہین رہی کیونکہ شہرت اور تواتر اہنین روایات موضوعہ کے مجموعہ
کا نام ہے نہ یہہ کہ کوئی خاص جانور ہو پس جب اصل روایات موضوعہ و
غلط و باطل ہوے تو انکے مجموعہ کے موضوع و باطل ہونے مین کیا
عذر رہا چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین اگر احیاناً جزے از اخبار
الیشان بروایت جمعی وارد شد بیک لفظ یا الفاظ متقاربہ نیست اختلاف
الفاظ و اضطراب آن بہ نہجے می آید کہ جمع و تطبیق دشوار مے افتد و تعدد
رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد چیزے روایت کند کہ مخالف
دیگر باشد قادح صحت خبر میشود نہ مفید شہرت است مگر بنظر مزید تسکین خاطر
مخالفین اجمالاً اس سے بھی بحث کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ اول نفس وقوع
عقد کے بارہ مین کوئی روایت بھی صحیح نہین چہ جائیکہ مشہور و متواتر ہو مگر ہان
دربارہ وفات ام کلثوم و زید بن عمر کے شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی
نے دعوے تواتر کیا ہے چنانچہ عبارت شاہ صاحب یہہ ہے کہ در ینجا خود
بالقطع و التواتر ثابت ست کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمد و او را

عمر بنام برادر خود زید بن الخطاب کہ در جنگ مسیلمہ کذاب شہید شدہ بود مسمے کرد
و زید بن عمر جوان شد و لبست سال عمر یافت در خانہ جنگی کہ فیما بین
بنی عدی واقع شدہ بود شب ہنگام برائے اصلاح از خانہ خود برآمدہ بود
از دست کسی در آن حیص بیص شہید شد و مادر مطہر او نیز ہمان روز بمرض
در گذشتہ بود ہر دو جنازہ را بیکوقت حاضر نمودند حضرت امام حسین ع و عبد اللہ
بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند لستھے اور مولوی حیدر علی سنے بھی اسی
امر پر دعوے تواتر کیا ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و فرزند او زید بن عمر
در ایام خلافت معاویہ بن ابی سفیان رو دادہ در وقت واحد بعبارتہ محدثین
اہلحق ہمین امر تصریح کردہ اند و از قبیل متواترات شمردہ وہیچ وتردد ے
درین باب بخاطر خود راہ ندادہ اند جس سے معلوم ہوا کہ اصل دعوے
تواتر وفات ام کلثوم و زید بن عمر پر ہے بنفس وقوع پر جسکے بارے مین
روایتین مذکور ہوئین گو بطریق لزوم دعوے کر سکتے ہین کہ جب وفات
مان بیٹے کے دعوے تواتر ہوا تو عقد پر بھی ضروری ہوا لیکن اصل دعوے
اسی وفات سے متعلق ہے شاہ صاحب نے سند مین اس دعوی کے
حاشیہ پر عبارت نہایۃ الارب نقل کی ہے اور مولوی صاحب نے باوصف
تطویل لاطائل کوئی سند نہین دی سوائے اسکے کہ عبارت اصابہ
منقولہ مولوی صاحب مین یہ مرقوم ہے ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم وابنہا ص ۲۸۹
زید الخ اور عبارت اسد الغابہ سے یہ نقل کیا ہے و توفیت ام کلثوم
وابنہا زید فی وقت واحد [illegible] اندام کی ہی ہے کہ ام کلثوم

وزید نے ساتھہ وفات کیا امام حسن یا امام حسین یا سعد بن ابی وقاص
یا ابوہریرہ یا عبد اللہ بن عمر یا سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑہی چاہین
اسکو سند صحیح سے تعبیر کرین یا متواتر بتائین یا مشہور کہین ہمکو اصلیت
سے اس واقعہ کے مطلقاً گفتگو نہین مگر اس سے حضرت ام کلثوم بنت
جناب امیر ع کی کیسطرح تعیین نہین ہوسکتی کیونکہ اصل روایات مین صرف
نام ام کلثوم وزید وارد ہے جس سے نہ بالخصوص ام کلثوم بنت علی
کے تعیین ہوسکتی ہے نہ زید کا پسر عمر ہونا اور سابقاً ہم ثابت کرچکے ہین
کہ خلیفہ دوم کی دو زوجہ کا نام ام کلثوم تہا ایک ام کلثوم بنت جرول
خزاعی جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین رہی اور اوس سے زید
بن عمر پیدا ہوا دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے
بمقام حدیبیہ عقد کیا اور بروایات متواترہ فریقین یہہ بھی یقیناً اور حتماً ثابت
ہوچکا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ع اپنے بہائی امام حسین ع
کے ساتھہ شریک معرکہ کربلا رہین بلکہ اوسکے بعد بہی زندہ رہین جس سے
ببداہتہ عقلیہ معلوم ہوا کہ زید کے ساتہ ان حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے بعد
معاویہ نہین وفات کی جو تا معرکہ کربلا زندہ رہین بلکہ وہ ام کلثوم بنت جرول
خزاعیہ زوجہ عمر مادر زید تہی رواۃ نے تدلیس پر تلبیس بیان کیا اور علمائے
بوجہ اشتراک نام ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کیطرف منسوب
کردیا جیسا کہ سابقاً بصراحت تمام مع نظایر مذکور ہوا اصل قصہ وفات
ام کلثوم و زید کے متواتر یا صحیح السند یا مشتہر ہونے سے ہر چند کہ جو

تعریف مشہور اور متواتر کے اصول فقہ کی کتابون مین بیان ہوئی ہے اور جو شرائط مقرر ہوئے ہین کسیطرح یہان نہین پائے جاتے ہمکو بحث نہین ہے کیونکہ مقصود ہمارا تحقیق اصل عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے اور اولاد زید کا پیدا ہونا اور ساتھ مرنا بھی جو بخوبی باطل ہوا اور یقیناً ثابت ہوا کہ نہ انکا عقد عمر سے ہوا نہ مادر زید ہوئین نہ ساتھ مرین حالانکہ بفرض محال اگر اہلسنت اسکے مدعی بھی ہون اور مشہور قرار دین تب بھی کوئی فائدہ نہین کیونکہ خود امام فخر الدین رازی ہانک پکار کر کہتے ہین کہ بیس یا ہزار راوی کے اتفاق کر لینے سے کسی امر پر نہ تواتر واقعی حاصل ہوتا ہے نہ تواتر معنوی کیونکہ عرف مین ہرگز مستبعد نہین ہے کہ بیس آدمی کسی دروغ واقعہ پر اتفاق کر لین اور بعبارات مختلفہ بیان کرین اور **تصدیق** اس دعوے کی عبد اللہ بن زبیر کے حرکت سے بخوبی ظاہر ہے جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے چون اصحاب بر آمد عبد اللہ بن زبیر پنجاہ مرد از سکان آن موضع نزد عایشہ آورد تا گواہی دادند کہ این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب در اول شب گذشت و گویند کہ این گواہی اول شہادت دروغی بود کہ در اسلام بوقوع پیوست پس جب بیس یا ہزار آدمیون کا دروغ واقعہ پر اتفاق کرنا ممکن ہو اور عہد صحابہ کبار مین جسکو خیر القرون کہتے ہین بلکہ خود صحابہ کبار روبروے ام المومنین اس امر شنیع کے مرتکب ہون کہ خفیف خفیف امر پر پچاس پچاس آدمی جھوٹی گواہی دین تو دو چار یا دس پانچ راویون کا اتفاق کر لینا اس دروغ واقعہ پر کیونکر موجب تعجب ہو سکتا ہے دیکھئے

کما نقل فی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت صفحہ ۲۵۸ وقد نقل فی عبقات الانوار صفحہ ۱۱۴۵

اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا انکار کرنا جواز قیاس سے اور اوسکو
ناجائز جاننا بہ اجماع علماے امامیہ و اتفاق علماے اہلسنت اسدرجہ
مشہور و متواتر ہے کہ علامہ عبری قائل ہین کہ حق یہہ ہے کہ اہلبیت ع
کا مثل باقر و صادق کے انکار کرنا قیاس سے ویساہی مشہور ہی
جیساکہ ابو حنیفہ و شافعی و مالک سی قول بوجوب عمل بر قیاس مشہور ہے
انتہے اور خود مخالفت ان حضرات ع کی ابو حنیفہ کے قیاس سے حیوۃ الحیوان
اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی وغیرہ مین بھی مذکور ہے اور اصل
حدیث معاذ جسکو جواز قیاس کی سند قرار دیتے ہین ایسی غلط و باطل ہی
کہ خود علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داود مین جوزقانی سے
ناقل ہین کہ یہہ حدیث باطل ہے لوگ شعبہ سی نقل کرتے ہین ملتیہ مشایخ
صغار و کبار مین اس حدیث کو تفحص و تلاش کیا اور جن اہل علم سے ملاقات
ہوئی اونسے بھی دریافت کیا مگر بجز اس طریق کے یعنی جس مین حارث بن
عمر داخل ہے اور دوسرے طریق سے یہ روایت نہین پائی جاتی اور یہہ
حارث بن عمر مجہول ہے اور اصحاب معاذ شہر حمص کے بھی معروف
نہین ہین اور ایسی سند پر اصول شریعت مین اعتماد نہین ہوسکتا اگر
کوئی کہے کہ تمامی فقہا نے اس روایت کو اپنی کتابون مین لکھا ہے اور
اوسپر اعتماد کیا ہی تو کہا جائیگا اس روایت کا یہی طریق ہی اور متاخرون نے متقدمین
کی اسمین تقلید کی اگر اس طریق روایت کے سوا دوسری طریق سی کوئی روایت
قابل قبول اہل نقل پیش کریگی تو ہم اوسکے قول کیطرف رجوع کرینگے مگر یہہ

مرد نکے امکان مین نہین ہے البتہ اسنے تھے جس سے معلوم ہوا کہ خود اہلسنت
کے یہان بہی ایسی حدیث قابل اعتماد دربارہ قیاس نہین ہے اور خود
فاضل رشید بہی اشتہار انکار اہلبیت اطہار کے مقر ہین چنانچہ شوکت عمریہ
مین کہتے ہین اشتہار انکار بر قیاس و منع آن از ائمہ اطہار در حق قدمای
شیعہ مسلم است مگر اینکہ در اکثر عامے بودند الخ با اینہمہ بطلان واقعی روایت
قیاس و افتراء یہ اشتہار انکار اہلبیت اطہار علیہم الصلوة والسلام من الملک
الغفار فاضل ملتانی بہی تنبیہ السفیہ مین بہ نسبت اسکے کہتے ہین خبرہای
کہ کذابین و وضاعین مشتہر بسیارند و در حقیقت اصلے ندارد بمجرد اشتہار احتجاج
نتوان کرد انتہے وتفصیلہ فی المجلد الاول من استقصاء الافحام لکن جب
واقعی ایسے مشہور و متواتر ہین یہ احکام اسکے نافذ ہون تو نہ معلوم کہ ہم لوگ
اہلحق ان روایات موضوعہ و واہیہ عقد کے بارے مین جسکی حالت مذکور ہوے
بشرط تسلیم شہرت بطور واقعی کیون نہ کہینگے کہ خبرہاست کہ کذابین و وضاعین
مشتہر بسیارند و در حقیقت اصلی ندارد لیکن بمجرد اشتہار احتجاج نتوان کرد
سبحان اللہ نسبت شیعون کی جناب امیر علیہ السلام اور اہلبیت طاہرین علیہم السلام
کیطرف کس درجہ یقینی اور متواتر ہے کہ خود حضرات اہلسنت بہی بالاتفاق کہتے ہین
ہے کہ اسی جرم پر شیعے مورد طعن ہوتے ہین جیسا کہ کلام عضدی و دوانی
و مولوی عبد الحلیم سابقًا مذکور ہوا انہمہ صاحب رجوم الشیاطین اس
تواتر کو مفید علم قطعی نہین جانتے چنانچہ کہتے ہین و نیز این تواتر کہ منحصر در جماعت
خاص باشد بغرض من الاغراض ہرگز مفید علم قطعی نیست چہ جاے یقینیکہ

از بدیہیات باشد وجوابہ فی معین الصادقین پس جب اسکے اسنے
اغراض کے لیے جو ہوسکہ اور غلط امر پر تواتر کرنا اور اوسکو مشہور کرنا ممکن ہر
تو اگر بفرض محال یہ روایات عقد اہلسنت کے نزدیک ایسا ہی مشہور
و متواتر ہون جیسا کہ انتساب شیعہ اہلبیت کیطرف یقیناً و واقعاً مشہور ہے
تو بھی بوجہ انحصار اوسکی جماعت کا ذہین در پے بنانیکے نہین آپس مین بغرض
من الاغراض مفید علم قطعی نہین ہوسکتا چہ جائیکہ شہرت اسکی عشر عشیر شہرت انتساب
تشیع کی برابر بھی نہو چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہے پس صاحبان عقل و ادراک ایسی لغویات
اور مزخرفات کو کیونکر قبول کرسکتے ہین پس الحمد للہ کہ بتقریر وافی و کافی ان روایات کا بشرط
تسلیم شہرت بھی غیر مفید علم ہونا ثابت ہوا اگر بنا بر احتمال اول اشتباہ رواۃ اور خطائے
علما کے قایل ہون تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ اسباب اشتباہ و دلائل و قراین
و شواہد و نظایر اوسکی سابقاً مذکور ہوئے کہ بڑے بڑے علمائے حستین چہ فقہا چہ محدثین و چہ مورخین
و چہ متکلمین سیکڑون اغلاط مین ایسا مبتلا ہوئے کہ اپنے دہوکھونکی بدولت روایات صحیحہ کو باطل کرینگے
چنانچہ قصہ وفات ام رومان و نسبت متعطرف امام مالک کے اور اعتماد کرنا تمامی فقہا کا
روایت باطل جواز قیاس پر سابقاً مذکور ہوا پس بعض فقہا کا ان
روایات موت ام کلثوم و زید بن عمر سے جناب ام کلثوم علیہا السلام
کو سمجھ لینا اور سارے واقعے کو ادہر منسوب کرنا اسی قبیل سے ہوگا
اور اگر بنا بر احتمال ثانی وضعیت روایات اور وضاعی رواۃ کے قایل ہون
تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ دلائل اور شواہد اور نظایر اسکی
اور احوال شہرت و تواتر ابھی مذکور ہوئے جس سے بطور حتم و یقین

ثابت ہوا کہ یہ قصہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کا محض غلط اور موضوع اور باطل اور تہمت و افترا ہے نہ خلیفہ نے خطبہ کیا نہ عقد ہوا نہ زید پیدا ہوا نہ بعد معاویہ وفات کیا وغیرہ وغیرہ واضح اول نے اصل خطبہ ام کلثوم بنت ابوبکر کے قصہ کو کچھ تبدیل و تغیر کر کے بغرض اصلاح خرافت خلیفہ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کیا ما بعد والی راویوں اور عالموں نے بالعمد یا بلا عمد زید و ام کلثوم کے اصلی حالات کو اوس منسوب کر دیا اور متاخرین نے اپنے متقدمین کی تقلید کر لی تحقیق امر واقعے نہ کی ازینجا ست کہ حالات صدر اول کے غور کرنے سے کوئی نشان اور اصلیت اس قصہ کی مطلقاً معلوم نہیں ہوتی بلکہ خلاف اسکے ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض حالات کیطرف اجمالاً اشارہ کیا جاتا ہے اول یہ کہ جب خلیفہ دوم پر ابو لولو کا وار کاری لگا تو عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ کیا یہہ امر تم لوگون کے مشورہ سے تھا ابن عباس نے انکار کیا جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب بنی ہاشم کو کسطرح سے اپنا دشمن سمجھتے تھے پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو کسطرح خلیفہ صاحب ایسی تہمت نہ لگاتے نہ ایسا خیال دوڑاتے دوسرے یہہ کہ جب خلیفہ دوم نے وقت موت اضطراب و قلق و بےچینی شروع کی تو بروایت بخاری وغیرہ حضرت ابن عباس نے یون تسکین دینا شروع کیا کہ تم صحبت رسول مین رہے اور حضرت راضی گئے ابوبکر سے صحبت رہی وہ بھی راضی گئے اور لوگون کے ساتھ بھی اچھی سلوک کرتے رہے پھر کیون جزع کرتے ہو اوس پر خلیفہ نے

ص ۳۱۲
ازالۃ الخفا

کہا کہ جو کچھ ہمکو خوف والم ہے وہ سب بدولت تمہارے اور تمہارے
اصحاب کے سبب ہے ایسے اسیطرح اور لوگون کے فہمائشین بھی عمر قوم بلت
لگر یہہ کسینے نہ کہا کہ اے کیا جزع و فزع کرتے ہو کہ ان سب فضایل و مناقب
وصحبت نبوی کے ساتھ رسول سے تمکو ایسی قرابت قریبہ اور ایسا وسیلہ
حاصل ہے کہ خود حضرت نے فرمایا سب حسب و نسب بروز قیامت
منقطع ہونگے مگر سبب و نسب جسکو بقول اہلسنت خلیفہ نے اپنی نجات
کے لیا اسدرجہ کا عروۃ الوثقے جانا کہ بمقابلہ اسکے تمامی فضائل
ومناقب کو ہیچ و پوچ سمجھا پس اگرچہ بھی اس واقعہ کے اصلیت ہوتے
تو ممکن نہ تہا کہ صحابہ ایسے بزرگ فضیلت کو وقت تسکین جزع و فزع
خلیفہ پیش کرتے اور اس نعمت عظمی سے اونکی تسلی و تشفی نہ کرتے
کیونکہ کوئی عاقل نہین مانسکتا کہ جس فضیلت کو خلیفہ صاحب یہ عظمت
سمجھین صحابہ کبار اوسکو عدل خلیفہ وصحبت رسول وصحبت ابوبکر کے
برابر بھی نہ جانین کہ ایسے وقت نازک مین اوسکا اظہار کرتے حالانکہ
عقلاً ونقلاً مسلم ہے کہ ایسے جانکاہ وقت مین کہ مومنین کو رحمت
خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور فساق اور فجار کو غضب جبار و قہار کا
سامنا رہتا ایسی حالت مین قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ باتین تسکین بخش
ذکر کرتے جس سے نہایت درجہ کا اطمینان اور پوری تسکین حاصل ہو اور
پلے پہرے کے فضایل و بزرگیان بیان کرتے ہین کہ دل قوی ہے
اور مسرور و خوش رہے چنانچہ دیکھیے بنابر مزعوم اہلسنت بی بی عائشہ

کہ وقت موت حضرت ابن عباسؓ نے انہیں فضائل ومناقب سے تسلی
اور تشفی دی جو انتہا درجہ کے فضایل سے انکے تھے چنانچہ صحیح بخاری سے (منتہی الکلام)
منتہے الکلام ص میں منقول ہے کہ قبل موت عایشہ ابن عباسؓ آئے اور خیریت
مزاج پوچھی اسکے بعد کہا تم بخیر ہو انشاء اللہ کیونکہ زوجہ رسول ہو اور سوا
تمہارے کسی باکرہ سے رسول نے نکاح نہین کیا اور تمہارا عذر آسمان سے
نازل ہوا الخ اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف فضائل عالیہ بی بی عایشہؓ مین
مذکور ہوتے ہین اور ایسا کوئی وصف انمین نہ تھا پس اگر خلیفہ کا عقد ہوا
ہوتا تو اسوقت یہ امر بھی ان کلمات تشفی سمات مین پیش کرتے جس سے
بڑہ کر کوئی فضیلت نہ تھی حالانکہ کسی نے بجز صحبت رسول و ابوبکر وعدالت
جو نہتاے فضیلت خلیفہ مین مذکور ہوتے ہین اس امر کو نہ بیان کیا
جس سے معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصلیت نہین ہی ورنہ ایسے وقت نازک
مین ضرور ذکر کرتے تیسرے یہ کہ بجواب ابن عباس خلیفہ صاحب یہ
نہ فرماتے کہ میری بھیبی وا اضطراب سب تمہاری بدولت اور تمہارے
اصحاب کے سبب سی ہے کیونکہ جب اسدرجہ محبت و موافقت تھی لعل
اہلسنت تو پھر انکے سبب سی خوف عذاب کیون ہوتا جو کہا قسم بخدا
اگر تمامی روے زمین طلا ہو جاتا تو قبل مشاہدہ عذاب خدا اسکو تصدق
کرتا چوتھی یہہ کہ اگر واقعی یہہ عقد ہوا ہوتا تو کچھہ تو خلیفہ صاحب جناب امیرؑ
کی خلافت مین سعی کرتے جیسا کہ عبدالرحمن بن عوف نے عثمان کے
لیے سعی کی لااقل ضرر ان کی تو سعی نہ کی ہوتی جیسا کہ ذوالفقار حیدری جلد ثالث

مین مفصلاً لکہ چکا ہون پانچویں یہہ کہ نواصب جنکی محبت شیخین سے
اور عداوت اہلبیت طاہرین سے باقرار اہلسنّت انسے زیادہ ہے
وہ بھی اس امر غلط کا ادعا نہین کرتے چنانچہ شاہ صاحب نے جو اقوال انکے
نقل کیے ہین اونسے بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ حاشیۂ تحفہ مین ص ۶۹۱
فرماتے ہین بدان وفقک اللہ کہ تزویج حضرت زہرا ع باستاد مردان
فضیلتے ست کہ مختص باوست و نواصب گفتہ اند کہ رسول دو دختر بعثمان
داد و فہر بود مر اکر صد دختر بودی ہمہ را بعثمان میدادم یکے پس دیگرے
پس عثمان فضل باشد در ینباب از علی و تخصیص این فضیلت بعلے
روا نبود و نیز گفتہ کہ رسول دو دختر از شیخین گرفت پس ہر چہار را اصہار یافت
و فضیلت مصاہرت بدو مختص نباشد اہلسنت جواب گفتہ اند کہ حضرت
زہرا ع از جملہ دختران بزرگتر در مرتبہ و محبوب تر بود نزد پدر دیگر آنکہ حضرت زہرا
اولاد گذاشت و پس از پدر زندہ ماند پس مصاہرت نصب او اقوی بود
از انچہ نسبت غیر وے بود نواصب درین سخن قدح کردہ اند کہ بزرگے
زہرا مقابل زیادتی منکوحات عثمان ست چہ آن دو بودند ضعیفان
یعلیان قویا و اولاد گذاشتن و پس از پدر زندہ ماندن در امر میراث سود مند
و آن نزد شما باطل ست و در اصل مصاہرت مردن منکوحہ ضرر نمی کند
چہ بعد از وفات حضرت زہرا ع حضرت علی را معزول نمی فہمید و نیز خود
روایت کردہ اید کہ کل صہر و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا صہری و نسبی
پس عثمان و علی ع صہر دو برابر اند و آنکہ منکوحات الشان مرند در رز قیامت

ودستکو حاث الیشان برانگیختہ شدہ ہیں لیکن جب ہم دون اچہا اعتبار رسالت
جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نواصب نے شیخین کو خسر حضرت کا بنایا
یکو داماد حضرت کا قرار دیا ہو لیس اگر یہ عقدہ ہوا ہوتا تو عمر کو خسر اور داماد
رسول دونو قرار دیتے جیسا کہ عثمان کو اسوجہ سے کہ دو بیٹیاں بیاہی گئیں
جناب امیر سے افضل کہتے ہیں حالانکہ اوس روایت کل مہر ونسب
کو بھی لکھتے ہیں معذلک اس شرف دامادی رسول ہیں جناب امیر اور
عثمان ہی کو داخل کرتے ہیں نہ عمر کو بلکہ عمر وابوبکر کو صرف سسر جانتے ہیں
پس بالیقین معلوم ہوا کہ نواصب بہی اسکے مدعی نہیں ہیں کہ یہ عقد واقع
ہوا اور سچ ہے وہ کیونکر مدعی ہوں ایسے امر کذب کے کہ بقول اہلسنت
وہ لوگ پابند راستی وصدق مقال ہیں پس جیسا اس تقریر سے عدم وقوع
عقد مسلم ہوا ویسا ہی اہلسنت کا نواصب سے زیادہ مفتری اور دروغگو
اور وضاع ہونا بلکہ زیادہ دشمن اہلبیت ہونا بہی ظاہر ہوا کہ باوصف
عدم ادعاے نواصب اہلسنت ایسے امر لغو کے مدعی ہیں اور بے محابا
کذب وافترا کے مرتکب ہوتے ہیں اور خوف خدا ورسول نہیں ہوتا پس
درمیان نواصب واہلسنت وہی فرق ٹھہرا جو درمیان کافر ومنافق
کے ہے جسکے بارے میں پروردگار عالم یہ شہادت ادا کرتا ہے واللہ
یشہد ان المنافقین لکاذبون **واضح** رہے کہ شاہ صاحب نے اعتراضات
خوارج ونواصب کو بڑے استحکام اور مضبوطی سے بیان کیا ہے
ایک اعتراض کا تو ٹوٹا پہوٹا کچہ جواب بہی دیا جس سے خود اس جواب کا

ضعف ظاہر ہے اور اعتراض ثانی کا بالکل جواب ہے نہ دیا جس سے
تسلیم کرنا اوس اعتراض کا اور لاجواب ہونا اہلسنت کا ظاہر ہے چونکہ ہم کو یہان
کسیکے سوال و جواب سے غرض نہین ہے لہذا اسکا جواب نہین دیتے مگر
اتنا کہہ دیتے ہین کہ بنا بر تسلیم عثمان کے مشابہت یا مماثلت جناب امیرؑ
کے ساتھ امر دامادی نبوی مین محض لغو ہے کیونکہ عثمان کی مثال وہ ایسے
اشخاص ہو سکتے ہین جو بقول اہلسنت داماد رسول تھے اور اون کے
ازواج نے رو برو سے آنحضرت وفات کی یا طلاق پائی مثل ابو العاص
شوہر زینب و عتبہ و عتیبہ شوہران سابق رقیہ و ام کلثوم جنکی طلاق کے بعد عثمان
اونہین دختران کا عقد ہوا بلکہ وہ تینون باعتبار شرف تقدم حضرت عثمان سے
اشرف ہوے اور شیخین کا خسر رسول ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار
مردگان کے سوا زندون مین ابو سفیان کو یہ شرف ملا اور رسول کا سسر بہ کیف
خلیفہ دوم مثل خلیفہ اول سسر ہی رہے داماد نہوے اور اگر عقد اونکا حضرت
ام کلثوم علیہا السلام سے عیاذاً باللہ ہوا ہوتا تو وہ بھی داماد رسول کہلاتے
جیسا کہ عثمان سمجھے گئے بلکہ اونکی دامادی عثمان سے افضل ہوتی پس
اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہرگز ہرگز یہہ عقد واقع ہوا نہ اسکی کچھ اصلیت ہے
بہرکیف ان روایات عقد کے موضوع اور باطل و افترا و تہمت ہونے مین عقلاً و
نقلاً و سنداً و متناً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے اور ان راویون کے
کذاب و وضاع و دجال مفتری غیر ثقہ ہونے مین ذرا شک و شبہہ
نہ رہا اور اہلسنت کے بدتر از نواصب و خوارج ہونے مین ذرا تامل کی گنجائش نہین

فاتضح الحق والحق یعلو ولا یعلیٰ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاتمہ

باقی رہا یہ امر کہ جناب ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام کا عقد کس سے ہوا
اور انکا شوہر کون تہا پس یہ امر حسب روایات فریقین ثابت ہے کہ جس طرح
سائر بنات جناب امیرؑ کا عقد اپنے ہی خاندان بنی ہاشم مین اولاد حضرت عقیل و جعفر وغیرہ
ہوا گو وہ کل بیٹیاں دختر جناب سیدہؑ شہ تہین یا وسیلہ عقد حضرت ام کلثوم کا اپنے
ہی خاندان مین حضرت محمد بن جعفر طیار کے ساتہہ ہوا فقط اختلاف تہا تو اسمین کہ آیا
عمر کے ساتہہ عقد ہوا یا نہین جسکو ہمنے بخوبی ثابت کیا کہ ہرگز خلیفہ دوم سے عقد نہین ہوا اور اوسکے
ساتہہ یہ بیان اہلسنت بہی باطل ہوا کہ بعد عمر عون بن جعفر سے بحکم جناب امیرؑ عقد ہوا کیونکہ
بالاتفاق علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ عون بن جعفر نے عہد خلافت عمر مین بجنگ تستر
شہادت پائی پہر وہ زندہ کہان سے تہے جو بعد عمر اونسے عقد ہوتا گویہ ممکن ہے
کہ پہلے عون سے عقد ہوا ہو تب محمد بن جعفر سے مگر خلاف عقل ہے کہ محمد کے ہوتے
اونکو چہوڑکر عون سے کیون ہونے لگا یا انہمہ عمر سے عقد ہونا بہرطرح محال
ٹہرا اور اسکے ساتہہ یہ دعوے بہی زیادہ تر غلط ہوا کہ بعد عمر محمد بن جعفر سے
عقد ہوا بعد اوسکے عون بن جعفر سے کیونکہ شہادت عون مقدم ہے
وفات محمد بن جعفر پر بلکہ قتل عمر پر ازینجا ست کہ جن جن علما نے بالاتفاق
بذریعہ روایات بیان کیا ہے کہ بعد محمد یا قبل از محمد عون سے عقد ہوا
جہان ذکر وفات عون لکہا ہے مطلقاً عقد وغیرہ کو نہین لکہا بلکہ یہی
بیان کیا کہ بجنگ تستر عہد عمر مین لاولد انتقال کیا جیسا کہ سابقاً عبارت

اصابہ و استیعاب مذکور ہوئے مگر شیخ عبد الحق صاحب جنکو لقب محقق دہلوی
ملا ہے سبکے خلاف بلا سند کسی کتاب وغیرہ کی رہبری سے ناقل ہین کہ بعد
عمر عون سے عقد ہوا اور اون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد عون کے
عبد اللہ سے عقد ہوا ان محقق صاحب نے محمد کو ایک دم غایب کر دیا اور صاحب
تاریخ خمیس وسمی زہری سے بالکل خلاف اونکے ناقل ہین کہ بعد عمر عون
سے عقد ہوا اور کوئی لڑکا نہین ہوا بعد عون محمد سے عقد ہوا اونسے
ایک لڑکی ہوئی بعد محمد عبد اللہ سے عقد ہوا اور اونسے کوئی اولاد نہین ہوئی
اونہین کی زوجیت مین وفات کی انہین اختلاف سے انکی تحقیقات کا حال بخوبی
معلوم ہوتا ہے اور اسکے ساتھ یہ بیان بھی ہے جو تمامی روایات مین مذکور ہے
کہ بعد محمد و عون عبد اللہ بن جعفر سے عقد ہوا بلکہ بقول مولوی حیدر علی
خود جناب امیر نے یہ عقد کیا غلط ٹہرا کیونکہ عبد اللہ بن جعفر شوہر حضرت
زینب علیہا السلام تھے ہر با وصف موجودگی ونکے یہ عقد جس سے جمع بین
الاختین لازم آوے کیونکر ممکن ہے پس یہ کل بیانات ان روایات کے
غلط ٹہرے اور صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کا محمد بن
جعفر سے ہوا چنانچہ یہ امر استیعاب اصابہ تاریخ خمیس اسد الغابہ سرور المحزون
شاہ ولی اللہ ازالۃ الغین مولوی حیدر علی وغیرہ مین مرقوم ہے مگر اونہین
مہملات کے ساتھ جسکو ہم باطل کر چکے لیکن عبارت استیعاب اور اصابہ سے
البتہ تعیین محمد بن جعفر کے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ عبارت اصابہ یہ ہے
کہ محمد بن جعفر بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی برادر عبد اللہ

وعون جو ابن حبان وغیرہ نے انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے دارقطنی نے کہا بمقام
حبشہ پیدا ہوے اور ابن مندہ وغیرہ نے کہا کہ عہد نبی مین اونکی ولادت
ہوئی ور ابو عمر نے کہا کنیت اونکی ابو القاسم ہے انہین کا عقد حضرت
ام کلثوم بنت جناب امیر سے بعد عمر ہوا الخ جب سے بخوبی تحقیق مع انحصار
عقد محمد کے ساتھ ظاہر ہوا اور چونکہ جملہ غیرہ یعنی بعد بیت عمر غلط ہے جیسا کہ
مذکور ہوا یہی صحیح بھی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم کا حضرت محمد بن جعفر سے
ہوا نہ عمر سے نہ عون سے نہ عبد اللہ سے اور از انجا کہ حسب تصریحات
علماے اہلسنت ہمسن ہونا جناب زینب و عبد اللہ بن جعفر کا و جناب
ام کلثوم و محمد بن جعفر کا اور زیادہ تفاوت سنی نہونا درمیان ہر دو خواہر
مسلم ہے پس نہایت قرین قیاس بلکہ مطابق واقع ہے کہ عقد ہر دو
خواہر کا زمانہ واحد ہوا جو مقدم ہے اوس زمانہ سے جسمین خطبہ خلیفہ دوم
وغیرہ بیان کرتی ہین جیسا کہ مفاد تمامی ان روایات کا ہے اور تائید
اس امر کی اون روایات سے بھی ہوتی ہے جسمین دربارہ تعجیل نکاح دختران
بیانتک تاکید کی گئی ہے کہ بلوغ اونکا اپنے شوہرون کے گھر ہو کیونکہ
ظاہر ہے کہ مکارم اخلاق کے منبع اور اصول کرم حضرات اہلبیت
طاہرین ہین پس کب ممکن ہے کہ خود جناب امیر نے تاخیر کی ہو اور اتنی
مہلت دی ہو خصوصاً درصورتیکہ ہر دو خواہر ہمسن ہون اور اس عسرت
کے ساتھ گھر ہی مین اپنے بھتیجون سے جنکی پرورش جناب امیر علیہ السلام ہی کے
متعلق ہو بیاہ دیا ہو کہ وہ دونون خود بھی ہمسن اور ازواج بھی ہمعمر و ہمسن ہون

اور ضرورت امداد رفت بھی خصوصاً بوجہ اسکے کہ اسما بنت عمیس مادر حضرت
عبداللہ و محمد و عون فرزندان جعفر جناب امیر عم کی زوجیت مین بھی ہمہ وقت
رہتی تھے اور پردہ شرعی مانع و عائق اسکا تھا پس ایسی صورت مین
عموماً عقد مین تعجیل کیجاتی ہے اگرچہ احد الزوجین صغیر ہوں چہ جائیکہ حد
بلوغ شرعی پر پہونچ بھی گئے ہوں چنانچہ جناب رسالتمآب نے بھی رقیہ
و ام کلثوم کا عقد ساتھ ہی کیا تھا پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد
حضرت زینب و ام کلثوم کا زمانہ خلافت خلیفہ اول ہی مین انجام پا گیا
اور وفات محمد بن جعفر جنگ صفین کے بعد ہو چنانچہ اصابہ مین ہے
کہ محمد بن جعفر جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شریک معرکہ صفین رہے
عبید اللہ بن عمر معاویہ کیطرف سے اور محمد بن جعفر جناب امیر عم کیطرف سے
میدان مین لڑنے گئے دونوں مین لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو
مار ڈالا اور دونوں وہین قتل ہوئے اور بعض کا بیان ہے کہ محمد بن
جعفر محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر مین تھے اور بعد شہادت محمد بن ابی بکر
مخفی ہوئے اور وہاں سے فلسطین گئے اور ایک شخص نے اونکے
مادری رشتہ دارون سے حفاظت کی اور معاویہ کے ظلم و ستم سے
نجات دی اور یہی امر محقق ہے انتہے عبارۃ الاصابہ بہر کیف بعد وفات
محمد بن جعفر حضرت ام کلثوم یقیناً معرکہ کربلا تک زندہ رہین اور پھر کسی
سے عقد نہین ہوا کیونکہ سابقاً اہلسنت کی روایات کا یہ بیان کہ بعد
عقد انکا عبداللہ سے ہوا غلط ہو چکا ہے اور سوائے عبداللہ

اہلسنت کے یہان بہی کسیکا نام نہین ہے پس معلوم ہوا کہ یہی امر صحیح ہے اور دعواے عقد ثالث ورابع مثل دعواے عقد عمر محض غلط وافترا ہے باقی رہی وفات حضرت ام کلثوم پس اہلسنت کی اسمین تین قول ہین ایک یہہ کہ قبل عبداللہ وفات کیا دوسرے یہ کہ بعد عبداللہ تیسرا واہی وہی قول ہے کہ عہد معاویہ مین زید کے ساتہ وفات کیا جسکا بطلان سابقا مذکور ہوا کہ وہ دوسرے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر مادر زید ہے کہ بجہت اشتراک نام ایک ام کلثوم کا تام دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب ہوا اور اصل یہی ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و حضرت زینب علیہا السلام بعد مراجعت مدینہ از کربلا و شام واقع ہوی کہ دونو معظمہ نے اپنے بہائی سید الشہدا روحی لہ الفدا کی مصیبت مین رو رو کر جان دی اور چونکہ وفات اون دونون معظمہ کے اور عبداللہ بن جعفر کے ایسے ہی قریب زمانہ مین ہوی کسیتے پہلے عبداللہ کہا کسینے بعد عبداللہ کہا حالانکہ منشا اون قائلین اور ناقلین کا تعین کرنا زمانہ کا تہا مگر نا واقفون سے بوجہ اپنی غلط فہمی کے اسی قرب وفات سے اونکی زوجیت کے قایل ہوے هذا ما تيسر لي في هذا المقام بفضل الله الملك العلام الافضل المنعام و كالاغر وانكم ترك الاوائل للاواخر وللارض نصيب من كاس الكرام والحمد لله اولا و اخرا والصلوة على نبيه واهل بيته الطاهرين ما تعاقبت الليالي والايام

تمت